ایچ رائیڈر ہیگرڈ کے شہرہ آفاق ناول King Solomons Mines کا ترجمہ

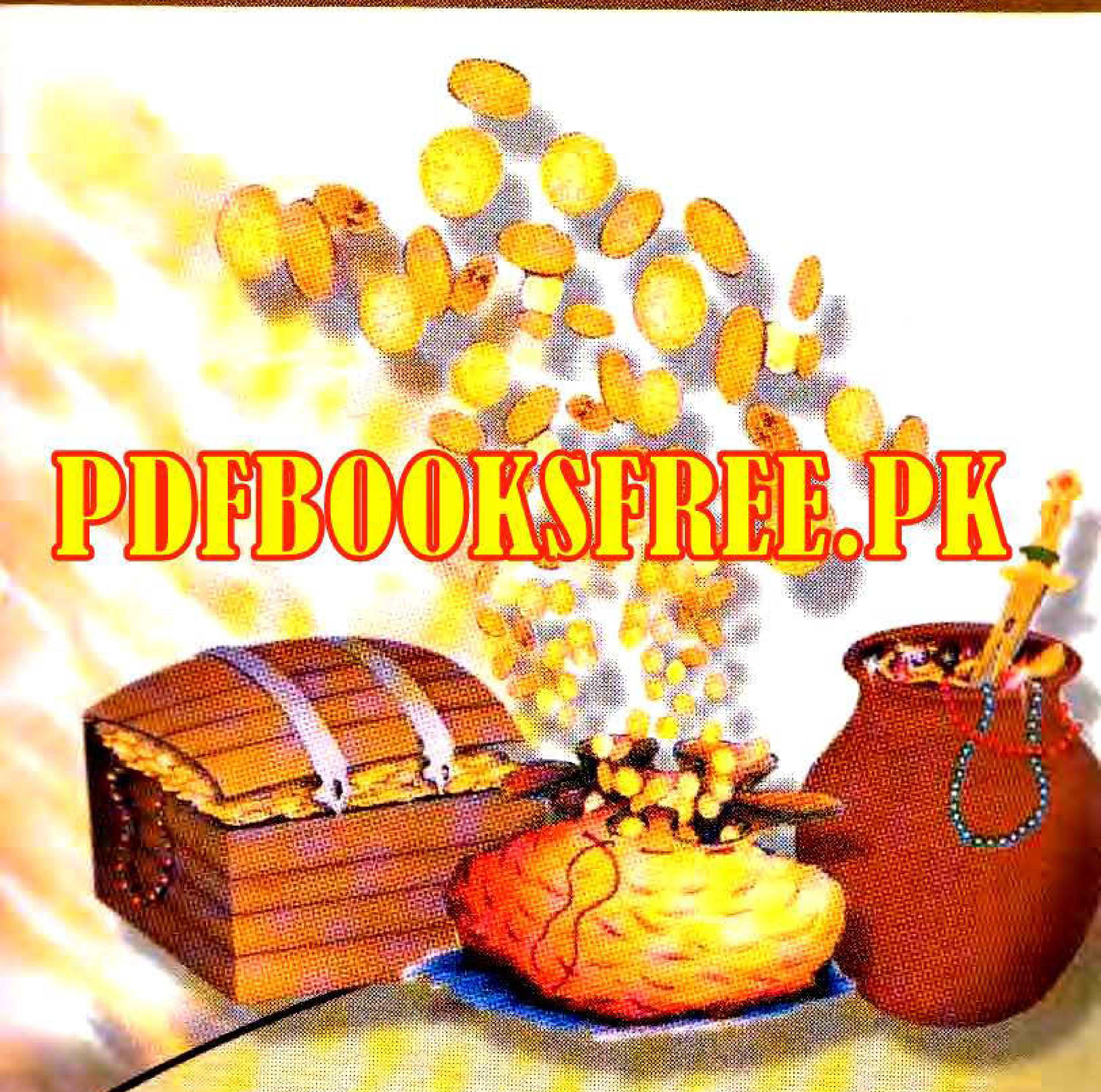

PDFBOOKSFREE.PK

حضرت سلیمان کا خزانہ

KING SOLOMONS MINES

مصنف: ایچ رائیڈر ہیگرڈ   ترجمہ: سید علاء الدین

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ایچ۔ رائیڈر ہیگرڈ کے شہرہ آفاق ناول

King Solomon's Mines کا ترجمہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کا خزانہ

www.pdfbooksfree.pk

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

تصنیف : ایچ رائیڈر ہیگرڈ

ترجمہ : سید علاؤالدین

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

باذوق لوگوں کے لیے خوبصورت اور معیاری کتاب

بیادِ
HASAN DIN

انتساب

پیاری بیٹی مہوش حنا مبین
اور
عزیزم ڈاکٹر فرحان اشتیاق کے نام

www.pdfbooksfree.pk

نام	حضرت سلیمانؑ کا خزانہ
تصنیف	ایچ رائیڈر ہیگرڈ
ترجمہ	سید علاؤ الدین
ناشر	سٹی بک پوائنٹ کراچی
تعداد	500
ایڈیشن	2007ء
قیمت	-/180 روپے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	ایچ رائیڈر ہیگرڈ کی زندگی	5
2	سلیمانی خزانے کا نقشہ	14
3	امبوپا ہماری ملازمت میں	22
4	ہاتھی کا شکار	30
5	صحرا کا سفر	39
6	پانی پانی	49
7	شارع سلیمان	58
8	کوکونالینڈ میں ہماری آمد	73
9	بادشاہ ٹوالا	80
10	چڑیل کا شکار	92
11	چاند گرہن	105
12	جنگ سے قبل	117
13	حملہ	124
14	گرے رجمنٹ کے بلند حوصلے	131
15	کیپٹن گڈ کی علالت	141
16	موت کا گھر	150
17	سلیمانی خزانہ	158
18	ہم ناامید تھے	169
19	اگنوسی کی دعوت	178
20	سرہنری کی اپنے بھائی جارج سے ملاقات	186

ایچ رائڈر ہیگرڈ کی زندگی

(1856-1925)

سرہنری رائڈر ہیگرڈ 1856ء میں پیدا ہوا۔ یہ ایک بیرسٹر کا چھٹا بیٹا تھا۔ اس نے
Tutors اور Ipswich Grammar School سے تعلیم حاصل کی۔
جب اس کی عمر انیس سال تھی تو اسے سرہنری بلور۔ گورنر آف نٹال کا سکریٹری بنا کر ساؤتھ
افریکہ بھیجا گیا۔ وہ چار سال تک وہاں رہا وہیں وہ ہائی کورٹ آف ٹرانسوال کا رجسٹرار
بنا۔ 1879ء میں وہ انگلستان واپس آ گیا اور ماریانا مارگٹسن سے شادی کی۔ ان کے چار بچے
ہوئے۔ اپنی شادی اور Boerwar کے خاتمہ کے بعد وہ ایک قلیل عرصہ کے لیے ٹرانسوال گیا۔
ہیگرڈ بار کا ممبر رہا اور 1895 میں پارلیمنٹ کا الیکشن لڑا، لیکن کامیاب نہ ہوسکا۔
اسے 1912 میں نائٹ کے خطاب سے نوازا گیا۔ اس نے 1912ء سے 1917ء تک پوری
دنیا کا سفر کیا اس وقت وہ Royal Commission on the
Domimions کا ممبر تھا۔ ان باتوں کے باوجود اس کی شہرت کا سبب لٹریچر بنا۔
اس نے ایک درجن سے زیادہ ناولز لکھے جس میں King Solomon's Mines
She (1887 (1886) اور Allan Quarterman (1887) بہت مشہور
ہوئے۔ اس میں تصوراتی، بیانیہ اور پراسرار تحریر لکھنے کی خداداد صلاحیت موجود تھی۔ اور اس کے کردار
فکری سے زیادہ عملی ہوتے تھے۔ وہ یا تو اچھے ہوتے یا برے۔ اس کے ہیرو باہمت اور وفادار
ہوتے۔ اس کے ولن بے ہودہ اور شریر ہوتے۔ اس کی تحریروں میں ساؤتھ افریقہ کی معلومات اور اس
کے ناولوں کے سین وہیں کے ہوتے ہیں۔ رائڈر ہیگرڈ کا انتقال 1925 میں ہوا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سرہنری کرٹس سے ملاقات

میں جس عمر میں ہوں، اس میں یہ بات مناسب ہوگی کہ قلم اٹھاؤں اور گزشتہ زندگی کے واقعات لکھ ڈالوں۔ لیکن سوچتا ہوں کہ جب میں اسے ختم کروں گا تو وہ کس قسم کی تاریخ ہوگی، بشرطیکہ میں اسے تکمیل پذیر کر سکا۔ میں نے اپنی زندگی میں بے شمار اچھے کام کئے ہیں اور وہ زندگی مجھے اچھی خاصی طویل معلوم ہوتی ہے۔ اس لیے کہ شاید میں نے اپنی نوجوانی کے زمانے سے اس کا آغاز کر دیا تھا۔ اس عمر سے جب کہ دوسرے بچے اسکول جایا کرتے ہیں، لیکن میں قوت لایموت کے چکر میں پرانی کالونی اور نٹال میں گرد راہ کارواں بنا رہا۔ میں نے تجارت کی، شکاری بنا۔ لڑائی لڑی یا تحقیق و جستجو کی۔ اور ابھی آٹھ ماہ قبل میں نے سب کچھ جمع کیا۔ یہ ایک بڑا ابنار ہے جو مجھے نصیب ہوا ہے۔ ابھی تک میں یہ نہیں سمجھ سکا ہوں کہ اس کی وسعت کتنی ہے۔ لیکن میں نہیں سمجھتا کہ گزشتہ پندرہ یا سولہ مہینوں کا طویل سفر پھر یہ جاننے کے لیے کروں گا۔ نہیں قطعی نہیں اگر میں یہ جانتا تو اختتام پر محفوظ واپس آ جاتا، اس ڈھیر اور سب کے ساتھ۔ لیکن اس وقت میں ایک شرمیلا جوان تھا اور لڑائی جھگڑے سے نفرت کرتا تھا، اس سے بڑھ کر مہم جوئی میرے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ بھی سوچتا ہوں کہ میں یہ کتاب کیوں لکھ رہا ہوں۔ کتاب لکھنا تو میری لائن نہیں ہے۔ چلئے مجھے کتاب کے لکھنے کی وجوہات تلاش کرنے دیجئے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ میرے پاس کوئی وجہ ہے بھی یا نہیں۔

☆ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ سر ہنری کرٹس اور کیپٹن جان گڈ نے مجھے حکم دیا ہے۔

☆ دوسری وجہ یہ ہے کہ میں یہاں ڈربن میں ٹانگوں کا درد لئے پڑا ہوں۔

☆ تیسری وجہ یہ ہے کہ مجھے اپنے بیٹے کا انتظار ہے جو لندن میں ڈاکٹری پڑھ رہا ہے۔ اس کی خوشی کے لیے تا کہ وہ ہفتے عشرے تک کدورتوں اور شرارتوں سے بچا رہے۔ اسپتال کا کام بور ہوتا ہے۔ جب کہ یہ تاریخ بور نہیں ہوگی، چاہے کچھ اور ہو۔ جب ہیری (Harry) میری مہم جوئی پر مبنی تاریخ کا مطالعہ کریگا تو اس سے زندگی کی نیرنگیوں میں اضافہ ہوگا چاہے وہ چند دنوں کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔

☆ چوتھی اور آخری وجہ یہ ہے کہ میں وہ کہانی سنانے جا رہا ہوں جو بالکل مختلف ہے اور مجھے لفظ بہ لفظ یاد بھی ہے۔ یہ بھی کتنی عجیب بات ہے اگر یہ کہا جائے کہ اس داستان میں کوئی عورت نہیں

ہے سوائے فولاٹا (Foulata) کے۔ لیکن ذرا ٹھہریں۔ ایک گاگول (Gagool) بھی ہے اگر وہ عورت ہے اور عفریت نہیں ہے تو اس کی عمر کم از کم ایک سو سال ہے اور وہ شادی کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے میں اسے شمار نہیں کر رہا ہوں۔ اچھا تو میں اب شروع کرتا ہوں۔

میں ایلن کواٹرمین (Allan Quartorman) جس کا تعلق نٹال کے علاقے ڈربن سے ہے۔ پیدائشی طور پر ایک شریف آدمی ہوں۔ میں ویسے تو کچھ بھی نہیں ہوں۔ لیکن ایک غریب سفری تاجر اور ایک شکاری۔ میں بیان کی گئی خصوصیات کا حامل رہا بھی یا نہیں یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے۔ ویسے خدا گواہ ہے کہ میں نے حتی المقدور کوشش ضرور کی ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں کو قتل کیا ہے۔ لیکن کسی کو شرارتاً قتل نہیں کیا یا کسی بے گناہ کے خون سے اپنے ہاتھ نہیں رنگے۔ ہاں خود حفاظتی کی غرض سے ایسا ضرور ہوا ہے۔ پروردگار نے ہمیں زندگی کی نعمت عطا کی ہے اور ہم پر لازم ہے کہ ہم اس کی حفاظت کریں۔ میں نے کم از کم اس کی کوشش ضرور کی ہے۔ یہ ایک ظالم اور بے ہودہ لفظ ہے۔ خاص طور سے ایک ڈرپوک بزدل کے لیے کہ میں جنگ و جدل میں بھی ملوث رہا ہوں۔

☆...☆...☆

یہ کوئی اٹھارہ ماہ یا اس کے لگ بھگ پہلے کی بات ہے: جب میں پہلی بار ہنری کرٹس اور کیپٹن گڈ سے ملا تھا۔ یہ محض اتفاق تھا۔ میں ہاتھی کے شکار کے سلسلے میں بامنگواٹو سے آگے نکل گیا تھا اور یہ میری بدقسمتی تھی کہ ہر چیز ہر بات غلط ہوتی جا رہی تھی، بلکہ یوں سمجھئے وہ سفر ہی بے کار گیا، جب میں اوپر پہنچا تو سخت بخار نے آن گھیرا۔ میں جیسے ہی اچھا ہوا تو ہیرے جواہرات کے علاقے میں چلا گیا۔ میرے پاس جو ہاتھی دانت تھے اسے فروخت کیا، اس کے ساتھ ساتھ اپنی ویگن اور بیل بیچ دیئے۔ شکاری عملے کو چھوڑ دیا اور پھر لکڑی کی گاڑی کے ذریعہ کیپ آ گیا۔ یہاں کیپ ٹاؤن میں ایک ہفتہ رہنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ واپس نٹال چلا جاؤں۔ پھر بندرگاہ پہنچ کر میں ایڈن برگ کیسل کا انتظار کرنے لگا جو لندن سے آ رہا تھا۔ میں اپنی برتھ پر گیا اور مسافروں میں شامل ہو گیا۔ اس سہ پہر سے میں سمندر کا اسیر ہو گیا۔

عرشے پر نٹال کے دو مسافروں نے میری جستجو کو مہمیز کیا۔

ان میں ایک مرد شریف جن کی عمر یہی بتیس برس تھی اور شاید جس کا سینہ سب سے چوڑا اور ہاتھ بہت لمبے تھے۔ ایسے کہ میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھے تھے۔ اس کے سر کے بال اور

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

داڑھی جو بہت گھنی تھی، پیلے رنگ کی تھی، اس کے چہرے کے خدوخال سیدھے سادے اس کی آنکھیں بھوری اور سر میں دھنسی ہوئی تھیں۔ مجھے اقرار ہے کہ میں نے اتنا خوش شکل آدمی اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا بلکہ اسے دیکھ کر قدیم زمانے کے ڈنمارکی کی یاد تازہ ہو جاتی تھی۔ اسے دیکھنے کے بعد کسی مضبوط و توانا شخص کی یاد بھی آتی تھی، لیکن وہ شخصیت کون تھی یہ ذہن کے دریچوں میں کہیں نہ مل پائی۔

دوسرا شخص جو سرہنری سے محوِ گفتگو تھا، طاقت کی علامت نظر آتا تھا اور اس کا رنگ گہرا چہرے کے نقوش قطعی مختلف اور عام ڈگر سے ہٹ کے تھے۔ اسے دیکھتے ہی میرے دل میں گمان گذرا کہ یہ شخص نیوی کا افسر ہے۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ ایسا خیال کیوں آیا، لیکن مجھے علم ہے کہ نیوی کے لوگوں کو نہ پہچاننا دشوار ہوتا ہے۔ میں اپنی زندگی میں جانے کتنی بار ان کے ساتھ شکار پر گیا ہوں، جس میں انہوں نے ہمیشہ ہی یہ تاثر لیا ہے کہ وہ سچ مچ بہادر اور انتہائی نفیس ساتھی ہیں۔ میرا خیال ہے یہ بے کراں سمندر کی وسعتوں اور خدا کی بخشدہ ہواؤں کا کرشمہ ہے، جو ان کے دلوں کو دھو دھلا کر اچھائی کا نمونہ بنا دیتی ہیں اور ان کے دل و دماغ کو اتنا پاک و صاف کر دیتی ہیں جیسا کہ ایک مردِ کامل کو ہونا چاہئے۔

چلیئے واپس کہ میں نے حد یقین پالیا اور یہ معلومات کر لیں کہ گہری رنگت والد شخص ایک نیوی افسر تھا۔ ایک لیفٹیننٹ جس کی عمر اکتیس برس تھی اور جو سات سال ملازمت کرنے کے بعد ہر میجسٹی کی ملازمت کو خیر باد کہہ کر واپس آ رہا تھا کیونکہ اسے کمانڈر کا اعزاز دیا جا چکا تھا اور اس کے بعد مزید کسی ترقی کا کوئی امکان نہیں رہ گیا تھا۔

آفیسر کا نام مجھے مسافروں کی لسٹ دیکھ کر معلوم ہوا۔ اس کا نام گڈ تھا۔ کیپٹن جان گڈ۔ وہ چوڑے چکلے شانوں کا ایک اوسط قد کا شخص تھا، جس کی رنگت گہری، جسم توانا بلکہ ایسا جسے بار بار دیکھنے کو جی چاہے۔

یہ شخص انتہائی صاف ستھرا اور کلین شیو تھا اور جو ہمیشہ اپنی سیدھی آنکھ پر آئی گلاس پہنتا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے قدرت نے اسے آئی گلاس کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اس میں کوئی ڈوری وغیرہ نہیں لگی تھی اور وہ اسے کبھی اتارتا نہیں تھا۔ سوائے منہ دھوتے وقت کے۔ پہلے تو میں یہ سمجھتا تھا کہ وہ شاید اسے لگا کر سوتا بھی ہے۔ لیکن بعد میں احساس ہوا کہ یہ میری غلطی تھی۔ جب وہ سونے کے لیے جاتا تو اسے اپنی پتلون کی جیب میں رکھ لیتا۔ اپنے نقلی دانتوں کے ساتھ جو اس کے پاس دو

خوبصورت سیٹ کی صورت میں تھے، جب کہ میرے اپنے اچھے نہیں تھے بلکہ اکثر ٹوٹ جایا کرتے تھے۔ جس کا مجھے انتظار رہا کرتا تھا۔

جلد ہی رات کے کھانے کی گھنٹی بجی۔ میں اور کیپٹن گڈ ایک ساتھ نیچے کھانے کے لیے چلے گئے۔ جہاں ہماری ملاقات سرہنری کرٹس سے ہوئی جو وہاں پہلے ہی سے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ اور کیپٹن گڈ ساتھ ساتھ بیٹھے جب کہ میں ان کے مقابل بیٹھ گیا۔ جلد ہی کیپٹن اور میں گفتگو میں منہمک ہو گئے۔ جس کا موضوع شکاریات اور جانے کیا کیا تھا۔ وہ مجھ سے سوالات کرتا اور ایسا لگتا تھا کہ وہ ہر بات جاننے کا متمنی رہا کرتا ہے اور میں جتنا ممکن ہو سکتا اس کا جواب دیا کرتا۔ اس وقت اس کا موضوع ہاتھی تھا۔

جناب والا! کسی نے کہا جو میرے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے صحیح آدمی کا انتخاب کیا ہے۔ شکاری کواٹرمین سے بہتر ہاتھیوں کے سلسلے میں کوئی نہیں بتا سکتا۔

سرہنری جو انتہائی خاموشی سے بیٹھے ہماری گفتگو سن رہے تھے۔ اب گویا ہوئے۔

میں معذرت خواہ ہوں جناب انہوں نے میز پر آگے جھکتے ہوئے کہا۔ ان کی آواز دھیمی اور گہری تھی۔ ایک اچھا بہت اچھا لہجہ۔ مجھے ایسا لگا جیسے وہ آواز عظیم سینے سے آ رہی ہے۔ مجھے معاف فرمایئے، لیکن سب سے پہلے یہ بتایئے کیا آپ کا نام ایلن کوارٹرمین ہے؟

میں نے کہا ہاں میرا نام یہی ہے۔

عظیم المرتبت شخص نے کوئی مزید تبصرہ تو نہیں کیا، لیکن میں نے ان کی خود کلامی سے خوش قسمتی کا لفظ تلاش کر لیا۔

اس وقت ڈنر کا اختتام تھا اور ہم سب اپنی اپنی کیبن میں جانے کے لیے اٹھ رہے تھے کہ اتنے میں سرہنری نے مجھے دعوت دی کہ آیئے میرے کیبن میں وہاں ہم پائپ پئیں گے۔ میں نے یہ دعوت قبول کر لی اور ان کی راہنمائی میں ان کے خوبصورت کیبن کی طرف چل دیئے۔

سرہنری نے ایک شخص کو وسکی کی بوتل لانے کے لیے بھیج دیا اور ہم تینوں بیٹھ کر پائپ پینے لگے۔

جیسے ہی وسکی آئی اور ایک شخص نے لیپ روشن کیا، سرہنری نے کہا، مسٹر کوارٹرمین پچھلے سے پچھلے سال تقریباً انہی دنوں میں، میرا خیال ہے کہ آپ ایک ایسی جگہ تھے جس کا نام Bamangwato تھا اور جو ٹرانسوال کے شمال میں واقع ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

میرا جواب تھا کہ ہاں میں یقیناً وہاں تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے حیرت ہوئی کہ یہ شخص میری نقل و حرکت پر کتنی گہری نظر رکھتا ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں، اس میں کسی اور کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔

تم وہاں تجارت کیا کرتے تھے۔ کیا ایسا نہیں ہے؟ انہوں نے کیپٹن گڈ پر طائرانہ نظر ڈالی۔

میں تجارت کرتا تھا۔ میں ایک ویگن میں مختلف سامان بھرتا اور ایک کیمپ لگا کر بیٹھ جاتا اور اس وقت تک وہاں مقیم رہتا، جب تک کہ سارا سامان فروخت نہ ہو جائے۔

سر ہنری میز پر میرے مقابل بیٹھے ہوئے تھے اور ان کا ہاتھ میز پر رکھا ہوا تھا۔ ان کی متجسانہ نگاہیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ مجھے گمان گزر رہا تھا کہ ان آنکھوں میں گہرا تجسس پنہاں تھا۔

کیا تم کبھی ایک ایسے شخص سے بھی ملے ہو جس کا نام وہاں (Neville) نیویل تھا؟

ہاں ہاں وہ تو میرے کیمپ کے قریب ہی اپنے بیلوں کے ساتھ کچھ دیر ستانے کے لیے ٹھہرا تھا، اس کے بعد اس کا ارادہ اندرونی علاقے میں جانے کا تھا۔ ابھی پچھلے دنوں ایک قانون دان کا خط مجھے موصول ہوا تھا، جس میں اس نے سوال کیا تھا کہ اگر مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم ہو تو اسے بتاؤں۔ مجھے جو کچھ علم تھا میں نے خط کے جواب میں وکیل کو بتا دیا تھا۔

ہاں تمہارا خط وکیل نے مجھے بھیج دیا تھا۔ تم نے اس خط میں لکھا تھا کہ نیویل نے بامنگواٹو مئی کے ابتدائی دنوں میں چھوڑا تھا۔ وہاں سے اس کا سفر ایک ویگن کے ذریعے شروع ہوا، جس میں اس کے ساتھ ایک ڈرائیور اور ایک کافر شکاری جس کا نام جم تھا موجود تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ اگر ممکن ہوا تو بیل گاڑی سے انائتی تک جائیگا جو متابیلا (Matabele) کا اہم تجارتی مرکز ہے۔ وہاں وہ ویگن کو فروخت کر دیگا اور پھر پیدل چلے گا۔ تم نے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ اس نے ویگن فروخت کر دی تھی۔ اس لیے کہ چھ ماہ بعد تم نے وہی ویگن ایک پرتگیزی تاجر کے پاس دیکھی تھی، جس نے تمہیں بتایا تھا کہ اس نے یہ ویگن انائتی میں ایک سفید فام سے خریدی تھی جس کا نام اسے یاد نہیں رہا تھا اور یہ کہ اسے یہ یقین تھا کہ اس سفید فام نے ایک مقامی خدمت گزار کے ساتھ اندرونی سفر شروع کر دیا تھا جو دراصل شکاری سفر تھا۔

''ہاں''

اس کے بعد تھوڑی دیر وقفہ رہا۔

دفعتاً سر ہنری نے مجھے مخاطب کیا۔ ''مسٹر کوارٹر مین میرا خیال ہے کہ نہ ہی تم ان وجوہات سے واقف ہو اور نہ ہی اندازہ ہے کہ میرے...... مسٹر نیول کے سفر کی وجوہات کیا تھیں۔ وہ شمال کی جانب کیوں جانا چاہتا تھا یا پھر اس کا منتہائے سفر کہاں تھا؟

میں نے کچھ سنا تھا اور میں نے اسے روکا بھی تھا۔ یہ موضوع ایسا تھا جس پر میں گفتگو کرنا مناسب نہیں سمجھتا تھا۔

سر ہنری اور کیپٹن گڈ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر کیپٹن گڈ نے اپنے سر کو ہلایا۔

دوسرے شخص نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ اب میں تمہیں ایک کہانی سنانا چاہتا ہوں، اس درخواست کے ساتھ کہ تم مجھے مشورہ دو بلکہ میری مدد کرو۔ اس ایجنٹ نے جس نے تمہارا خط مجھ تک پہنچایا تھا مجھے بتایا تھا کہ تمہاری سچائی پر یقین کرنا چاہئے، اس لیے کہ تم اس کے مطابق نٹال کے باعزت لوگوں میں سے ایک ہو اور تمہیں سب لوگ جانتے ہیں، بطور خاص تمہاری دانائی کے سب قائل ہیں۔

سر ہنری کی گفتگو سن کر مجھے شرمندگی کے احساس نے آ گھیرا اور میرا سر جھک گیا۔ میں نے وسکی میں تھوڑا پانی ملایا اور اس طرح اپنے احساسات کو چھپانے کی کوشش کی کہ میں تو ایک معمولی عام سا انسان ہوں اور یہ لوگ مجھے کیا سمجھ رہے ہیں۔ سر ہنری کہتے رہے۔

''مسٹر نیول میرا بھائی تھا۔''

میرے منہ سے بے اختیار ''اوہ'' کی صدا نکلی اور یاد آیا کہ سر ہنری کو پہلی بار دیکھ کر مجھے کون یاد آ رہا تھا۔ یقیناً انکا بھائی نیول۔ سر ہنری کا بھائی کافی چھوٹا اور گہرے رنگ کی داڑھی والا شخص تھا، لیکن میں اب سوچتا ہوں کہ اس کی آنکھیں ویسی ہی بھوری تھیں اور دیکھنے میں تقریباً ویسی تھیں۔ چہرے کے نقوش بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں تھے۔

سر ہنری نے مزید بتایا کہ وہ میرا اکلوتا چھوٹا بھائی تھا۔ اور پانچ سال پہلے میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ہم دونوں بھائی کبھی ایک ماہ کے لیے بھی علیحدہ ہوں گے۔ لیکن پانچ سال پہلے ایک بدقسمتی نے ہمیں آن گھیرا جیسا کہ اکثر خاندان میں ہوا کرتا ہے۔ ہم نے ایک دوسرے کو دشنام طرازیاں کیں اور پھر میں نے غصہ کے زیر اثر اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جو مناسب نہیں تھا۔

یہاں کیپٹن گڈ نے خود ہی خود اپنے سر کو شدید انداز میں ہلایا۔ اس وقت بحری جہاز طغیانی

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کی زد پر آ کر زور زور سے ہلنے لگا، جس کی وجہ سے سامنے لگا ہوا آئینہ تقریباً ہمارے سروں کے قریب آ گیا اور چونکہ میں اپنے ہاتھوں کو جیبوں میں ڈالے بیٹھا ہوا تھا اور اوپر دیکھ رہا تھا۔ اس لیے میں نے اس کے سر کی جنبش کو اچھی طرح دیکھا تھا۔

میں یہ کہنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ سر ہنری نے کہا۔ کہ اگر ایک ایسا شخص بغیر وصیت کے انتقال کر جاتا ہے تو اس کی املاک جسے لندن میں حقیقی جائیداد کہا جاتا ہے، وہ اس کے بڑے بیٹے کو مل جاتی ہے۔ یہی کچھ ہماری منہ شگافیوں کے وقت ہوا، جب کہ ہمارے والد فوت ہو گئے۔ یہ کوشش ضرور کی گئی کہ وہ اپنی وصیت تحریر کر جائیں، لیکن یہ ممکن نہ رہا اور انہیں اتنا موقع نہیں مل سکا۔ جس کے نتیجہ میں میرا بھائی جواب تک کسی پیشے سے منسلک نہیں ہوا تھا، اسے ایک پائی بھی نہیں مل سکی۔ حقیقتاً یہ میرے فرائض میں سے تھا کہ میں اسے اس کا حصہ دیتا، لیکن چونکہ ہماری تو تو میں میں اتنی شدید تھی کہ میں یہ نہیں کر سکا، جس کے لئے میں شرمندہ ہوں اور پھر اس نے ایک انتہائی گہری سانس لی۔ انصاف پر مبنی فرائض کی ادائیگی نہ کرنے کی وجہ کوئی کدورت نہیں تھی۔ بلکہ میں اس انتظار میں تھا کہ وہ کوئی پیش قدمی کرے، لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تم کو اس سلسلے میں زحمت دے رہا ہوں، مسٹر کوارٹرمین، لیکن معاملات کو صاف کرنا چاہتا ہوں۔ کیوں گڈ؟

یقیناً یقیناً۔ کیپٹن نے کہا۔ مسٹر کوارٹرمین کریں گے۔ مجھے کلی یقین ہے۔ ان واقعات کو ان تک پہنچا دیں۔

"جی ہاں۔" میں نے جواب دیا۔ بلکہ مجھے اپنے اوپر فخر سا محسوس ہوا۔ جیسا کہ سر ہنری نے میرے متعلق سنا تھا اور جس سے معلوم ہوا کہ میری بھی کچھ شہرت ہے۔

تو ہاں۔ سر ہنری نے بات کو جاری رکھا۔ اس وقت میرے بھائی کے اکاؤنٹ میں چند سو پونڈ پڑے ہوئے تھے۔ مجھے کچھ بتائے بنا اس نے بینک سے تمام پیسے نکالے اور ایک فرضی نام نیویل اختیار کر کے ساؤتھ افریقہ کے سفر پر نکل کھڑا ہوا کہ شاید وہاں قسمت یاوری کر جائے۔ یہ بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی۔ تین طویل برس کے گزرنے کے باوجود مجھے اپنے بھائی کی کوئی خبر نہ مل سکی، حالانکہ میں نے بار بار اسے لکھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ وہ خطوط اس تک نہیں پہنچ پائے۔ لیکن وقت جیسے جیسے گزرا میرے خدشات میں اضافہ ہوتا رہا۔ میری سمجھ میں یہ بات بھی آئی کوارٹرمین کہ خون یقیناً پانی سے گاڑھا ہوتا ہے۔

"یہ صحیح ہے" میں نے جواب دیا۔ میرے ذہن میں اپنا بیٹا ہیری تھا۔

مسٹر کوارٹرمین۔ میں نے طے کیا ہے کہ اپنی آدھی جائیداد اپنے بھائی کی تلاش میں صرف کر دوں۔ جارج ہی اکیلا رشتہ دار ہے جو زندہ و سلامت موجود ہے اور میں اس سے دوبارہ ملنا چاہتا ہوں۔

"لیکن تم نے ایسا نہیں کیا مسٹر کرٹس۔" کیپٹن گڈ یکا یک بول پڑا۔ اس کی نگاہیں بڑے شخص کے چہرے پر تھیں۔

تو مسٹر کواٹرمین۔ جیسے جیسے وقت گزرا میری خواہشات میں اضافہ ہوا کہ میرا بھائی زندہ سلامت ہے یا نہیں۔ اور اگر زندہ ہے تو اسے گھر لاؤں۔ چنانچہ ایک طویل داستان کو مختصر کرتے ہوئے میں نے اپنا ذہن بنایا کہ خود باہر نکلوں اور اسے تلاش کروں اور کیپٹن گڈ کی مہربانی ہے کہ وہ میرے ساتھ ہیں۔

"ہاں۔" کیپٹن نے کہا۔ اور کچھ کرنے کو بھی نہیں تھا۔ اور اب شاید سر آپ بتائیں کہ نیول کے متعلق آپ کیا جانتے ہیں۔

......☆☆......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سلیمانی خزانے کا نقشہ

تم نے میرے بھائی کے سفرِ بامنگواٹو کے متعلق کیا سنا ہے؟ سر ہنری نے سوال کیا۔ جب کہ میں کیپٹن کے سوال کا جواب دینے سے پہلے پائپ بھرنے کے لے رکا تھا۔

"میں نے یہ سنا تھا۔" میں نے جواب دیا۔ اور میں نے اس وقت سے اب تک اس کا کسی سے بھی ذکر نہیں کیا تھا۔ میں نے سنا تھا کہ وہ سلیمانی خزانے تک کا سفر اختیار کر رہا ہے۔

سلیمانی خزانہ! میرے دونوں سننے والوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ یہ کہاں واقع ہے۔

میں نے جواب دیا۔ "مجھے نہیں معلوم" بہر حال میں نے اس کے متعلق لوگوں سے سنا ہے۔ یہ ہاتھیوں کا ایک شکاری تھا جس نے مجھے سلیمانی خزانے کی پر عظمت حیثیت کا ذکر کیا تھا۔ یہ اس وقت کا ذکر ہے جب میں پہلی بار ماتابیلی ملک میں ہاتھیوں کے شکار کے لیے گیا تھا۔ اس کا نام ایونز تھا اور جو ایک زخمی بھینسے کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ بعد میں اسے زیمبیسی آبشار کے قریب دفن کر دیا گیا تھا۔ ایک بار اس نے مجھ سے پوچھا کہ جوان کیا تم نے کبھی کوہِ سلیمان کے متعلق کچھ سنا ہے۔ جو اوپر شمال مغرب میں واقع ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ میں نے کبھی نہیں سنا۔ "آہ۔ ٹھیک" اس نے جواب دیا۔ سلیمانی خزانہ وہیں پر واقع ہے۔ میرا مطلب ہے ہیرے جواہرات کا بڑا خزانہ۔

میں نے پوچھا کہ یہ تمہیں کیسے معلوم ہوا؟

کیا تم جانتے ہو سلیمان کیا ہے۔ یہ دراصل سالومنز کا دوسرا نام ہے۔ اس کے متعلق مجھے ایک چڑیل نے جو ڈاکٹر تھی، بتایا تھا۔ اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ جو لوگ اس پہاڑ کی دوسری جانب رہتے ہیں وہ زولو قبیلے کی ایک شاخ کے لوگ ہیں اور زولو زبان ہی بولتے ہیں۔ ان میں بڑے اچھے لوگ بھی ہیں، دانا جادوگر جنہیں اس عجیب و غریب خزانے کے رازہائے سربستہ معلوم ہیں۔ چمکدار پتھروں کے۔

"اچھا" میں اس کی باتیں سن کر زور سے ہنسا حالانکہ مجھے یہ باتیں دلچسپ معلوم ہو رہی تھیں۔ اس وقت تک ہیروں کی کان دریافت نہیں ہوئی تھی۔ بہر حال وہ غریب ایونز خاموش ہو گیا اور بعد میں اسے ایک زخمی بھینسے نے مار دیا۔ بیس برس تک میں نے اس کے متعلق کچھ سوچا تک نہیں...... بہر حال بیس سال بعد جو یقیناً ایک طویل عرصہ ہے، میں کوہِ سلیمان کے متعلق کچھ مزید حقائق سے آگاہ ہوا اور اس ملک سے بھی جو اس پہاڑ کے پیچھے واقع ہے..... مجھے شدید بخار کے حملے سے دوچار ہونا پڑا اور میری حالت عام طور پر خراب تھی، جب ایک دن ایک پرتگالی آیا اس کے ہمراہ ایک اور شخص بھی تھا، وہیں کا مقامی۔ اس نے بتایا کہ اس کا نام جوز سلوسٹر (Jose Silvester) ہے اور وہ ڈیلا گوا بے (Delagoa Bay) کے قریب رہتا ہے اور جب وہ اپنے ساتھی کے ساتھ دوسرے روز رخصت ہوا تو اسے خدا حافظ کہا، اس طرح کہ اپنا ہیٹ اتار کر جیسا کہ پرانے وقتوں میں کیا جاتا تھا۔ اس نے کہا تھا "خدا حافظ سینئر" اگر ہم آئندہ کبھی ملے تو میں دنیا کا امیر ترین شخص ہونگا۔ میں تمہیں یاد رکھوں گا۔ میں تھوڑا سا ہنسا اس لیے کہ نقاہت کے باعث میں ٹھیک طرح ہنس بھی نہیں سکتا تھا۔ اور میں اسے عظیم دشت کی طرف بڑھتے دیکھتا رہا جو مغرب کی جانب واقع ہے۔ میں سوچ رہا تھا کہ کہیں یہ پاگل تو نہیں ہے؟ اور یہ شخص کیا سوچ کر جا رہا ہے کہ اسے وہاں کیا مل جائے گا۔

ایک ہفتہ بعد میرے بخار کی شدت کم ہو گئی۔ پھر کچھ عرصے بعد ایک شام میں اپنے خیمے کے باہر بیٹھا سرخ سورج کو صحرا میں غروب ہوتے دیکھ رہا تھا کہ تقریباً تین سو گز دور مجھے ایک شخص نظر آیا جو اپنے حلیہ سے یورپین لگ رہا تھا، اس نے کوٹ زیبِ تن کیا ہوا تھا۔ نظر آتا ہوا شخص یکا یک اپنے گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل گر پڑا پھر وہ کوشش بسیار کے بعد اٹھا اور چند گز چل کر دوبارہ قلابازیاں کھا کر لیٹ گیا۔ یہ سوچتے ہوئے کہ کوئی مرد شریف افتاد میں ہے میں نے اپنے ایک شکاری ساتھی کو اس کی مدد کے لیے بھیجا۔ جو شخص آیا تھا۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ کون تھا؟

جوز سلویسٹر...... یقیناً...... کیپٹن گڈ نے جواب دیا۔

جی ہاں جوز سلویسٹر، بلکہ یوں سمجھئے کہ ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ جس کے اوپر چمڑہ منڈھا ہو، اس کا چہرہ بخار کے باعث چمکدار پیلا ہو رہا تھا اور اس کی بڑی بڑی آنکھیں سر سے باہر نظر رہی تھیں، اس لیے کہ چہرے کا گوشت بیماری کی نذر ہو گیا تھا۔ اس کے جسم میں کچھ بھی نہیں بچا تھا سوائے پیلی جلد، سفید بال اور ابھری ہوئی ہڈیوں کے۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

پانی...... خدا کے واسطے...... پانی! اس کے حلق سے کراہتی آواز آئی اور میں نے دیکھا کہ اس کے ہونٹ پھٹے ہوئے تھے اور اس کی زبان دونوں ہونٹوں کے درمیان کالی سی کوئی چیز نظر آتی تھی۔

میں نے اسے پانی میں تھوڑا سا دودھ ملا کر دیا۔ جسے اس نے بڑے بڑے گھونٹ سے آدھے سے زیادہ پی لیا۔ میں نے اسے اور نہیں پینے دیا۔ پھر بخار نے اسے دوبارہ آن گھیرا جس کی شدت نے اسے گرا دیا اور وہ کوہِ سلیمان، ہیروں اور صحرا کے متعلق غیر واضح آواز میں بکنے جھکنے لگا۔ پھر میں اسے اپنے خیمے میں لایا اور جتنی کچھ تیمارداری کر سکتا تھا کیا، جو یقیناً کافی نہیں تھی۔

کچھ دیر بعد اس کے منہ سے نکلا۔ "دوست کیا تم یہاں ہو۔" وہ میری طرف گھوم گیا۔

میں نے جواب دیا "ہاں" لیٹے رہو اور آرام کرو۔

اے...... اس نے جواب دیا۔ "میں اب آرام ہی کرونگا۔" میرے پاس تھوڑا سا وقت ہے۔ پھر میں ہمیشہ کے لیے آرام کروں گا۔ سنو! میں مر رہا ہوں۔ تم نے میرے ساتھ بڑا اچھا برتاؤ کیا ہے۔ میں تمہیں ایک تحریر دونگا۔ شاید تم وہاں تک پہنچ سکو۔ اگر تم نے صحرا کو زندہ رہ کر عبور کر لیا تو۔ اسی صحرا کو جس نے میرے ملازم اور مجھے مار دیا۔

پھر اس نے اپنی قمیض میں سے ایک بٹوہ سا نکالا، جس میں تمباکو رکھا جاتا ہے۔ وہ ایسا لگتا تھا کہ آہو کی جلد سے بنایا گیا ہے۔ وہ چمڑے کی ایک پٹی سے بندھا ہوا تھا اور جسے وہ کھولنے کی سعی بسیار کر رہا تھا۔ لیکن ناکام رہا۔ اس نے اس تھیلے کو مجھے دیا اور کہا "اسے کھولو" میں نے کھول دیا۔ اور اس میں سے ایک پھٹا پرانا کپڑے کا ٹکڑا نکلا جس پر کچھ تحریر تھا۔ اس کے پیچھے ایک کاغذ تھا۔

پھر اس نے جلدی جلدی بتایا اس لئے کہ اس کی نقاہت بڑھتی جا رہی تھی۔ کاغذ پر وہی ہے جو کپڑے کے ٹکڑے پر ہے۔ اسے پڑھنے میں مجھے برسوں صرف کرنے پڑے ہیں۔

"سنو میرے دوست۔" ایک پرتگیزی جو وہاں تک پہنچا تھا اس نے لکھا ہے کہ جب وہ ان پہاڑوں پر مرنے لگا جہاں کسی سفید فام کے قدم ابھی تک نہیں پہنچے تھے۔ اس کا نام جوس ڈا سلوسٹرا تھا (Tose da silvestra) اور یہ واقعہ تین سو سال پہلے کا ہے اور اس کا غلام جو دوسری طرف اس کا انتظار کر رہا تھا ایک دن اس کا بے جان جسدِ خاکی پایا وہیں یہ تحریر بھی تھی وہ تحریر کو گھر ڈیلا گوا لایا۔ یہ تحریر اس وقت سے خاندان میں پڑی ہوئی تھی اور کسی نے بھی اسے پڑھنے کی پرواہ

نہیں کی تھی۔ لیکن میں نے کوشش بسیار کے بعد اسے پڑھی اور پھر اپنی زندگی اس کے لیے داؤ پر لگا دی۔ لیکن کامیاب نہ ہو سکا، اب کوئی دوسرا اس کا بیڑہ اٹھائے اگر وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو پھر وہ دنیا کا امیر ترین شخص ہوگا۔ دنیا کا امیر ترین شخص۔ یہ تحریر کسی کو نہ دینا سینر بلکہ خود جانا۔

پھر وہ دوبارہ بے چینی کا شکار ہوا اور ایک گھنٹہ کے اندر سب کچھ ختم ہو گیا۔ اللہ اس پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ وہ خاموشی سے اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گیا۔ اور میں نے ایک گہری قبر کھود کر اسے سپردِ خاک کر دیا۔ یونہی نہیں بلکہ بڑے بڑے پتھر سے قبر کو ڈھانک دیا تاکہ گیدڑ قبر کھود کر لاش کو نہ نکال لے۔ اس کے بعد میں وہاں سے ہٹ گیا۔

اے...... لیکن اس تحریر کا کیا بنا جو اس نے تمہیں دی تھی۔ سر ہنری نے گہرے اشتیاق سے پوچھا۔

ہاں...... وہ تحریر...... اس میں لکھا کیا تھا۔ کیپٹن نے اضافہ کیا۔

جی ہاں حضرات! اگر آپ لوگوں کو جاننے کی خواہش ہے تو میں ضرور بیان کرونگا۔ حالانکہ میں نے اس تحریر کو آج تک کسی کو بھی نہیں دکھایا ہے سوائے ایک پرتگیزی کے جو ایک روز کافی نشہ میں تھا تاکہ وہ اس تحریر کا ترجمہ کر دے۔ اس نے ترجمہ کیا اور دوسرے روز قطعی بھول گیا۔ اصل تحریر جس کپڑے پر تھی وہ تو میرے گھر ڈربن میں ترجمہ کے ساتھ رکھی ہوئی ہے، لیکن اس کا انگریزی ترجمہ میری پاکٹ بک میں رکھا ہوا ہے۔ نقشہ کی ایک کاپی بھی ہے، اگر اسے نقشہ کہا جا سکے تو۔ دیکھئے متذکرہ نقشہ یہ ہے۔

میں (Jose d Silvestra) جو کہ اس چھوٹے سے غار میں بھوک سے قریب المرگ پڑا ہوا ہوں جس کی چوٹی کے شمال میں جو جنوب کے دو پہاڑوں کے درمیان ہے۔ وہاں برف کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ میں نے ان پہاڑوں کا نام شیبا پہاڑ رکھا ہے۔ یہ تحریر 1590ء میں پتھر کے ایک ٹکڑے سے اپنے بچے کھچے پیرہن پر لکھ رہا ہوں۔ میرا خون اس تحریر کی سیاہی ہے، اگر میرا غلام یہاں آئے اور یہ پالے تو اسے چاہئے کہ وہ اسے ڈیلاگوا لیجائے اور میرا دوست (نام نہیں پڑھا گیا) یہ لیکر بادشاہ کے پاس جائے اور اس کے گوشِ گزار کرے، تاکہ وہ ایک فوج بھیج کر اگر وہ ریگستان اور پہاڑوں سے بچ کر نکل سکے تو عظیم Kukuanes اور اس کا شیطانی آرٹ اسے دنیا کا امیر ترین بادشاہ بنا دیگا۔ میں نے اپنی آنکھوں سے بے شمار ہیرے سلیمانی خزانہ میں رکھے دیکھے ہیں۔ جو کہ سفید موت کے پیچھے ہے۔ لیکن یہاں Gagool چڑیل کی دغا بازیاں

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

پریشان کن ہیں جس نے میری زندگی کو خوف کا گہوارہ بنا دیا ہے۔ اس نقشہ کے ذریعہ کوئی بھی یہاں پہنچ سکتا ہے اور شیبا پہاڑ کے بائیں جانب سے چل کر چوٹی کے اس حصے میں پہنچے جہاں مٹی کے بڑے بڑے تودے ہیں۔ اور اس کے شمال کی جانب عظیم روڈ بنا ہوا ہے جسے Soloman (سلیمانؑ) نے بنوایا تھا۔ اس مقام سے بادشاہ کے محل تک پہنچنے میں تین دن لگتے ہیں۔ آنے والے کو چاہئے کہ وہ Gagool کو قتل کر دے۔۔ میرے لیے دعائے خیر کرے۔

Jose da silvestra

جب میں نے تحریر کے مندرجات پڑھ کر سنائے اور نقشہ کی کاپی دکھائی جو مرتے ہوئے شخص نے اپنے خون سے تحریر کی تھی تو وہاں مکمل سکوت چھا گیا۔ اور سب ورطۂ حیرت میں پڑ گئے۔

کیپٹن گڈ نے سکوت توڑتے ہوئے کہا کہ میں نے پوری دنیا کا دوبار چکر لگایا ہے۔ اور تقریباً ہر پورٹ پر گیا ہوں، لوگوں سے باتیں کی ہیں اور کتابیں پڑھی ہیں، لیکن ایسی کہانی میں نے نہ سنی ہے نہ پڑھی ہے۔

یہ ایک عجیب و غریب کہانی ہے مسٹر کواٹر مین...... سر ہنری نے کہا۔ میرا خیال ہے کہ تم ہم لوگوں کو بے وقوف نہیں بنا رہے ہو۔

اگر سر ہنری آپ سمجھتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے اور میں خود سوچتا ہوں کہ کوئی پاگل ہی ہوگا جو اس قسم کا جھوٹ بولے تو اسے یہیں ختم سمجھیں اور میں کھڑا ہو گیا۔

سر ہنری نے اپنا لمبا ہاتھ میرے کاندھوں پر رکھا اور کہا کہ بیٹھ جاؤ مسٹر کوارٹر مین۔ میں تم سے معذرت چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ تم ہمیں دھوکا نہیں دے رہے ہو، لیکن کہانی کچھ اتنی عجیب ہے کہ یقین کرنا دشوار لگ رہا ہے اور میں مشکل سے ہی اس پر اعتبار کروں گا۔

آپ اصل تحریر اور نقشہ ڈربن پہنچ کر دیکھ لیں گے۔ میں نے جواب دیا۔

میں نے مزید کہا کہ آپ کے بھائی کے متعلق تو کوئی بات نہیں کہی۔ میں اس آدمی کو جس کا نام جم ہے جانتا ہوں، جو اس کے ساتھ تھا۔ وہ پیدائشی طور پر Bechuana تھا۔ ایک اچھا شکاری اور مقامی لوگوں میں انتہائی چالاک شخص۔ اس صبح جب کہ نویل اپنے سفر کی ابتدا کر رہا تھا میں نے دیکھا کہ جم میری ویگن کے قریب کھڑا تمباکو کاٹ رہا تھا۔

میں نے جم سے پوچھا تھا تمہارا یہ ٹرپ کہاں کے لیے ہے؟ کیا یہ ہاتھیوں کے لیے ہے؟

نہیں باس اس نے جواب دیا تھا۔ ہم لوگ ہاتھی دانت سے بہت زیادہ قیمتی چیز کے

لیے جا رہے ہیں۔

اور وہ چیز کیا ہو سکتی ہے؟ میں نے پوچھا۔ اسے جاننے کی مجھ میں خلش تھی۔ کیا یہ سونا ہے۔

"نہیں باس" کسی اور چیز کے لیے جو سونے سے بہت زیادہ قیمتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ مسکرانے لگا۔

میں نے مزید سوال کرنے سے احتراز کیا، کیونکہ میں اپنے وقار کو داؤ پر نہیں لگانا چاہتا تھا، لیکن حیران و پریشان ضرور تھا۔ اس وقت تک جم اپنا تمباکو کوٹ چکا تھا۔

باس ہم لوگ ہیرے کے لیے جا رہے ہیں۔

ہیرے۔۔۔ ہاں ..... پھر تو تم غلط راستے پر جا رہے ہو۔ تمہیں میدانی علاقے سے جانا چاہئے۔

باس کیا تم نے کبھی سلیمان برفانی علاقہ کے متعلق کچھ سنا ہے؟ سر ہنری وہ سلیمانی سلسلۂ کوہ ہے۔

اے......

کیا تم نے وہاں ہیروں کے متعلق سنا ہے۔

میں نے ایک ایسی کہانی سنی ہے جو دیوانگی لگتی ہے جم۔

یہ کہانی نہیں ہے باس۔ ایک بار ایک عورت اپنے بچوں کے ساتھ وہاں سے آئی تھی اور کسی طرح نٹال تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔ اس نے مجھے یہ بات بتائی تھی۔ وہ عورت اب بقیدِ حیات نہیں ہے۔

جم تمہارا مالک گدھوں کو دعوت عام دیگا اگر اس نے ملک سلیمان جانے کا ارادہ کیا اور اسی طرح تم بھی اگر گئے تو اپنی بے وقعت لاش سے ان کی تواضع کرو گے۔

وہ مسکرایا۔ ہو سکتا ہے باس۔ آدمی کو تو مرنا ہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک نئے ملک میں کوشش کر دیکھوں۔ اب ہاتھی یہاں سے ختم ہو رہے ہیں۔

آدھے گھنٹے بعد میں نے دیکھا کہ نیویل کی ویگن وہاں سے جا رہی ہے۔ اس وقت جم دوبارہ دوڑتا ہوا آیا اور کہا۔ "خدا حافظ باس" میں تمہیں خدا حافظ کہے بغیر سفر شروع کرنا نہیں چاہتا، اس لیے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تم صحیح کہہ رہے ہو اور ہم شاید واپس جنوب کی طرف پھر نہ آ سکیں۔

جم! کیا تمہارا مالک واقعی سلیمان پہاڑ پر جا رہا ہے یا پھر تم جھوٹ موٹ بکواس کر رہے ہو۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

"نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ وہ سچ مچ جا رہا ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ وہ اپنی خوش قسمتی کی تلاش میں وہاں جانے پر مجبور ہے یا کم از کم کوشش کرنے پر شاید وہ ہیروں تک پہنچنے کے لیے بضد تھا۔

اور...... میں نے کہا کہ جم ذرا ٹھہرو۔ کیا تم اپنے مالک کے لیے ایک تحریری پیغام لے جاؤ گے؟ اور وعدہ کرو اس کا ذکر کسی سے نہیں کرو گے تاوقتیکہ تم اناتی نہ پہنچ جاؤ؟ جو کہ چند سو میل وہاں سے دور ہے۔

"ہاں باس۔"

چنانچہ میں نے ایک کاغذ کا ٹکڑا اٹھایا اور اس پر لکھا۔ جو آتا ہے اسے آنے دو۔ وہ شیبا پہاڑ جو برف سے ڈھکا ہوا ہے اسے عبور کرے اور اوپر مٹی کے بڑے تودوں تک پہنچ جائے، جس کے شمال میں سالومنز (سلیمان) کا عظیم روڈ ہے۔

اس کے بعد میں نے کہا کہ جم جب اسے تم اپنے ماسٹر کو دینا تو یہ کہنا کہ وہ اس مشورہ پر حرف بہ حرف عمل کرے۔ تم اسے اسی وقت نہ دینا کیوں کہ وہ واپس آ کر مجھ سے سوالات کریگا اور میں نہیں چاہتا کہ اسے کوئی جواب دوں۔ اب جاؤ دیکھو ویگن کافی دور جا چکی ہے۔

جم نے میرا لکھا ہوا کاغذ لیا اور چلا گیا۔ بس میں اتنا ہی تمہارے بھائی کے متعلق جانتا ہوں سر ہنری۔ لیکن میں بہت زیادہ خوفزدہ ہوں۔

مسٹر کوارٹر مین! سر ہنری نے جواب دیا۔ میں اپنے بھائی کی تلاش میں جا رہا ہوں۔ میں اسے کوہ سلیمان تک تلاش کرنے جاؤں گا بلکہ اس سے بھی آگے۔ اس وقت تک جب تک کہ وہ مل نہ جائے یا پھر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ اب اس جہان فانی میں نہیں ہے۔ کیا تم میرے ساتھ چلو گے؟

جیسا کہ میں اپنے متعلق پہلے بیان کر چکا ہوں کہ ایک محتاط شخص ہوں۔ شرمیلا اور جلدی خوفزدہ ہو جانے والا شخص اور اس پیش کش نے مجھے خوفزدہ کر دیا۔ ایسا لگتا ہے جیسے اگر میں اس سفر کی ہامی بھر لیتا ہوں تو پھر یہ سمجھئے کہ ہمارا سفر آخرت ہوگا۔ اس سفر میں موت یقینی تھی۔ اور چونکہ میرا ایک بیٹا تھا جسے مجھے سپورٹ کرنی تھی اس لیے میں فوری طور پر مرنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

"نہیں۔" آپ کا شکریہ سر ہنری۔ میرا خیال ہے کہ نہیں۔ میں نے جواب دیا۔ میں اب عمر کے اس حصہ میں ہوں جہاں صحرا نوردی اور جنگل نوردی میرے بس کی بات نہیں ہے۔ اور ہمیں

چاہئے کہ اسے قصہ پارینہ سمجھ کر ہمیں ختم کر دیں، ویسے ہی جیسے کہ میرے غریب دوست سلوسٹر نے کیا تھا۔ میرا ایک بیٹا جو صرف مجھ پر انحصار کرتا ہے اس لیے میں اپنی زندگی کو بے وقوفوں کی طرح داؤ پر نہیں لگا سکتا۔

دونوں اشخاص، سر ہنری اور کیپٹن گڈ میری باتیں سن کر کافی دل گرفتہ نظر آنے لگے۔

اول الذکر نے مجھے مخاطب کیا۔ مسٹر کوارٹر مین! میں کافی متمول شخص ہوں اور میں نے اس کام کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ تم اگر چاہو تو اپنی خدمات کا معاوضہ مقرر کر لو چاہے وہ جتنا بھی ہو اور وہ معاوضہ تمہیں سفر کے شروع کرنے سے پہلے مل جائے گا۔ مزید برآں ہم ایک ایسا انتظام بھی کر دیں گے جس کی رو سے ہمارے یا تمہارے ساتھ کسی ناگہانی کی صورت میں تمہارے بیٹے کو مناسب معاوضہ مل جائے گا۔ اس پیش کش کے بعد تمہیں سمجھ جانا چاہئے کہ تمہاری موجودگی اس سفر میں کتنی اہم ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی سن لو کہ ہیرے ملنے کی صورت میں وہ کیپٹن گڈ اور تمہارے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جائیں گے۔ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن یہ وعدہ بے وقعت ہے۔ علاوہ ازیں ہاتھی دانت جو بھی ملیں گے وہ بھی تم دونوں میں ہی تقسیم ہوں گے۔ تم کوارٹر مین جس طرح بھی چاہو مجھ سے اپنی شرائط طے کر لو، اس سلسلے میں جو اخراجات بھی ہوں گے وہ میں ادا کر دوں گا۔

سر ہنری۔ میں نے جواب دیا۔ یہ ایک انتہائی مناسب پیش کش ہے۔ جسے کوئی تاجر یا شکاری کبھی ٹھکرا نہیں سکتا۔ لیکن کام کی نوعیت چونکہ بہت ہی بڑی ہے اس لیے مجھے تھوڑا سوچنے کا موقع ملنا چاہئے۔ میں آپ کی پیش کش کا جواب ڈربن پہنچنے سے پہلے پہلے دیدوں گا۔

بہت اچھا...... سر ہنری نے جواب دیا۔

پھر میں نے شب بخیر کہا اور آ کر بہت پہلے مر جانے والے سلوسٹر اور ہیروں سے متعلق خواب دیکھنے لگا۔

......☆☆......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

امبوپا ہماری ملازمت میں

کیپ ٹاؤن سے ڈربن تک کا سفر چار یا پانچ دنوں پر مشتمل ہوتا ہے جو بحری جہاز کی رفتار اور موسم کا مرہون منت ہوتا ہے۔ میں تمام سفر سر ہنری کی پیشکش کے متعلق ہی سوچتا رہا۔ ہم نے اس موضوع پر ایک یا دو دنوں تک کوئی مزید گفتگو نہیں کی، جب کہ میں نے شکاریات کی کئی طویل کہانیاں سنائیں جو کہ سب حقیقت پر مبنی تھیں۔

بالآخر جنوری کی ایک خوبصورت شام کو جو کہ ہمارا گرم ترین مہینہ ہوتا ہے۔ ابھی ہم نٹال کوسٹ کے قریب تھے اور ڈربن پوائنٹ سورج غروب ہونے تک پہنچنے والے تھے۔

لیکن نہیں ہم سے صورت حال کے بیان میں سہواً تھوڑی روگردانی ہوئی ہے۔ جب ہمارا بحری جہاز ڈربن پوائنٹ پر ٹھہرنے والا تھا تو اس وقت خورشید اپنی چمک دمک پر پردۂ ظلمت ڈال چکا تھا۔ اور ہم بندوقوں کی آوازیں سن رہے تھے جو ڈربن والے انگریزی جہاز کی آمد پر اطلاعاً داغا کرتے تھے۔

یہ وہ وقت تھا جب ہم بار میں نہیں جایا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم اطمینان سے ڈنر کے لیے چلے گئے یہ دیکھتے ہوئے کہ میل، لائف بوٹس کے ذریعہ ساحل پر منتقل ہو رہا ہے۔

جب ہم ڈنر سے واپس ہو رہے تھے اس وقت چاند پوری آب و تاب سے ظاہر ہو چکا تھا۔ اس کی دودھیا روشنی نے لائٹ ہاؤس کی سرچ لائٹ کو تقریباً پیلا کر دیا تھا۔ ساحل سے خوشبودار مصالحوں کی دل خوش کن بو ہوا کے جھونکوں کے ساتھ آ رہی تھی اور گھروں کی کھڑکیوں سے روشنی پھوٹ رہی تھی۔ دو مستولوں والی بڑی کشتی سے میوزک کی آوازیں آ رہی تھیں، جنہیں ملاح اس وقت گاتے ہیں جب وہ لنگر اٹھا رہے ہوں اور جو اس بات کا اشارہ ہوتا ہے

کہ وہ اب ہواؤں کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ سب کچھ وہ تھا جو ایک بھرپور شب میں ہوتا ہے۔ ایسی شب جو ساؤتھ افریقہ میں اکثر و بیشتر نظر آتی ہے۔ جب وہ ہر شخص کے سراپا کو چادر امن سے ڈھانپ دیتی ہے۔ اسی طرح جیسے چاند ہر شے پر چاندی کی چمکتی دمکتی ردا ڈال دیا کرتا ہے۔

ہم تینوں یعنی سر ہنری، کیپٹن گڈ اور میں خود جا کر پہیوں کے قریب بیٹھ گئے۔ ہم سب کچھ دیر تک خاموش رہے۔

اتنے میں سر ہنری نے مہر سکوت توڑا اور گویا ہوئے۔ ہاں مسٹر کوارٹر مین کیا تم نے میری پیشکش پر غور کیا؟

"ہیلو۔ مسٹر کوارٹر مین" کیپٹن گڈ کی آواز گونجی۔ تم نے اس کے متعلق کیا سوچا۔ میں تو پر امید ہوں کہ تم اپنی رفاقت کی مسرتوں سے سلیمانی خزانے تک کے سفر میں ہمیں محظوظ کرو گے یا پھر وہاں تک کے سفر میں جہاں نیول کے ملنے کی توقع ہے۔

میں کھڑا ہو گیا اور اپنے پائپ کے تمبا کو سمندر میں پھینکتے ہوئے جواب دیا۔ میں اپنے ذہن کو ابھی تک آمادہ نہیں کر سکا۔ مزید کچھ وقت فیصلے کے لیے درکار ہے۔ اس سے پہلے کہ جلتا ہوا تمبا کو سمندر میں گرتا میں نے فیصلہ کر لیا۔ گزرتے ہوئے سیکنڈ نے مسئلہ حل کر دیا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی مسئلہ کافی دیر تک پریشان کرتا ہے، لیکن کبھی پلک جھپکنے میں حل ہو جاتا ہے۔

"جی ہاں حضرات" میں نے دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔ "میں جاؤں گا" اور آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ کیوں جاؤں گا اور کن شرائط پر جاؤں گا۔ پہلی شرط تو وہ ہے جو میں رکھونگا۔

(1) تمام اخراجات تم ادا کرو گے۔ اور جو ہاتھی دانت یا پھر کوئی اور قیمتی شے جو بھی ملے گی وہ میں اور کیپٹن گڈ آپس میں تقسیم کریں گے۔

(2) دوسری شرط یہ ہے کہ تم میری خدمات کے عوض مجھے 500 پونڈ ادا کرو گے اور وہ سفر شروع ہونے سے قبل کرنا ہوگا۔ میں یہ وعدہ کرتا ہوں کہ انتہائی خلوص اور وفاداری کے ساتھ اپنی خدمات انجام دونگا۔ اس وقت تک جب تک تم از خود سفر ملتوی کر دیا پھر ہم اپنی مہم کو کامیابی تک پہنچا دیں یا پھر کوئی افتاد ہمیں آ گھیرے۔

(3) اور یہ کہ تمہیں ایک دستاویزی معاہدہ تیار کروانا ہوگا۔ جس کے مطابق ایسی صورت میں کہ میں مر جاؤں یا لاپتہ ہو جاؤں تم میرے بیٹے ہیری کو جو لندن میں گائس ہاسپٹل میں تعلیم

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

حاصل کر رہا ہے۔ پانچ سال تک 200 پونڈ سالانہ ادا کرو گے جب تک وہ اپنے پیروں پر کھڑا نہ ہو جائے۔ بس میری یہی شرائط ہیں اور میرا خیال ہے تم لوگ یہ کہو گے کہ یہ تو بہت ہے۔

''نہیں۔'' سرہنری نے جواب دیا۔ میں ان کو بخوشی تسلیم کرونگا۔ میں تمہیں اس سے بھی زیادہ ادا کروں گا کیونکہ تمہاری معلومات اس ضمن میں خصوصی اور اہمیت کی حامل ہیں۔

میں نے سوال و جواب کرنے سے احتراز کیا۔ بالخصوص جب کہ میری شرائط تسلیم ہو چکی ہیں، لیکن ان وجاہات سے آگاہ کروں گا کہ میں نے جانے کے لیے اپنا ذہن کیوں بنایا۔ پہلی بات تو حضرات یہ ہے کہ میں تم لوگوں پر چند دنوں سے نظر رکھے ہوئے تھا۔ تم لوگ چونکہ مجھے اہم گردانتے ہو۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہم لوگ ساتھ جا سکتے ہیں۔

اور جہاں تک اس سفر کا تعلق ہے، سرہنری اور کیپٹن گڈ ہو تو مجھے صاف صاف لفظوں میں کہہ لینے دو کہ اگر ہم نے کوہِ سلیمان عبور کرنے کی کوشش کی تو ہمارا زندہ واپس آنا قطعی دشوار ہو گا۔ آخر...... اس بیچارے سلویسٹرا کا تین سو سال پہلے کیا حشر ہوا تھا؟ اور پھر بیس سال پہلے اس کے بعد جانے والے کا؟ اور سب سے بڑھ کر تمہارے اپنے بھائی کا کیا بنا؟ محترم حضرات مجھے بے تکلفی سے کہہ لینے دیں کہ اس سے پہلے جانے والوں کا جو حشر ہوا تھا وہی ہمارا ہو گا۔

میں نے تھوڑا سا توقف کیا تا کہ اپنی کہی ہوئی باتوں کا ان پر اثر دیکھوں۔ کیپٹن گڈ کچھ مضطرب دکھائی دیا، لیکن سرہنری کے چہرے پر کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ اس کی زبان سے نکلا کہ ہمیں کوشش کر لینی چاہیے۔

''تم لوگ یہ بھی سوچ سکتے ہو۔'' میں نے سلسلۂ کلام جاری رکھا۔ کہ میں جو یہ سوچتا ہوں تو میں کون ہوں، وہی ایک ڈرپوک شخص پھر اس مہم کے لیے کیسے تیار ہوا۔ تو اس کی بھی دو وجوہات ہیں، پہلی یہ کہ میں جبر پر یقین رکھتا ہوں، جس کا عقیدہ ہے کہ اگر وہ کوہِ سلیمان پر گیا تو یقیناً مر جائے گا، لیکن میں وہاں جاؤں گا اور مروں گا۔ بے شک اللہ رب العالمین میرے متعلق سب کچھ جانتا ہے۔ اس لیے مجھے اس سلسلے میں کوئی پریشانی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک غریب آدمی ہوں۔ چالیس سال تک میں نے شکار کیا اور تجارت کی، لیکن کھانے پینے اور پہننے کے علاوہ میں کچھ نہ کر سکا۔ ہاں حضرات شاید تمہیں علم ہو کہ ہاتھی کے شکاریوں کی اوسط عمر چار یا پانچ سال ہوتی ہے، جب کہ تم دیکھ رہے ہو کہ میں اس اوسط سے تقریباً سات گنا جیا ہوں اور اب یہ سوچتا ہوں کہ میرا وقت قریب ہی ہے۔

اب اگر طبعی موت میرا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے تو پھر لوگوں کے واجبات ادا کرنے کے بعد وہاں کچھ بھی نہ بچے گا جو میرے بیٹے ہیری کے لئے مددگار ہو سکے، بلکہ اسے اپنی روٹی کے لئے تگ و دو کرنی ہو گی۔ جب کہ اب وہ کم از کم پانچ سال کے لیے بے فکر رہ سکتا ہے۔ بس اس مختصر بات میں تمام چیزیں موجود ہیں۔

مسٹر کوارٹر مین! سرہنری نے کہا جو میری باتوں کو انتہائی سنجیدگی سے لیتے تھے۔ تمہارا یہ ارادہ اور منشا جو تم نے اس کارِ عظیم کو قبول کر کے کیا ہے اور جسے تم سمجھتے ہو کہ کسی تباہی پر ہی ختم ہو گا، اس نے تمہاری شخصیت کو چار چاند لگا دی ہے۔ تم صحیح ہو یا غلط یہ بات تو وقت ہی ثابت کرے گا، لیکن تم صحیح ہو یا غلط تمہیں ایک بار پھر بتا تا چلوں کہ میں آخر تک جاؤنگا چاہے اس میں خوشیاں ملیں یا غم۔ اگر ہمارے سر میں گولی ماردی جائے تو ہم اس وقت بھی یہی کہیں گے کہ ہم پہلے تھوڑا شکار کر لیں۔ کیوں گڈ؟

ہاں ہاں کیپٹن نے کہا۔ ہم تینوں خطرات سے مانوس لوگ ہیں اور اپنی جان اپنی ہتھیلیوں پر رکھنا جانتے ہیں۔ اس لیے واپس ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسرے روز ہم ساحل کے قریب گئے اور میں نے سرہنری اور کیپٹن گڈ کو اپنی کٹیا میں ٹھہرایا جسے ہم اپنا گھر کہتے تھے۔ اس میں صرف تین کمرے ہیں اور ایک کچن اسے ہم نے سبز اینٹوں سے بنایا تھا جس کی چھت جست کی ہے، لیکن جس میں ایک باغ بھی ہے، اس کی دیکھ بھال میرے ایک پرانے شکاری کے ذمہ ہے، جس کا نام جیک ہے۔ اسے ایک بھینسے نے بری طرح توڑ پھوڑ دیا تھا کہ اب وہ شکار کرنے کے قابل نہیں رہ گیا تھا۔ لیکن وہ بے دلی سے ہی گارڈن کی دیکھ بھال ضرور کرتا ہے۔

سرہنری اور کیپٹن گڈ اورنج کے درختوں کے بیچ سوئے اس لیے کہ ان کے لیے گھر میں کوئی کمرہ خالی نہیں تھا۔ بہر حال وہ پھولوں کی خوشبو اور سبز و سنہرے پھلوں کے غلافوں میں سوئے۔ ڈربن میں ہم تینوں درختوں کے سائے تلے رہے۔ یہ ایک دلفریب جگہ ہے۔

میرے بیٹے ہیری تم یقیناً کہانی کی ابتدا میں ہی بور ہو رہے ہو گے کہ ہم کوہِ سلیمان کب جاتے ہیں۔ لیکن جب کہ ہم نے جانے کا ذہن بنا لیا تو ہمیں ضروری انتظامات تو کرنے ہی تھے۔ سب سے پہلے تو میں نے سرہنری کا شرائط نامہ محفوظ کیا جس کے تحت، کسی حادثہ کی صورت میں تمہیں کچھ پیسے ملنے تھے، پھر میں نے 500 پونڈ کا چیک جیب میں رکھا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

پھر میں نے ایک ویگن سرہنری کے حساب میں خریدی یہ انتہائی خوبصورت تھی۔ ویگن 22 فٹ طویل تھی، جس کو لوہے کے سریوں سے مزید مضبوط اور محفوظ بنایا گیا تھا یہ کافی ہلکی بھی تھی۔

پھر ہم نے 20 زولو بیل کی ایک جماعت خریدی جو انتہائی خوبصورت تھے، بلکہ جو سچ پوچھئے تو ان پر میری نگاہیں سال دو سال پہلے سے تھیں۔ عموماً 16 بیل سے ایک ٹیم تیار ہوتی ہے۔ لیکن ہم نے چار زیادہ خریدے تا کہ حادثات کی صورت میں بھی ٹیم پوری رہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوا کہ دواؤں کا انتخاب کیسے کیا جائے۔ یہ کام انتہائی مہارت کا متقاضی تھا، یہ بھی خیال رکھنا تھا کہ ویگن میں صرف انتہائی ضروری اشیا بھری جائیں۔ خوش قسمتی سے کیپٹن گڈ تقریباً ڈاکٹر ہی تھے، اس لیے کہ انہوں نے ڈاکٹری کا کورس بھی کبھی کیا تھا اور ابھی تک وہ اس شعبہ میں کافی ورک رکھتے تھے۔ وہ یقیناً کوالیفائڈ ڈاکٹر تو نہیں تھے۔ لیکن ان کی معلومات اس سلسلے میں عام آدمیوں کے مقابلے میں کافی زیادہ تھیں بلکہ وہ ایک عام ڈاکٹر جو اپنے نام کے ساتھ ایم ڈی لکھتا تھا اس سے بھی بہتر تھے۔ جس میں ایک سیٹ انسٹرومنٹ کا بھی تھا۔ ابھی ہم ڈربن میں ہی تھے کہ اس نے ایک کافر کے پاؤں کی ایک بڑی انگلی کو اپریٹ کیا تھا۔ وہ قابل دید تھا۔

اب ان لوگوں کے متعلق جنہیں ہمارے ساتھ چلنا تھا۔ بہت غور وخوض کے بعد یہ طے پایا کہ کم سے کم آدمیوں کو ساتھ لے جایا جائے، مثلاً ایک ڈرائیور ایک لیڈر اور تین خادم یعنی کل پانچ افراد۔

ڈرائیور اور لیڈر تو مجھے بلا کسی دقت کے مل گئے۔ دونوں زولو تھے، ڈرائیور کا نام گوزا (Goza) اور لیڈر کا نام (Tom) تھا، لیکن خدام کی تلاش مشکلات کا سبب بن گئی۔ ان کے لیے ضروری تھا کہ وہ مکمل طور پر قابل اعتماد اور بہادر ہوں، اس لیے کہ ایسے معاملے میں سفر کے دوران بہت حد تک ہماری زندگیوں کا دارومدار ان کے طرز عمل اور چال چلن پر ہوتا ہے۔

بالآخر ہم نے دو کا انتخاب کرلیا۔ ایک کا نام ونٹ ووگل (Ventvogel) اور دوسرے کا خیوا (Khiva) تھا۔ جو تقریباً زولو قبیلے کا فرد اور انگریزی زبان بڑی مہارت سے بولنے کی استطاعت رکھتا تھا۔ ونٹ ووگل جسے میں پہلے سے جانتا تھا وہ ایک ماہر شکاری تھا۔ وہ تھکنا جانتا ہی نہیں تھا۔

ان دونوں آدمیوں کے ملنے کے بعد میں تیسرے کی تلاش میں پھرتا رہا، لیکن کامیابی نہ

ہوسکی جو بھی ملتا وہ ہمیں سوٹ نہ کرتا، اس لیے ہم نے طے کیا کہ ہم اس ایک کے بغیر ہی اپنا سفر شروع کردیں۔ بہرحال امید ضرور تھی کہ تیسرا شخص ہمیں کہیں آگے مل جائیگا۔ لیکن ہماری روانگی سے ایک دن پہلے شام کے قریب زولو خیوا نے اطلاع دی کہ ایک کافر مجھ سے ملنے کا منتظر ہے۔ لہٰذا ڈنر کے بعد جب کہ ہم لوگ میز پر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے خیوا سے کہا کہ اسے اندر لے آؤ۔ فوراً ہی ایک لمبا، وجیہہ آدمی جس کی عمر تقریباً تیس سال ہوگی اور جس کی رنگت زولو کے رنگ کے مقابلے میں ہلکی تھی، داخل ہوا۔ اس نے اپنی چھڑی کو اس طرح اٹھایا جیسے سیلوٹ کرتے ہیں، پھر جھکتے ہوئے انتہائی خاموشی سے بیٹھ گیا۔ میں نے تھوڑی دیر تک اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ ایسا کرنا ایک انتہائی بڑی غلطی تھی۔ اگر آپ فوراً ہی گفتگو کا آغاز کردیں تو زولو کی نگاہوں میں آپ کچھ باعزت اور محترم شخصیت سمجھے جاتے ہیں۔ میں نے فوراً ہی محسوس کرلیا کہ وہ کشلا (Keshla) ہے، کیونکہ اس نے سر پر ایک سیاہ رنگ کی رنگ جو گوند اور مصالحوں سے بنائی گئی تھی اور جس پر چربی سے پالش کی گئی تھی، پہنے ہوئے تھا۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ پہننے والا ایک خاص عمر کا آدمی ہے اور باعزت شخص ہے۔ مزید مجھے ایسا لگتا تھا جیسے اس کا چہرہ مانوس سا ہے۔

"ہاں۔" میں نے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے۔

امبوپا (Umbopa) اس شخص نے آہستہ اور گہری آواز میں جواب دیا۔ میں نے تمہارا چہرہ پہلے کہیں دیکھا ہے۔

ہاں۔ میرے سردار، میرے باپ، میرا چہرہ جنگ سے پہلے دیکھا تھا۔

تب مجھے یاد آیا۔ میں لارڈ چمسفورڈ کا گائڈ تھا، جب بدقسمتی سے زولو جنگ ہوئی تھی اور لڑائی میں حصہ لیا تھا، جس میں قسمت کی خوبی تھی جو بچ گیا۔ جس روز یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا اسی دن میری اس شخص سے گفتگو ہوئی تھی، جس کے پاس مقامی لڑائی میں کچھ اختیارات حاصل تھے۔ اس نے کیمپ کی حفاظت کے متعلق کچھ خدشات کا اظہار کیا تھا۔ اس وقت میں نے اس سے کہا تھا کہ اپنی زبان پر قابو رکھو اور اس قسم کے معاملات کو اپنے سے زیادہ عقل والوں پر چھوڑ دو۔ لیکن بعد میں میں نے اس کے الفاظ پر غور کیا تھا۔

مجھے یاد ہے میں نے اس سے پوچھا تھا کہ تم چاہتے کیا ہو؟

بات یہ ہے "ماکوماز ہم" یہ میرا کافر نام ہے جس کا مطلب ہے کہ وہ شخص جو آدھی رات کو

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اٹھتا ہے یا پھر انگریزی محاورے کے مطابق وہ جو آنکھیں کھلی رکھتا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ تم عظیم فوجی مہم پر شمال کی طرف جا رہے ہو اور تمہارے ساتھ سفید فام سردار ہوں گے جو سمندر پار سے آئے ہیں۔ کیا میں صحیح کہہ رہا ہوں؟

"بالکل صحیح۔"

میں نے سنا ہے کہ تم دریائے لکنگا جاؤ گے جو ملکِ ماتک سے ایک چاند کے سفر کے لگ بھگ ہے۔ کیا ایسا ہی ہے۔ "ماکوماز ہم؟"

تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو کہ ہم کہاں جائیں گے؟ تم سے کیا مطلب؟ میں نے شبہ کا اظہار کرتے ہوئے جواب دیا ہمارے سفر کی وجوہات ایک بڑا راز ہے۔

اچھا ایسا ہے اے سفید فام لوگو۔ اگر تم حقیقتاً اتنا طویل سفر کرنا چاہتے ہو تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔

اس شخص کے لب ولہجہ میں یقیناً کچھ انفرادیت تھی، خصوصی طور پر الفاظ کے انتخاب کے معاملے میں مثلاً اس کا کہنا کہ "اے سفید فام لوگو" بجائے اس کے کہ "یا سردارو" جس نے مجھے چونکا دیا۔

میں نے کہا کہ تم کچھ تھوڑا سا خود کو بھول رہے ہو۔ تمہارے الفاظ میں کوئی سوال نہیں ہے اور یہ گفتگو کا مناسب طریقہ نہیں ہے۔ تمہارا نام کیا ہے اور تمہارا قبیلہ کون سا ہے۔ مجھے بتاؤ کہ میں کس سے بات کروں۔

میرا نام امبوپا ہے اور میں زولو قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں، لیکن فی الحال نہیں۔ میرے قبیلے کی رہائش شمال میں اندر ہے۔ ایک ہزار سال پہلے ہم لوگ اس جگہ کو چھوڑ کر یہاں چلے آئے۔ میں کئی سال سے ادھر ادھر گھوم پھر رہا ہوں۔ میں شمال سے اپنے بچپن میں زولو لینڈ آ گیا تھا۔ اس کے بعد میں زولو لینڈ سے نٹال آ گیا اس لیے کہ میں سفید فام لوگوں کے طور طریقے دیکھنا چاہتا تھا۔ اس کے بعد میں نے کیٹشوایو کے مقابل جنگ میں حصہ لیا، اس وقت سے میں نٹال میں کام کر رہا ہوں۔ اب میں تھک چکا ہوں اور شمالی علاقوں میں واپس جانا چاہتا ہوں۔ یہاں میرا گھر بھی نہیں ہے۔ مجھے پیسے نہیں چاہئیں، لیکن میں ایک بہادر شخص ہوں۔

میں اس کی باتوں کو سن کر شاید الجھن کا شکار ہو گیا تھا۔ اس کے انداز و اطوار گواہی دے رہے تھے کہ وہ سچ بول رہا ہے لیکن کچھ مختلف بھی لگتا تھا، اس لیے کہ زولوں کا یہ انداز نہیں ہوتا

اور شاید میں نے اس کی پیش کش پر اعتبار نہیں کیا کہ وہ بلا تنخواہ خدمات انجام دیگا۔ جب میں نے دشواری محسوس کی تو اس کی باتوں کا ترجمہ سرہنری اور گڈ کو سنایا اور درخواست کی کہ وہ اپنی رائے دیں۔

سرہنری نے کہا کہ اس سے کہو کہ کھڑا ہو جائے۔ امباپا نے ویسا ہی کیا اور ساتھ ساتھ اپنا ملٹری کوٹ جو اس نے پہنا ہوا تھا، اسے اتار دیا۔ اس طرح وہ قریب قریب برہنہ ہو گیا، سوائے اس کے کہ کمر سے گھٹنوں تک کی ایک پوشاک رہ گئی اور ایک نیکلس کے جو شیر کے جبڑے کا تھا۔ حقیقتاً وہ ایک انتہائی خوبصورت جسم کا مالک تھا اور میں نے مقامی لوگوں میں ایسا شخص نہیں دیکھا تھا۔ جب وہ کھڑا ہوا تو 6 فٹ 3 انچ اس کا قد تھا، اس کا جثہ بڑا اور نقش و نگار اچھے تھے۔ اس روشنی میں بھی اس کی رنگت گہری سے زیادہ ہی تھی۔ سوائے اس کے جہاں سیاہ زخموں کے نشانات تھے۔ سرہنری اس کے قریب گئے اور اس کے دلکش چہرہ پر نظر ڈالی۔

"دونوں ایک ساتھ کھڑے کتنے اچھے نظر آ رہے ہیں۔" گڈ نے کہا۔ دونوں یکساں قد و قامت کے ہیں۔

تم دیکھنے میں اچھے لگ رہے ہو۔ امبوپا اس لیے میں تمہیں اپنے خادم کے طور پر لینے کو تیار ہوں۔ سرہنری نے انگلش میں کہا۔

امبوپا ان کی بات کا کچھ کچھ مطلب سمجھ گیا اور زولو زبان میں جواب دیا۔ یہ ٹھیک ہے اور پھر اضافہ کیا ہم اور تم دونوں شیر نر ہیں۔

......☆☆......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہاتھی کا شکار

ہم نے جنوری کے آخر میں ڈربن چھوڑا تھا اور اب مئی کا دوسرا ہفتہ تھا جب ہم نے اپنا کیمپ سینٹڈ اکرال کے قریب لگایا۔

ملک ماتا بیلی کے ابتدائی حصہ میں جہاں تجارتی اسٹیشن واقع ہے ہم کافی عقوبتوں کے بعد پہنچے تھے۔ بیس خوبصورت بیلوں میں سے صرف 12 بچ سکے تھے، جسے ہم نے ڈربن سے خریدا تھا۔ ایک بیل تو کوبرا سانپ کے ڈسنے کے سبب مرا اور تین پانی کی قلت کی نظر ہو گئے۔ ایک بھوک سے مر گیا اور دوسرے تین زہریلی گھاس کھانے کے باعث۔

ویگن کو ہم نے گوزا اور ٹام (ڈرائیور اور لیڈر) پر چھوڑا جو دونوں قابل اعتبار افراد تھے۔ مزید اسکاٹش مشنری سے جو یہاں رہ رہے تھے، درخواست کی کہ وہ ان پر نظر رکھیں۔ پھر امبوپا، وینٹ ووگل اور آدھا درجن افراد کے ساتھ جنہیں ہم نے وہیں سے کرایہ پر لیا تھا، پیدل ہی جنگل کی طرف کوچ کر گئے۔

کچھ دیر ہم خاموشی سے سفر کرتے رہے۔ پھر امبوپا جو کہ قافلہ کے سب سے آگے چل رہا تھا، ایک زولو گیت چھیڑ دیا جیسا کہ اکثر بہادر لوگ جو زندگی سے تھک ہار چکے ہوں اور جن کا دل ہر چیز سے بھر چکا ہو اور جو کچھ حاصل کرنے یا پھر مر جانے پر کمر بستہ ہوں اور سفر کی کلفتوں کو زحمت نہ سمجھ رہے ہوں جس میں نوجوان بیویاں اور تندرست و توانا مویشی موجود ہوں اور شکار کے لئے جانور اور قتل کرنے کے لیے دشمن ہوں۔

پھر ہم سب ہنس دیئے اور اسے ایک اچھے شگون کے طور پر قبول کر لیا۔ امبوپا ایک خوش و خرم خادم تھا جس کا طور طریقہ نفیس ہوا کرتا تھا۔ خاص طور سے جب اس پر خوشی کا دورہ نہ پڑ رہا ہو وہ

ہمارے حوصلوں کو بلند کرنے میں اہم کردار ادا کرتا تھا۔ ہم سب لوگ اس سے بہت خوش تھے۔

اب ایک مہم جوئی میں جس کے بعد کم از کم مجھے شکایات کی کہانی سے پیار ہو گیا۔

تقریباً دو ہفتے کے سفر کے بعد ہم وہاں پہنچے جس کے سامنے انتہائی خوبصورت خطہ ملا، جس میں پانی کی بہتات اور جنگلات پر مبنی علاقہ تھا۔ پہاڑیاں گھنی جھاڑیوں سے لدی پھندی تھیں اور بہت بڑی تعداد میں ایسے درخت تھے جو پیلے پھلوں کے بوجھ سے زمین کو بوسہ دے رہے تھے اور جہاں کے پتھروں کی رنگت دیدنی تھی۔ یہ درخت ہاتھیوں کا من بھاتا کھاجا ہوتے ہیں۔ اور اب کسی مزید ثبوت کی ضرورت نہیں تھی کہ عظیم بے رحم جانور یہیں کہیں ہو سکتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ان کی گزرگاہ واضح اور کافی تھی بلکہ بہت سی جگہوں پر درخت روندے پڑے تھے اور بہت سے جڑ کے ساتھ باہر تھے۔ ہاتھی اپنی خوراک کے حصول میں زیادہ سے زیادہ تباہی پھیلانے والا جانور ہے۔

ایک ہفتہ مزید چلنے کے بعد شام کے وقت ہم لوگ ایسے مقام پر پہنچے جہاں حسن و شادمانی کا راج تھا۔ جھاڑیوں سے ڈھکی ایک پہاڑی کے دامن میں ایک خشک دریا موجود تھا جس میں کہیں کہیں پانی کا جوہڑ تھا اور جس کے کنارے کنارے شکار کے قدموں کے نشانات تھے۔ اس کے سامنے ایک پارک جیسی سطح زمین تھی جس پر بے شمار رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ پھولوں اور پودوں کی کثرت کے سبب زمین کا ذرہ ذرہ سبز اور رنگین نقاب اوڑھے ہوئے تھا۔ ان پھولوں اور سبزوں میں چلنے کی کوئی جگہ نہیں تھی۔ بس خاموشی کا راج تھا۔

جیسے ہی ہم اس دریا کے کنارے پہنچے یکا یک ہم نے لمبے زراف کے غول دیکھے جو ایک طرف دوڑ رہے تھے یا پھر کسی بجرے کی مانند لگ رہے تھے جو سمندر میں چل رہا ہو۔ ان کی پشت پر ان کی دمیں اٹھی ہوئی تھیں اور ان کے کھر اس طرح زیر و بم کر رہے تھے جیسے باجے کو کسی چیز سے بجایا جاتا ہے۔ وہ ہم سے کوئی تین سو گز دور ہوں گے۔ اس لیے انہیں شکار کرنا دشوار تھا۔ لیکن کیپٹن گڈ جو سب سے آگے تھا اور جس کے پاس بھری ہوئی انتہائی شاندار بندوق تھی اپنے جذبات پر قابو نہ پا سکا۔

اس نے اپنی بندوق سیدھی کی ایک بڑی گولی کے کارتوس سے اس پر فائر کر دیا۔ یہ محض اتفاق تھا کہ اتنی دوری کے باوجود بندوق کی گولی ایک زراف کی گردن پر لگے جس نے ریڑھ کی ہڈی کے کالم میں سوراخ کر دیا اور وہ قلابازیاں کھاتا ہوا سر کے بل گر پڑا، اس طرح کہ اس کی

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ٹانگیں اوپر تھیں اور جو اتنی آسانی سے گرا تھا، جیسے زراف نہ ہو بلکہ خرگوش ہو۔ میں نے ایسا منظر اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

اس پر لعنت ہو۔ گڈ کی زبان سے نکلا۔ مجھے افسوس ہے کہ گڈ ہمیشہ جذباتی لمحات میں ایسے ہی سخت الفاظ استعمال کیا کرتا تھا۔ شاید وہ اپنی سمندری ملازمت کے دوران بھی اس قسم کی باتیں کیا کرتا تھا۔ اس پر لعنت۔ ہم نے اسے ہلاک کر دیا۔

او۔ باگوان۔ کافر چیخ پڑے۔

گڈ کو وہ لوگ باگوان ہی کہتے تھے یا پھر آنکھوں کا شیشہ کیونکہ وہ ہمیشہ اپنی ایک آنکھ پر آئی گلاس لگایا کرتا تھا۔

"او باگوان۔" میں اور سر ہنری نے بھی یہی کہہ کر آواز نکالی۔ اس دن سے گڈ کی شہرت ایک اچھے نشانہ باز کی حیثیت اختیار کر گئی۔ خصوصی طور پر کافر تو اس سے بہت ہی مرعوب ہو گئے۔ حقیقتاً وہ اچھا نشانہ باز نہیں تھا اور جب بھی وہ کسی شکار پر ناکام نشانہ لگاتا تو ہم اس کے زرافہ پر لگائے گئے نشانہ کو یاد کر کے نظر انداز کر دیا کرتے۔

چند لڑکوں کو زراف کا اچھا گوشت ہیں نکالنے پر مامور کرنے کے بعد ہم لوگ ایک سائبان کی تعمیر میں لگ گئے جو اس مقام سے تقریباً سو گز دور سیدھے ہاتھ پر تھا۔ یہ سائبان ہم نے کانٹے دار جھاڑیوں کو لگاتار ڈھیر لگا کر تعمیر کیا تھا۔ جو ایک دائرے کی شکل اختیار کر گیا تھا۔ پھر دائرے کی جگہ کو برابر (اسموتھ) کیا اور خشک گھاس سے درمیان میں بستر بنایا اور کچھ کو آگ لگا کر روشن کر دیا۔

جب تک سائبان تیار ہوا آسمان سے چاند جھانکنے لگا اور ہمارا ڈنر جو زرراف کے گوشت کی اسٹیک اور روسٹ پر مبنی تھا۔ تیار ہو چکا تھا۔ ہم نے خوب مزے لے کر کھایا، خصوصی طور پر روسٹ کی ہڈی کے گودوں کو جسے توڑنا ایک امر محال تھا۔ مجھے نہیں معلوم کہ کھانے کی عیاشی زرافے کی ہڈی کے گودوں سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے۔ ہم نے اپنا سادہ کھانا چاند کی ہلکی روشنی میں کھایا، درمیان میں کبھی کبھی رک کر ہم خدا کا شکر ادا کرتے کہ کیسا عجیب نشانہ لگا اور اس کے بعد ہم لوگوں نے تمبا کو نوشی شروع کر دی، ساتھ ساتھ قصے کہانیوں کا دور چلتا رہا، ہم لوگوں نے آگ کے گرد اگرد گھوم کر بڑی دلفریب تصاویر کی یاد قائم کی۔ میں اپنے چھوٹے بالوں کے ساتھ جو اٹھے ہوئے تھے اور سر ہنری اپنے پیلے لمبے بالوں سمیت ایک ضد کی حیثیت رکھتے تھے۔ خصوصی طور پر میں جو

چھوٹا پتلا اور گہرے رنگ کا تھا، جس کا وزن صرف 1/2 9 اسٹون تھا، جب کہ سر ہنری ایک لمبا، چوڑا چکلا اور گوری رنگت کا جس کا وزن 15 اسٹون ہوگا۔ لیکن ہم تینوں میں کیپٹن گڈ سب سے خوبرو، وجیہہ شخص تھا۔

وہ ایک چمڑے کے بیگ پر بیٹھا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ ایک آرام دہ شکار پر آیا ہے اور جہاں آیا ہے وہ ایک متمدن ملک ہے وہ انتہائی صاف ستھرا اور خوش پوشاک تھا۔ اس نے ایک شکاری سوٹ جو براؤن کلر کا تھا۔ زیب تن کیا ہوا تھا۔ ہیٹ میچنگ والا تھا اور صاف ستھری جراب تھی۔ ہمیشہ کی طرح اس نے خوبصورتی سے شیو کیا ہوا تھا۔ اس کا آئی گلاس اور مصنوعی دانت بہت اچھے لگ رہے تھے۔ مختصراً وہ مکمل طور پر صاف ترین شخص تھا ایسا کہ میں نے کبھی صحرا نوردی کے دوران نہیں دیکھا تھا۔

اس نے معصومیت سے مجھ سے کہا کہ "تم نے دیکھا وہ وزن میں کتنا کم تھا۔ حالانکہ مجھے اس بات پر حیرت تھی جس کا میں اظہار کر رہا تھا۔ میں ہمیشہ مخالفت کا اظہار شریف آدمیوں کی طرح کیا کرتا ہوں۔ آہ۔ کاش اس نے مستقبل کو دیکھا ہوتا اور یہ کہ اسکے لیے کیسی پوشاک تیار کی گئی ہے۔

عین اس وقت ہمارے پیچھے جھاڑیوں سے تیز ووف۔ ووف کی آوازیں آنے لگیں اور میرے منہ سے بے ساختہ نکلا کہ یہ تو شیر ہے۔ پھر ہم سب لوگ سننے کی کوشش کرنے لگے۔ ابھی ہمیں آواز سنے چند ہی لمحات ہوئے تھے کہ پول کے قریب ہمارے مستقر سے تقریباً سو گز کے فاصلے پر ہاتھی کے چلنے پھرنے کی آواز آئی۔ چند منٹ کے بعد میں نے دیکھا کہ ایک سایہ سا حرکت کرتا ہوا پانی کے جوہڑ سے جھاڑیوں کی طرف جا رہا ہے۔

گڈ کود کر کھڑا ہو گیا۔ وہ خون خرابہ کرنے کی آگ میں جلتا اور سوچتا کہ یہ بھی زرافے جیسا شکار ہے، مستعد نظر آ رہا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ یہ زرافہ نہیں ہاتھی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کا بازو پکڑ کر نیچے بٹھا دیا۔

اس وقت مناسب نہیں ہے۔ میں نے اس کے کان میں آہستگی سے کہا۔ اسے جانے دو۔

ایسا لگتا ہے جیسے ہم شکار گاہ میں نہیں بلکہ شکار گاہ کی جنت میں ہیں۔

سر ہنری کہنے لگے میری رائے ہے کہ ہم چند دن یہیں ٹھہر کر انکا آنا جانا دیکھتے ہیں۔

گڈ نے اس خیال سے اتفاق کیا وہ دراصل ہاتھی کو شکار کرنا چاہتا تھا۔ اور میں بھی یہی چاہتا

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ یہ بات میرے شعور سے بعید تھی کہ میں ایسے ریوڑ کو یونہی بھاگ جانے دوں۔

ٹھیک ہے میرے پیارو۔ میں نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں تھوڑی تفریح چاہئے اور اب صبح تک کی چھٹی پھر جب وہ چر رہے ہوں گے تو ہم انہیں پکڑیں گے۔

دوسرے لوگوں نے اتفاق کیا اور پھر سب اپنی تیاری کرنے لگے۔ گڈ نے اپنا لباس تبدیل کیا، اسے جھاڑا پھر اپنا آئی گلاس اور مصنوعی دانت اپنی پینٹ کی جیب میں رکھا اور ہر چیز کو سلیقہ سے تہہ کیا۔ اسے شبنم سے محفوظ جگہ جہاں اس کا سامان رکھا تھا، رکھ دیا۔ سرہنری اور میں دونوں نے جیسے تیسے اپنے انتظامات مکمل کئے اور پھر کمبل میں لپٹ گئے اور بے خواب نیند میں گم ہو گئے جو ہم مہم جوؤں کا انعام ہے۔

کچھ جا رہا ہے۔ چلا جا رہا ہے۔ وہ کیا چیز ہے؟

دفعتاً پانی کے جوہڑ کی طرف سے لرز کر اتی اور خلل پیدا کرتی ہوئی آواز آئی اور دوسرے ہی لمحے ایسا لگا کہ ہمارے کانوں کے پردے پھٹ جائیں گے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ یہ شیر کے علاوہ اور کسی جانور کی آواز نہیں ہو سکتی۔ ہم سب اچھل پڑے اور جوہڑ کی جانب دیکھنے لگے۔ ہمیں کچھ ایسا لگا کہ پیلے اور کالے رنگ کا ایک جانور ہماری طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہم نے اپنی رائفلیں لیں اور مستقر سے نکل کر دوڑنے لگے۔ اس وقت تک وہ جسم گر چکا تھا اور زمین پر قلابازیاں کھاتے کھاتے ہمارے پہنچنے سے پہلے اپنی جدوجہد ختم کر دی تھی۔ اور خاموش، بے حس و حرکت پڑا تھا۔

اب ہم نے دیکھا کہ یہ کیا چیز ہے۔ گھاس پر ایک آہو کی قسم کا جانور مردہ حالت میں پڑا ہوا تھا۔ قریب ہی ایک شیر بھی مرا پڑا تھا۔ دراصل ہوا یہ تھا کہ ایک آہو قسم کا جانور نیچے پانی پینے آیا، جہاں ایک شیر پہلے ہی پانی پینے آیا ہوا تھا۔ بیشک یہ وہی شیر تھا جس کی آواز ہم نے لیٹے لیٹے سنی تھی۔ جب آہو نے پانی پی لیا تو شیر اچھل کر اس کے اوپر آیا، آہو کی تیز نوکیلی سینگوں پر اس طرح گرا کہ وہ اس کے جسم میں اندر تک اتر گئیں۔ میں اس سے پہلے بھی ایک بار ایسا منظر دیکھا چکا ہوں۔ شیر خود کو اس کی سینگوں سے آزاد نہ کرا سکا اور آہو کی گردن اور پچھلے حصے کو چباڈالا۔ تکلیف اور خوف سے وہ بھاگ کھڑا ہوا اور اس وقت تک بھاگتا رہا جب تک کہ مر نہ گیا۔

ہم جب درندوں کو ٹھیک طرح دیکھ چکے تو میں نے کافروں کو بلایا اور ہم ان کی لاشوں کو کھینچ

کر اوپر لائے، اس کے بعد ہم سو گئے اور صبح سورج نکلنے تک سوتے رہے۔

جیسے ہی روشنی ہوئی ہم پوری طرح لڑائی کے لیے تیار ہو گئے۔ ہم نے تین آٹھ بور کی رائفلیں اور اچھا خاصا امیونیشن اور بڑی پانی کی بوتل جس میں ٹھنڈی چائے بھر لی جسے میں نے ہمیشہ شکار کے سامان کی حیثیت سے بہتر پایا ہے۔ ناشتہ کے فوراً بعد ہم نے کام کا آغاز کر دیا۔ امبوپا، خیوا اور ونٹ ووگل ہمارے ساتھ ساتھ تھے۔ دوسرے کافروں کو ہم نے وہیں چھوڑ دیا، اس ہدایت کے ساتھ کہ شیر اور آہو کی کھالیں اتار لیں اور آہو کے گوشت کے ٹکڑے کر لیں۔

ہمیں ہاتھیوں کے ریوڑ کی تلاش میں کوئی دشواری نہیں ہوئی، جسے ونٹ ووگل نے دیکھنے کے بعد بتایا کہ بیس اور بتیس ہاتھیوں کا ریوڑ ہے اور تقریباً سب کے سب جوان ہیں۔ لیکن یہ ریوڑ رات میں کسی طرف نکل گیا۔ اس وقت صبح 9 بجے تھے اور موسم انتہائی گرم تھا۔ درخت ٹوٹے ہوئے اور اس کی پتیاں اس کے نیچے دبی ہوئی تھیں اور فضا میں دھول تھی، جس سے ہم سمجھ گئے کہ یہ ریوڑ ہم سے زیادہ دور نہیں ہے۔

اس وقت تک ہمیں ریوڑ نظر آ گیا تھا جو تعداد میں اتنا ہی لگتا تھا جتنا ونٹ ووگل نے بتایا تھا۔ ریوڑ اس وقت ایک نشیبی علاقہ میں کھڑا تھا، شاید اپنے صبح کے ناشتے سے فارغ ہو چکا تھا اور اپنے عظیم کان ہلا رہا تھا۔

یہ ایک خوش نما منظر تھا۔ وہ ہم سے تقریباً دو سو گز دور ہو گا۔ میں نے تھوڑی سی خشک گھاس مٹھی میں لے کر اوپر اچھالی تاکہ یہ معلوم کر سکوں کہ ہوا کس طرف کی چل رہی ہے۔ ہم لوگ ٹھیک طرح دیکھ بھال کرنے کے بعد آہستگی کے ساتھ آگے بڑھے اور اب ہمارا ظالم درندوں سے فاصلہ صرف چالیس گز رہ گیا تھا۔ ہمارے بالکل سامنے تین شاندار ہاتھی کھڑے تھے، جن کے بڑے بڑے دانت نمایاں تھے۔ میں نے آہستگی سے کہا کہ میں درمیان کے ہاتھی پر فائر کروں گا۔ سرہنری بائیں جانب موجود ہاتھی کو کور کریں گے اور گڈ سب سے بڑے دانتوں والے ہاتھی کو لیں گے۔

تین رائفلیں گرجیں اور نیچے سرہنری کا ہاتھی گر پڑا، اس کے خاص دل پر گولی لگی تھی۔ میرا ہاتھی اپنے گھٹنوں کے بل گرا اور میں سمجھا کہ وہ مرنے جا رہا ہے، لیکن دوسرے ہی لمحے وہ اٹھا اور بھاگنے لگا، بالکل میرے سامنے اور قریب سے۔ جیسے ہی وہ بھاگنے لگا میں نے اس کی پسلیوں پر

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ایک اور فائر کردیا، جس کے نتیجہ میں وہ فوراً ہی گر پڑا۔ جلدی جلدی دو کارتوس بندوق میں ڈالتا ہوا اس کے قریب پہنچا اور ایک مزید فائر اس کے سر پر کیا۔ ظالم ہاتھی نے اپنے جینے کی جدوجہد ختم کردی۔ پھر میں نے گڈ کے ہاتھی کی طرف توجہ کی جو ایک عظیم الجثہ حیوان تھا۔ اور غصہ اور تکلیف سے چیخ رہا تھا۔ جب میں قریب پہنچا تو کیپٹن کو خوشی میں جذباتی پایا۔ ایسا لگتا تھا کہ گولی لگتے ہی وہ سیدھا مارنے والے کی طرف لپکا۔ جس کے پاس اتنا وقت تھا کہ وہ اس کے راستے سے ہٹ جائے، پھر وہ اس کے قریب سے ہمارے کیمپ کی جانب بڑھ گیا۔ عین اس وقت وہ ریوڑ کی طرف دوسری جانب بھاگ کھڑا ہوا۔

ایک لمحے کے لیے ہم نے آپس میں گفتگو کی، اس نتیجہ پر پہنچنے کے لیے کہ ہمیں زخمی ہاتھی کی طرف جانا چاہیے یا پھر ریوڑ کی طرف۔ بالآخر ہم نے فیلہ کیا کہ ریوڑ کی طرف ہی جانا چاہیے۔ ہاتھی کا پیچھا کرنا ایک آسان کام تھا، اس لیے کہ وہ جدھر سے گذرتے تھے ایک کشادہ رسل و رسائل کی سڑک بنادیتے تھے۔

اس طرح موٹی موٹی جھاڑیاں ان کے پیروں تلے دب کر گھاس کی شکل اختیار کرلیتیں۔ لیکن ان کے قریب پہنچنا ایک دوسرا معاملہ ہوتا ہے۔ ہماری دو گھنٹے کی تلاش نے جو تپتے سورج میں کی گئی، اس نے ہمیں ان کے قریب پہنچادیا۔ ایک ہاتھی کے سوا سب ایک ساتھ کھڑے تھے اور ہم دیکھ رہے تھے۔ وہ سب اس طرح اپنے سونڈھوں کو اوپر اٹھائے ہوئے تھے جیسے ہوا کا جائزہ لے رہے ہوں، بلکہ ایسا لگتا تھا جیسے وہ شرارت پر کمر بستہ ہیں۔ تنہائی پسند ایک ہاتھی ریوڑ سے کوئی پچاس گز دور تھا اور ہم سے اس کا فاصلہ ساٹھ گز ہوگا، یہ بالکل سنتری کا کردار ادا کررہا تھا۔ ہم نے سوچا کہ وہ ہمیں دیکھ نہ لے یا پھر ہمیں سونگھ لے اور اس طرح ممکن ہے وہ پھر بھاگ کھڑے ہوں، اگر ہم نے مزید قریب ہونے کی کوشش کی خاص طور سے اس لیے کہ گراؤنڈ کھلا ہوا تھا۔ اس لیے ہم تینوں نے ایک ہی ہاتھی پر بندوق تان لی، پھر میرے اشارے پر سب نے فائر کردیا۔ تینوں فائروں کا نتیجہ اچھا رہا کہ وہ نیچے گر کر مر گیا۔ ریوڑ بارِ دگر بھاگ کھڑا ہوا۔ لیکن بدقسمتی سے سو گز کے فاصلے پر ایک خشک جوہڑ تھا اور چڑھائی سلوپ میں تھی۔ اس میں ہاتھی پھنس گئے۔ وہ جب چڑھائی چڑھتے تو ڈھلان سے پھسل پڑتے۔ ہم لوگ جب وہاں پہنچے تو دیکھا وہ اوپر چڑھنے کی شدید جدوجہد میں مصروف ہیں تاکہ دریا کے کنارے پر پہنچ سکیں۔ وہ سب چیخ چلا رہے تھے اور ایک دوسرے کو خودغرضی کے سبب پیچھے ڈھکیل دیا کرتے تھے، بلکہ اسی

طرح جیسے لوگ آگے بڑھتے ہوئے لوگوں کی ٹانگیں گھسیٹ لیا کرتے ہیں۔ یہ ہمارے لیے ایک موقعۂ غنیمت تھا کہ جلدی سے بندوقیں لوڈ کریں اور ان پر فائر کردیں۔ ہم نے پانچ خونخوار وحشی جانوروں کو ماردیا اور بچے ہوئے ریوڑ کو متحد اور ایک کردیا۔ اس لیے کہ سب نے اوپر چڑھنے کی تگ و دو کو ترک کردیا اور دوسری جانب بھاگ گئے۔ اب ہم اتنا تھک چکے تھے کہ ان کا تعاقب ممکن نہ رہا تھا اور پھر یہ بھی کہ مزید خون خرابہ جی کو نہ بھایا۔ ایک دن میں آٹھ ہاتھیوں کا شکار بجائے خود ایک کارنامہ تھا۔

ہم نے تھوڑی دیر وہیں آرام کیا اور کافروں کو دو ہاتھیوں کے دل نکالنے پر لگادیا تاکہ کام و دہن کو لذتِ طعام نصیب ہوسکے۔ اس کے بعد ہم نے اپنے مستقر کی راہ لی۔ اس وقت ہملوگ بہت خوش تھے، اس لیے کہ ایک دن میں ہم نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی تھی۔ ہم نے ذہن میں طے کرلیا تھا کہ کل ان لوگوں کو بھیج کر ان ہاتھیوں کے دانت نکلوالیں گے۔

تھوڑی دیر بعد جب ہم اس مقام پر پہنچے جہاں گڈ نے ایک بڑا ہاتھی زخمی کیا تھا، ہمیں بڑی نسل کے آہو کا ایک ریوڑ نظر آیا، لیکن ہم نے انہیں شکار نہیں کیا، اس لیے کہ ہمارے پاس وافر مقدار میں گوشت موجود تھا۔ وہ سب ہمارے قریب سے گزر گئے اور تھوڑی دور جاکر جھاڑیوں کے پیچھے چھپ کر ہمیں دیکھنے لگے۔ چونکہ گڈ کی خواہش تھی کہ وہ انہیں قریب سے دیکھے اس لیے کہ اس نے کبھی انہیں قریب سے نہیں دیکھا تھا، لہٰذا اس نے اپنی رائفل امبوپا کے حوالے کی اور خیوا کے ساتھ ان جھاڑیوں کے قریب پہنچ گیا۔ ہم وہیں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگے اور اس آرام پر ہمیں افسوس نہیں ہوا۔

سرخ سورج غروب ہونے کے لیے نیچے جارہا تھا۔ اس حسین منظر کو میں اور سرہنری دیکھ رہے تھے۔ جب کہ یکایک ایک ہاتھی کے چیخنے کی آواز آئی۔ ہم نے دیکھا کہ ایک عظیم الجثہ ہاتھی جس کی دم اور سونڈھ اوپر اٹھے ہوئے تھے۔ غروب ہوتے ہوئے سورج کے سامنے اپنا ہیولا بناتا بھاگ رہا ہے۔ دوسرے ہی لمحے ہم نے کچھ اور دیکھا وہ یہ کہ گڈ اور خیوا بھاگتے ہوئے ہماری جانب آرہے ہیں اور ان کے پیچھے زخمی ہاتھی ہے۔ وہ ان لوگوں کے تعاقب میں خوفناک حد تک تیز رفتاری سے لگا ہوا تھا۔ چند لمحوں تک تو ہماری ہمت فائر کرنے کی نہیں پڑی۔ اگر ہم فائر کرتے تو فاصلہ کم ہونے کی وجہ سے اس کا کوئی فائدہ نہ ہوتا، پھر یہ کہ فائر کی زد میں وہ لوگ بھی آسکتے تھے۔ ایک دوسری خطرناک بات یہ تھی کہ گڈ کا ڈریس متمدن دنیا کا ڈریس تھا۔ اگر وہ ہم سے مشورہ کے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بعد شکاری لباس میں ہوتا تو ٹھیک ہوتا۔ لیکن وہ ٹراؤزر میں تھا، جو اسے بھاگنے میں دشواری پیدا کر رہا تھا اور اس وقت جب کہ وہ ہم سے 60 گز کے فاصلے پر تھا، اس کے شوز جو گھاس پر رگڑ کھا کر چکنے ہو چکے تھے، وہ پھسل کر گر گیا۔ گرا بھی اس طرح کہ اسکا چہرہ عین ہاتھی کے سامنے تھا۔

ہمارے منہ سے تکلیف میں آہ نکل گئی، ہم جانتے تھے کہ اب گڈ کا بچنا ناممکن ہے۔ پھر بھی ہم بے تحاشہ اس کی جانب بھاگے۔ تین سیکنڈ میں سب ختم ہو گیا، لیکن اس طرح نہیں جس طرح ہم سمجھ رہے تھے۔ خیوا، ہمارا زولو بچہ، نے جب دیکھا کہ اس کا ماسٹر گر گیا ہے اور ہاتھی اس کے بالکل قریب ہے تو اس نے اپنا بلم کھینچ کر ہاتھی کے منہ پر مارا جو اس کے سونڈ میں لگا۔

درد کی شدت سے چیختے ظالم ہاتھی نے غریب زولو کو زمین پر پٹخ دیا، پھر اپنا ایک پاؤں اس کے جسم کے درمیانی حصے پر رکھا اور سونڈ سے اوپری حصہ کو جکڑ کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔

ہم خوف سے پاگلوں کی طرح دوڑے اور فائر پر فائر کیے، اس وقت تک جب تک کہ وہ زولو کے ٹوٹے ہوئے حصے کے اوپر گر کر مر نہ گیا۔

گڈ اس درمیان اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے اپنا ہاتھ اس بہادر شخص پر پھیرا جس نے اس کی جان بچائی تھی اور میں جو کہ ایک بوڑھا شخص ہوں، تجربات سے بھرپور اس نے حلق میں ایسا لگا جیسے مٹی بھر دی گئی ہو۔ امبوپا بھاری ہاتھی کے مردہ جسم اور خیوا کے جسم کے ٹکڑوں کے خیال میں لرزاں خاموش کھڑا رہا۔

اوہ۔ افسوس۔ اس کے منہ سے نکلا۔ وہ مر گیا۔ لیکن وہ ایک بہادر آدمی کی طرح مرا۔

......☆☆......

صحرا کا سفر

ہم نے نو ہاتھی شکار کیے تھے جس کے دانت نکالنے میں ہمیں دو دن لگ گئے۔ دانتوں کو ہم اپنے کیمپ میں لائے اور بہت احتیاط کے ساتھ ایک بہت بڑے درخت کے نیچے گڑھا کھود کر دبا دیا۔ یہ درخت میلوں دور سے پہچان کا ایک ذریعہ تھا۔ یہ ایک بہترین اور عجیب و غریب ہاتھی دانتوں کی ایک لاٹ تھی۔

میں نے اس سے پہلے اتنے اچھے ہاتھی دانت نہیں دیکھے تھے۔ ایک دانت کی قیمت چالیس سے پچاس پونڈ تک مل سکتی تھی۔ اور اس ہاتھی کے دانتوں کی جوڑی جس نے خیوا کی جان لی تھی ایک سو ستر پونڈ سے کم نہ تھی۔ یہ ہماری اپنی رائے یا اندازہ تھا۔

اور جہاں تک خیوا کا تعلق ہے ہم نے اس کے بچے کچھے حصہ کو ایک نیزے کے ساتھ دفن کر دیا تا کہ وہ ایک بہتر دنیا میں پہنچ سکے۔ تیسرے دن ہم نے پھر مارچ شروع کر دیا۔ ہمارے دلوں میں یہ امید تھی کہ ہم واپس آ کر چھپائے ہوئے ہاتھی دانت نکال لیں گے۔ کچھ عرصہ بعد ہم سیٹنڈا کرال (Sitanda's kraal) جو کہ لوکنگا دریا کے قریب ہے۔ پہنچ گئے۔ یہی وہ مقام ہے جو دراصل ہماری مہم کا نقطۂ آغاز ہے۔

ہمارے کیمپ سے تھوڑا نیچے پانی کا ایک جھرنا سا تھا اور اس کے تھوڑا آگے ایک پتھریلی ڈھلوان تھی جہاں سے برسوں پہلے سلوسٹر سالومنز مائن (سلیمانی خزانہ) پہنچنے کی کوشش ناکام کے بعد واپس ہوا تھا۔ اسی ڈھلوان کے بعد بے آب و گیاہ ریگستان شروع ہوتا تھا۔

یہ شام کا وقت تھا، جب ہم نے اپنا کیمپ لگایا، سرخ سورج کی بڑی گیند صحرا میں ڈوبنے کے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لیے تیار کھڑی ہوئی تھی۔اس کی شعاعیں صحرا کو نیرنگیوں سے منور کر رہی تھیں۔حدِ نگاہ تک وہ منظر قابل دید تھا۔

گڈ کو کیمپ کے قیام کے انتظامات کی نگرانی پر چھوڑ کر میں اور سرہنری ٹہلتے ہوئے سلوپ کی دوسری جانب اوپر کی طرف چلنے لگے۔وہاں پہنچ کر ہم نے ریت کی تباہ کاریوں پر ایک نظر ڈالی۔ ہوا انتہائی صاف تھی اور ہم دور بہت ہی دور ہلکے نیلے رنگ کا حصار دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے جو سلیمان برگ پر سفید برف کے ادھر ادھر کہیں کہیں نظر آ رہا تھا۔

میرے منہ سے نکلا کہ سلیمانی خزانے کے چاروں طرف یہ دیوار ہے اور اللہ ہی جانتا ہے کہ اسے ہم عبور کر پائیں گے یا نہیں۔

یہاں میرے بھائی کو ہونا چاہئے اور اگر وہ ہے تو پھر ہم کسی بھی طرح وہاں پہنچیں گے۔ سرہنری نے کہا۔اس کا لہجہ خاموش لیکن پرعزم تھا جو کسی کو بھی متاثر کر سکتا تھا۔

میں نے جواب دیا۔ہمیں بھی امید ہے اور کیمپ کی طرف جانے کے لیے مڑے اس وقت ہم نے دیکھا کہ ہم تنہا نہیں ہیں۔ہمارے پیچھے امبوپا کھڑا دور بہت دور نظر آتے ہوئے پہاڑوں کو دلچسپی کے ساتھ دیکھ رہا تھا۔

زولو نے جب دیکھا کہ ہم نے اسے دیکھ لیا ہے تو وہ سرہنری سے مخاطب ہو کر جس سے اس نے خود کو وابستہ کر رکھا تھا، کہا یہ وہی سرزمین ہے جہاں تم جانا چاہتے ہو۔اس نے اپنے بڑے نیزے سے پہاڑوں کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں امبوپا۔" سرہنری نے جواب دیا ہم وہاں کا سفر کریں گے۔

ریگستان بہت بڑا ہے، اس میں پانی کا نام ونشان بھی نہیں ہے۔اس کے بعد عظیم پہاڑ ہیں جس پر برف ہی برف ہے اور کسی انسان کو یہ خبر نہیں کہ اس کے پیچھے کیا چیز ہے بس سوائے اس کے کہ وہاں سورج چھپتا ہے۔وہاں تم کس طرح جاؤ گے اور پھر جا کر کرو گے کیا؟ امبوپا نے ٹوٹی پھوٹی نہ سمجھ میں آنے والی انگریزی میں کہا لیکن ہم لوگوں نے اس کا مطلب سمجھ ہی لیا۔میں نے سرہنری جواب کا ترجمہ کیا۔

سرہنری کہتے ہیں کہ ہم وہاں اس لیے جائیں گے کہ وہاں میرا بھائی مجھ سے پہلے گیا ہے اور ہم اپنے بھائی کو واپس لانا چاہتے ہیں۔

اچھا ایسا ہے۔مجھے ایک بار ایک شخص ملا تھا اس نے مجھے بتایا تھا کہ دو سال پہلے ایک سفید

فام ایک شکاری خادم کے ساتھ اس طرف گیا تھا لیکن واپس نہیں آیا۔

سرہنری نے پوچھا کہ تم کس طرح کہتے ہو کہ وہ میرا بھائی تھا۔

نہیں مجھے نہیں معلوم لیکن میں نے اس سے پوچھا تھا کہ وہ سفید فام کیسا تھا تو اس نے بتایا تھا کہ اس کی آنکھیں گہرے کلر کی اور داڑھی کالے رنگ کی تھی۔اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ اس کے ساتھ جو شکاری تھا اس کا نام جم تھا۔وہ شکاری کپڑے پہنے ہوئے تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں۔میں نے کہا۔میں جم کو اچھی طرح جانتا ہوں۔

سرہنری نے سر کو ہلا کر ہاں کہا۔مجھے اس بات کا یقین تھا۔اگر جارج کسی سلسلے میں ارادہ کر لیتا تھا تو وہ وہی کچھ کیا کرتا تھا۔یہ عادت اس کی بچپن سے تھی۔اگر وہ سلیمان برگ عبور کرنے کا ارادہ کر چکا تھا تو اس نے ضرور کیا ہوگا۔تاہم کسی افتاد کی صورت میں ہی یہ ناممکن ہو سکتا تھا۔ بہرحال دوسری طرف اس کی تلاش کرنی چاہیے۔

امبوپا نے انگریزی میں کہی ہوئی بات سمجھ لی حالانکہ وہ خود ٹھیک طرح نہیں بول سکتا تھا۔

یہ سفر کافی طویل ہے اس نے جواب دیا۔میں نے اس کا ترجمہ کر دیا۔

"ہاں" سرہنری نے جواب دیا۔یہ دور ضرور ہے لیکن دنیا کا کوئی ایسا سفر نہیں جسے نہ کیا جا سکے اگر ذہنی طور پر اس کے حق میں فیصلہ کر لیا گیا ہو تو۔امبوپا دنیا میں کوئی بات ناممکن نہیں ہوتی۔ کوئی ایسا پہاڑ نہیں جس پر چڑھا نہ جا سکے اور کوئی صحرا ایسا نہیں جسے پامال نہ کیا جا سکے یا عبور نہ کیا جا سکے۔

زولو نے جواب دیا۔"یہ کتنے عظیم الفاظ ہیں میرے آقا۔" میں اسے ہمیشہ زولو کہتا ہوں۔ اللہ جانے کیوں۔حالانکہ وہ زولو نہیں ہے۔اصل میں اچھے الفاظ انسان کے منہ بھر دیتے ہیں۔ میرے آقا سنو زندگی کیا ہے۔زندگی ایک پر کی طرح ہے یہ گھاس کے بیج جیسی ہے جو ادھر ادھر اڑتی رہتی ہے۔

کبھی یہ افزائش کا ذریعہ بنتی ہے تو کبھی یہ موت کا پروانہ بن جاتی ہے کبھی کبھی جنت میں داخل ہونے کا حق دار بنا دیتی ہے۔اگر بیج اچھا اور بھاری ہو تو یہ اتفاقاً اپنے راستہ پر تھوڑا ہی چلتی ہے۔ یہ اچھا ہوتا ہے کہ ایک شخص راستہ پر چلے اور ہواؤں سے لڑے آدمی کو مرنا ہوتا ہے۔کبھی جلدی کبھی دیر سے اور میں میرے آقا تمہارے ساتھ صحرا کے دوسری جانب جاؤں گا تاوقتیکہ اتفاقاً زمین پر گر نہ جاؤں۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جب امبوپا نے اپنی بات کہہ لی تو سر ہنری نے جواب دیا۔ "تم ایک حیرت انگیز شخص ہو۔"
امبوپا ہنسنے لگا۔ ایسا لگتا ہے کہ ہم دونوں ایک جیسے ہیں۔ لیکن مجھے پہاڑوں پر ایک بھائی کی تلاش ہے۔

میں نے اس کی طرف شبہ سے دیکھا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ میں نے پوچھا۔ وہ ان پہاڑوں کے متعلق کیا جانتا ہے؟

تھوڑا۔ بہت ہی تھوڑا۔ وہ عجیب و غریب سرزمین ہے۔ ایک ایسی سرزمین جس پر چڑیلیں ہیں اور دوسری خوبصورت چیزیں۔ یہ بہادر لوگوں کی سرزمین ہے اور درختوں جنگلوں بہتے پانیوں اور برف پوش چوٹیوں کی اور ایک بڑے سفید روڈ کی لیکن باتوں سے کیا حاصل؟ اندھیرا بڑھ رہا ہے۔ جو لوگ زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے۔

میں نے پھر اسے شبہ سے دیکھا۔ یہ شخص کافی کچھ جانتا ہے۔ تمہیں مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے ماکوماز ہم اس نے کہا۔ میرے دیکھنے میں خلل انداز ہوتے ہوئے۔ میں کوئی ایسا گڑھا نہیں کھودوں گا جس میں تم گرو۔ میں کوئی ایسی منصوبہ بندی نہیں کر رہا ہوں۔ ہم جیسے ہی پہاڑوں کو عبور کریں گے اور وہاں پہنچیں گے جہاں سورج غروب ہوتا ہے تو میں بتاؤں گا کہ میں کیا جانتا ہوں لیکن وہاں موت بیٹھی ہوئی ہے۔ ہوش کے ناخن لو اور واپس ہو جاؤ۔ جاؤ اور ہاتھیوں کا شکار کرو میرے آقا لوگو۔ بس میں نے اپنا مشورہ دے دیا۔

اور پھر مزید ایک لفظ کہے بغیر اس نے اپنا نیزہ اس طرح اٹھایا جیسے سیلوٹ کر رہا ہو اور کیمپ کی طرف چلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد ہم نے دیکھا کہ وہ بندوق صاف کر رہا ہے بالکل اسی طرح جیسے کافر کرتے ہیں۔

یہ شخص کچھ مختلف ہے۔ سر ہنری نے کہا۔

"ہاں۔" میں نے جواب دیا۔ آدھا تو بہت ہی مختلف۔

میں اس کے انداز کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ وہ کچھ جانتا ضرور ہے اور بتا نہیں رہا ہے لیکن میرا خیال یہ بھی ہے کہ اس سے جھگڑنا ٹھیک نہیں ہے۔ ہمارا سفر تجسس سے پر ہے اور ایک پراسرار زولو کسی طرح بھی ہمیں تنگ نہیں کر سکتا۔

دوسرے روز ہم نے سفر کے آغاز کے انتظامات مکمل کئے۔ یقیناً ہاتھی کے شکار والی بھاری رائفلیں لے کر صحرا عبور کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ ہم نے مقامی خداموں کو چھوڑ دیا اور یہ انتظام

کیا کہ ہمارے واپس آنے تک سامان اور ان لوگوں کی نگرانی ایک مقامی شخص کرے جو کرال (KRAAL) تھا۔

تمام فالتو چیزوں سے گلوخلاصی حاصل کرنے کے بعد ہم نے اپنے سامان کی کٹ بنائی ہم اب پانچ لوگ رہ گئے تھے۔ سر ہنری، گڈ، میں، امبوپا، ہاٹنٹاپ جو اس دشوار گزار سفر میں ساتھ تھے۔ یہ ایک چھوٹا گروپ تھا جو بیس سیر فی کس سے زیادہ سامان نہیں اٹھا سکتا تھا۔ سامان کے کٹ میں مندرجہ ذیل چیزیں تھیں۔

☆ پانچ رائفلیں جس کے ساتھ چار سو راؤنڈ امیونیشن تھا۔
☆ تین ریوالور اور ساٹھ راؤنڈ کارتوس۔
☆ پانی کی پانچ بوتلیں ہر بوتل میں چار پنٹ پانی۔
☆ پانچ عدد کمبل۔
☆ 25 پونڈ خشک گوشت۔
☆ دس پونڈ موتیوں کے ہار برائے تحفہ۔
☆ کچھ دوائیں جس میں کونین بھی شامل تھی اور ایک یا دو آلۂ جراحت۔
☆ ہمارے چاقو، چند اشیاء دیگر جیسے کمپاس، ماچس، ایک پاکٹ فلٹر، تمباکو، برانڈی کی بوتل، کپڑے اور ایک کھرپی۔

بس یہی ہمارا پورا سامان تھا۔ ایسی مہم کے لئے یقیناً یہ انتہائی ناکافی اور مختصر سا سامان تھا لیکن ہمیں خوف تھا کہ اس سے زیادہ ہم نہیں اٹھا پائیں گے ہم نے تو صرف اور صرف انتہائی ضروری اشیاء ہی انتخاب کی تھیں۔

کافی مشکلات کے بعد اور بہت سارے وعدوں پر کہ ہر شخص کو ایک شکاری چاقو دیا جائے گا ہم تین مقامی لوگوں کو تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے جو یہاں قریب ہی ایک گاؤں کے باسی تھے کہ وہ ہمارے ساتھ پہلی منزل تک چلیں جو تقریباً بیس میل پر ہوگی۔ یہ لوگ ایک بڑا پانی کا گیلن اٹھائیں گے۔ میری پلاننگ یہ تھی کہ ہم ہر رات پانی کی بوتل بھریں گے اور ارادہ یہ تھا کہ رات میں جب موسم کی شدت کم ہوتی ہے اس وقت سفر کا آغاز کریں گے۔

دوسرے دن ہم مکمل طور پر لیٹ کر سوتے رہے سارا دن اور جب سورج غروب ہو گیا تو ہم نے کھانا کھایا۔ یہ ہمارا آخری کھانا تھا۔ گڈ نے دردمندی سے اظہار خیال کیا۔ اب ہمیں پورے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

دن صرف پانی کی قلیل مقدار پر گزارہ کرنا پڑے گا۔ ساری تیاری مکمل کرنے کے بعد ہم پھر لیٹ کر چاند کے نکلنے کا انتظار کرنے لگے۔ بالآخر 9 بجے کے قریب وہ اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ نمودار ہوا اور اپنی روشنی سے پورے صحرا کو منور کر دیا۔ اس نے اپنی چاندی جیسی چمک سے پورے صحرا پر چاندی بکھیر دی۔

ہم اٹھ بیٹھے۔ ابھی چند منٹ پہلے تیار تھے لیکن اب ایک ذرا سے تذبذب نے پاؤں پکڑ لیے۔ انسانوں کی فطرت میں یہ بات پنہاں ہوتی ہے کہ وہ کسی خوفناک مرحلے میں تذبذب کا شکار ضرور ہوتے ہیں۔ ہم تینوں سفید فام کھڑے ہو گئے۔ امبوپا جس کے ہاتھ میں نیزہ اور کاندھے پر رائفل تھی اور جو ہم سے تھوڑے فاصلے پر کھڑا تھا اس نے سامنے عظیم صحرا پر ایک گہری نگاہ ڈالی۔ جبکہ کرایہ پر حاصل کیے گئے مقامی خدام پانی کا کین لیے اور ونٹ ووگل کے ساتھ پیچھے کچھ فاصلہ پر کھڑے تھے۔

جنٹلمین! سرہنری نے کہنا شروع کیا۔ ہم ایک ایسے مہماتی سفر پر جا رہے ہیں جس پر کم لوگ ہی جاتے ہیں۔ اس کی آواز میں گہرائی اور ٹھہراؤ تھا۔ ہمیں انتہائی خدشات ہیں کہ دیکھو ہم کامیاب ہوتے بھی ہیں یا نہیں لیکن ہم تین آدمی ساتھ ساتھ ہوں گے چاہے اس سفر میں راحت ملے یا پھر رنج۔

اب اس سے پہلے کہ ہم سفر کا آغاز کریں ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے رب سے دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں وہ طاقت وقوت دے جو ہماری کامیابیوں میں مددگار ہو یقیناً اسے ہمارے ارادوں کا علم ہے اسے معلوم ہے کہ ہماری منزل کیا ہے۔ ہماری دعا اس کی خوشی کا سبب بنے گی ہمارا ہر قدم اس کی مرضی ومنشا کے مطابق اٹھنا چاہیے۔

سرہنری نے اپنا ہیٹ اتارا اور اس کے ہاتھ اس کے منہ کو ڈھانپے رہے۔ گڈ اور میں نے بھی ویسا ہی کیا۔

میں یہ تو نہیں کہتا کہ میں دعا کرنے میں یکتائے روزگار ہوں لیکن کچھ شکاری یقیناً ہوتے ہیں اور جہاں تک سرہنری کا تعلق ہے تو میں نے اسے اس پہلے اس طرح گفتگو کرتے نہیں سنا تھا۔ حالانکہ مجھے یقین کامل ہے کہ وہ اپنے دل کی گہرائیوں سے ایک مذہبی شخص ہے۔ گڈ بھی انتہائی نیک اور مذہبی ہے۔

بہر حال مجھے یاد نہیں پڑتا کہ سوائے ایک نہیں دو مواقع پر کہ کبھی اتنی اچھی دعا کی ہو جو کہ ہم

نے اس لمحے میں کی تھی اور اس کے بعد ہمیں اطمینان قلب کی لذت نے شادکام کر دیا تھا۔ گو ہمارا مستقبل قطعی نامعلوم تھا اور میرا خیال ہے کہ اگر مستقبل نامعلوم اور تکلیف دہ ہو تو آدمی اپنے پیدا کرنے والے کے قریب تر ہو جاتا ہے۔

اچھا اب شروع کرو۔ سرہنری نے کہا۔

چنانچہ ہم نے اپنے مہماتی سفر کا آغاز کر دیا۔

ہمارے پاس راہنمائی کے لئے کچھ بھی نہیں تھا سوائے سلوسٹرا کے بنائے ہوئے چارٹ کے جو اس نے مرتے وقت اپنے خون سے ایک کپڑے کے ٹکڑے پر بنایا تھا وہ بھی آج سے تین سو سال قبل۔ یہ چارٹ بہت زیادہ تسلی بخش نہیں تھا۔ پھر بھی ہماری امیدیں یہ تھیں کہ ہم کامیاب ہوں اور جو کچھ بھی چارٹ میں ہے وہ سب صحیح ہو۔

ہم سب لوگ ایک گھنٹہ تک خاموشی سے چلتے رہے پھر ایک جگہ رک کر پانی پیا لیکن زیادہ نہیں بہت تھوڑا سا اس لیے کہ پانی اس سفر میں انتہائی قیمتی شے تھی۔ پانی پیکر تقریباً آدھے گھنٹے آرام کیا اور دوبارہ سفر شروع کر دیا۔

مزید ایک گھنٹہ کے سفر کے بعد ہم نے ایک چھوٹی چٹان دیکھی جو رہ گزار میں ظاہر ہوئی ہم لوگوں نے اپنا رخ اسی طرف کر لیا۔ قسمت سے ہمیں یہاں بلندی پر ایک صلیب سی نظر آئی جو دراصل ایک چٹان تھی اور اسے صحرا کی رات نے مسطح کر دیا تھا۔ جو کہ سورج کی تمازت سے بچنے کا ایک بہت ہی اچھا ذریعہ ہو سکتا تھا۔ اس کے دامن میں ہم بیٹھ گئے پھر تھوڑا سا گوشت کھایا اور پانی پیا پھر وہیں لیٹ کر سو گئے۔ بے خبر سوئے۔

اس وقت سہ پہر ہے گھڑی نے تین بجائے ہیں جب کہ ہم بیدار ہوئے۔ ہم نے دیکھا خدامین اپنی واپسی کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ انہوں نے صحرا کافی دیکھ لیا تھا اور اب انہیں چاقو کی لالچ مزید آگے بڑھنے پر آمدہ نہ کر سکی۔ چنانچہ ہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا اور پھر جو وہ اٹھائے ہوئے تھے اس میں سے بوتلوں میں بھرا تاکہ وہ کین خالی ہو جائے۔ پھر ہم نے انہیں واپس جاتے ہوئے دیکھا جو بیس میل کا سفر واپسی کریں گے۔

ساڑھے چار بجے ہم نے دوبارہ اپنا سفر شروع کر دیا۔ یہ کام سخت اکیلے پن اور تنہائی کا احساس لیے ہوئے تھا۔ راستے میں سوائے شتر مرغ کے اور کوئی ایسی چیز نظر نہیں آئی جسے زندہ کہا جا سکے۔ سارا صحرائی علاقہ بے آب وگیاہ اور زندگی سے خالی تھا۔ مزید برآں یہ علاقہ شکار سے بھی

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

خالی تھا۔ سوائے اس کے کہ ایک یا دو کوبرا سانپ نظر آئے جسے دیکھ کر موت سامنے نظر آ جاتی۔ ایک کیڑا ہمیں بے شک اکثر نظر آیا وہ عام گھریلو مکھیاں تھیں۔ گھریلو مکھیاں ایک انتہائی اہم کیڑہ ہے۔ آپ جہاں بھی جائیں انہیں پائیں گے اس لیے یہ ہر جگہ نظر آتے رہے۔ میں نے اسے ہمیشہ ہر جگہ دیکھا ہے یہ لاکھوں سال پہلے بھی تھی اور آج بھی ہے اور شاید جب دنیا کا آخری آدمی مر رہا ہوگا تو بھی یہ اس کے اوپر بھنبھنا رہی ہوگی اور اگر یہ موقع گرمیوں کا ہوا تو یقیناً وہ اس کے ناک پر بیٹھی ہوئی ہوگی۔

جب سورج غروب ہوا تو ہم رک گئے اور چاند کے طلوع ہونے کا انتظار کرنے لگے بالآخروہ طلوع ہو گیا خوبصورت اور پرسکون جیسا ہمیشہ رہتا ہے۔ ہمارا سفر جاری رہا اس وقت تک جب تک کہ دو نہ بج گئے پھر ہم نے تھوڑی دیر کے لئے قیام کیا اس کے بعد دوبارہ چلتے رہے صبح تک جبکہ سورج طلوع ہو گیا۔ ہم نے تھوڑا سا پانی پیا اور پھر وہیں ریت پر لیٹ گئے تھکاوٹ اپنی انتہا کو تھی اس لیے جلد ہی ہم سب نیند کی آغوش میں پہنچ گئے۔ اب دیکھ بھال کرنے کا کوئی خطرہ نہیں تھا۔ ہمارا یہاں اگر کوئی دشمن تھا تو وہ گرمی تھی، پیاس تھی اور مکھیاں تھیں۔ اس دفعہ ہماری خوش قسمتی نے یاوری نہیں کی جو ہم کو کسی چٹان کا سایہ مل جاتا تا کہ ہم دھوپ کی تابش سے خود کو محفوظ رکھ سکتے۔

اس بدقسمتی کے نتیجہ میں ہم صبح سات بجے اٹھ بیٹھے اور حقیقتاً تنور جیسی گرمی کی شدت کو برداشت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ سورج کی شدید گرمی سے لگتا تھا کہ وہ ہمارے جسم کا تمام خون خشک کر رہا ہے۔ ہم بیٹھ کر کراہ رہے تھے۔

میرے منہ سے نکلا۔ اف خدا! جب میں نے اپنے سر پر اڑتی مکھیوں بلکہ خوشیاں مناتی مکھیوں کو پکڑنے کی کوشش کی۔ یہ سورج کی گرمی انکا کچھ نہیں بگاڑ رہی تھی۔

سر ہنری نے بھی وہی الفاظ کہے جو میں نے کہے تھے۔

گڈ کے منہ سے نکلا کہ یہ تو شیطانی گرمی ہے۔

حقیقتاً یہ گرمی کی انتہا تھی اور وہاں کوئی ایسی چیز بھی نہیں تھی جہاں پناہ لی جاسکے۔ دیکھو ہم جہاں ہیں وہاں کوئی چٹان یا درخت نہیں ہے لیکن سورج کی نہ ختم ہونے والی چمک اور چندھیا دینے والی گرم ہوا جو صحرا کے اوپر رقص کر رہی تھی اسی طرح جیسے کسی اسٹوو پر کرتی ہے۔

”ہمیں کیا کرنا چاہیے؟“ سر ہنری نے سوال کیا۔ ہم زیادہ دیر تک اس کے آگے نہیں ٹھہر سکتے۔

ہم نے ایک دوسرے کو خالی خالی نظروں سے دیکھا۔

ہم یہ کر سکتے ہیں کہ ایک گڑھا کھودیں اور اس میں بیٹھ کر چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں سے خود محفوظ کر لیں۔ یہ گڈ کی رائے تھی۔

یہ کوئی بہت بہتر مشورہ تو نہیں تھا لیکن کچھ نہ ہونے سے کچھ ہونے کو بہتر سمجھتے ہوئے ہم نے عملی قدم اٹھایا اور ریت میں دس فٹ چوڑا اور بارہ فٹ لمبا اور تقریباً دو فٹ گہرا گڑھا کھودا جس میں ہمیں ایک گھنٹہ لگ گیا۔ اس کے بعد ہم نے چھوٹی چھوٹی جھاڑیوں اور پودوں کو اپنے چاقو سے کاٹ کر اکٹھا کیا پھر گڑھے میں لیٹ کر اسے اپنے اوپر پھیلا دیا۔ سوائے ونٹ ووگل کے جو ایک ہاٹنکاٹ تھا جسے یہ گرمی کچھ زیادہ تکلیف نہیں دے رہی تھی۔ اس سے ہمیں سورج کی تیز کرنوں سے تھوڑی سی بچت ہو گئی لیکن اس کے بعد ہمیں نہیں معلوم کہ ہم لوگوں نے دن کس طرح گزارا۔ ہم سب لیٹے ہوئے ہانپ رہے تھے اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد اپنے لبوں کو پانی سے گیلا کر لیا کرتے تھے۔

اگر ہم اپنی خواہشات پر عمل کرتے تو پھر بہت جلد تمام پانی خرچ کر دیتے جو یقیناً ہماری موت پر منتج ہوتا جو انتہائی تکلیف دہ موت ہوتی لیکن چونکہ ہر چیز کو فنا ہے اس لیے یہ ہولناک دن بھی ختم ہو گیا۔ تقریباً تین بجے ہم نے فیصلہ کیا کہ اس طرح نہیں چلے گا بلکہ اس سے بہتر تو یہ ہے کہ ہم چلتے ہوئے مریں بجائے اس کے کہ یہاں لیٹے لیٹے دم توڑ دیں اس گڑھے میں گرمی اور پیاس کسی وقت بھی ہماری جان لے سکتی تھی۔

چنانچہ ہم سب نے تیزی سے ختم ہوتے ہوئے پانی سے اپنے اپنے حلق تر کیے جو سورج کی گرمی کی وجہ سے اتنا گرم ہو گیا تھا جتنا کہ ہماری رگوں کا خون اس کے بعد ہم آگے بڑھنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

سہ پہر میں ہم لوگ تقریباً ایک یا ڈیڑھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے خراماں خراماں آگے بڑھتے گئے۔ جب سورج غروب ہوا تو ہم نے اپنے چھوٹے سے قافلے کو رک جانے کا اشارہ کیا تا کہ تھوڑی دیر آرام کیا جاسکے۔ اب ہمیں چاند کے نکلنے کا انتظار تھا۔ تھوڑا تھوڑا پانی پینے کے بعد ہم نے کچھ دیر سونے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ لیٹے اور سو گئے۔

ہاں ہمارے لیٹنے سے پہلے امبوپا نے بتایا کہ یہاں سے تقریباً آٹھ میل آگے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے۔ اتنے فاصلے سے وہ پہاڑی نہیں لگ رہی تھی پھر یہ کہ میں چونکہ سونے پر کمر بستہ تھا اس

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لیے میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرنا چاہیے۔ جیسے ہی چاند نمودار ہوا ہم لوگ چلنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے ہم ختم ہو چکے ہیں اور پیاس اور شدید گرمی کے مارے ہوئے ہیں۔ کوئی شخص جو اس مرحلے سے نہ گزرا ہو وہ نہیں سمجھ سکتا کہ ہم پر کیا بیت رہی تھی۔ ہم زیادہ دور نہیں چل پا رہے تھے۔ ہم ڈگمگا رہے تھے اور بار بار گر رہے تھے ہر گھنٹہ بعد رکنے کی کال دے رہے تھے۔ اب ہم میں اتنی قوت بھی نہیں رہی تھی کہ باتیں ہی کر سکتے۔ گڈ یقیناً باتیں بھی کر رہا تھا اور ہنسی مذاق بھی کر رہا تھا۔ وہ ایک ہنس مکھ شخص تھا لیکن اب تو اس میں بھی دم نہیں رہا تھا۔

بالآخر تقریباً دو بجے کے قریب جب ہمارا جسم اور دماغ دونوں کسی قابل نہ رہے تھے تو ہم لوگ پہاڑی کے دامن میں قدم رکھ رہے تھے۔ یہ پہاڑی نہیں بلکہ پہاڑی سے ملتا جلتا ایک ٹیلا تھا جو تقریباً سو فٹ اونچا اور قریب قریب ایک ایکڑ زمین کے اوپر واقع تھا۔

یہاں ہم رک گئے اور اپنی پیاس بجھائی کس طرح......؟ اس طرح کہ باقی ماندہ پانی کے قطروں سے صرف اپنے ہونٹ کو تر کر سکے۔ ہم نے جہاں ایک گیلن پانی پینا تھا وہاں ایک پنٹ پیا۔

اب ہم لوگ لیٹ گئے۔ مجھ پر نیند کا غلبہ تھا اور میں بے خبر ہونے ہی والا تھا کہ امبوپا کی آواز سنی جو زولو زبان میں تھی۔

اگر ہمیں پانی نہیں ملا تو ہم لوگ صبح سورج نکلنے سے پہلے ہی موت کی آغوش میں پہنچ جائیں گے۔ گرمی کی شدت نے اتنا خوف زدہ کر دیا تھا کہ میں کانپ گیا۔ یہ موت آرام دہ نہ تھی پھر اس کے ذکر سے کون سو سکتا تھا۔

......☆☆......

پانی! پانی!

دو گھنٹے بعد تقریباً چار بجے صبح میں بیدار ہو گیا۔ اتنی جلدی پہلی ضرورت جو جسم کی تھکاوٹ اتارنے کے بعد ہوئی وہ پیاس تھی جس کے باعث میں بے حال ہو چکا تھا۔ میں مزید سو نہیں سکتا تھا جب بھی سویا تو خواب میں دیکھا کہ میں بہتے ہوئے پانی میں غسل کر رہا ہوں جس کے کناروں پر سبزہ ہی سبزہ ہے جہاں بڑے بڑے درخت ہیں اور جب آنکھ کھلتی تو اس صحرائی ظلمتوں میں۔ امبوپا کی کہی ہوئی بات کو یاد کریں اس نے کہا تھا اگر ہمیں اس وقت پانی نہ ملا تو ہم صبح سورج نکلنے سے پہلے ہی اذیت ناک موت کا شکار ہو جائیں گے۔ کوئی بھی ذی حیات اس گرمی میں بغیر پانی کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں بیٹھ گیا اور اپنے بدنصیب چہرے کو اپنے خشک ہاتھوں سے ملنے لگا۔ اس لیے کہ میری آنکھوں کے پپوٹے اور ہونٹ دونوں بے جان اور بے حرکت ہو گئے تھے اور یہ صرف ایک کوشش تھی تاکہ وہ کھل سکیں۔

جب ہم سب لوگ بیدار ہو چکے تو ہم نے حالات پر غور کیا جو کہ انتہائی سنگین تھے۔ پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں بچا تھا۔ ہم نے بوتلوں کو الٹا اور اوپر سے ٹھونکا تاکہ ایک آدھ قطرہ نکل سکے، لیکن بے سود۔ وہ ہڈی جیسی خشک تھیں۔ گڈ جس کے پاس برانڈی کی بوتل تھی اس نے وہ نکالی اور اس کی جانب للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھا۔ لیکن سر ہنری نے جلدی سے بوتل کو اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔ اس لیے کہ خالص اسپرٹ تو خاتمہ کو اور جلدی بلا لیتی۔

اس نے کہا کہ اگر ہمیں فوراً پانی نہ ملا تو ہم مر جائیں گے۔

میں نے کہا کہ اگر ہم پرانے نقشے پر اعتبار کریں تو یہاں قرب و جوار میں کچھ ہونا چاہیے، لیکن میرے ریمارکس پر کسی کو کوئی تسلی نہیں ہوئی۔ اس کا مطلب تھا کہ نقشہ پر کسی کو اعتبار نہیں ہے۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اب آہستہ آہستہ صبح ہو رہی تھی اور روشنی بڑھتی جاتی تھی۔ اور ہم سب بیٹھے خالی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ ہانتخاٹ ونٹ ووگل اٹھا اور آگے بڑھا اس کی نظریں نیچے زمین پر تھیں۔ پھر وہ رک گیا اور استعجابی انداز سے زمین کو دیکھتا ہوا اس کی طرف اشارہ کیا۔

یہ کیا ہے؟ گڈ نے حیرت سے پوچھا۔ اور ساتھ ہی اٹھتے ہوئے ہم ونٹ ووگل کے قریب پہنچے اور صحرائی ریت کو دیکھنے لگے۔

میں نے کہا۔ ہاں یہ تو ہرن کے قدموں کے تازہ نشان ہیں۔ تو اس سے کیا؟

ہانتخاٹ نے جواب دیا کہ افریقی ہرن پانی سے زیادہ دور نہیں جاتے۔

نہیں میں نے جواب دیا۔ میں بھول گیا تھا۔ اللہ تیرا شکر ہے۔

اس دریافت نے ہم میں زندگی کی نئی لہر دوڑا دی۔

واہ۔ بہت خوب۔ جب آدمی مایوسی کی حالت میں ہو اسے کوئی معمولی سی بھی امید نظر آ جائے تو وہ کس قدر خوشی محسوس کرتا ہے۔ جب رات سخت اندھیری ہو تو اس وقت آسمان پر ایک ستارہ بھی بہت ہوتا ہے۔

اس وقت ونٹ ووگل نے اپنی ناک اوپر کرتے ہوئے کچھ سونگھنے کی کوشش کی اور یکا یک بولا کہ مجھے پانی کی خوشبو آ رہی ہے۔

یہ سن کر ہمیں بڑی خوشی ہوئی۔ یہ جنگلی لوگ کیسی کیسی حسیات کے مالک ہوتے ہیں۔

عین اس وقت سورج اپنی چمک دمک کے ساتھ اوپر آیا۔ اور ایسا لگا کہ یہ بہت بڑا ہے۔ جسے دیکھ کر ہماری آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں خوشی اور مسرت سے ہم اپنی پیاس بھول گئے۔

ہم جہاں کھڑے تھے وہاں سے چالیس یا پچاس میل کے فاصلے پر صبح کے سورج کی کرنوں میں ہمیں شیبا پہاڑ نظر آنے لگا اور اس پر سیکڑوں میل چاروں طرف کوہ سلیمان کے برف پوش حصے ہماری نظروں کے سامنے تھے۔ اور اب یہاں بیٹھے ہوئے اس منظر کی خوبصورتی یا حسن کا نظارہ ہمیں ایسا لگا کہ جس کے بیان کے لیے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ ہماری نگاہوں کے سامنے دو عظیم الشان پہاڑ کھڑے تھے، جس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں ملے گی۔ اگر ان کی پیائش کی جائے تو یہ یقیناً اونچائی میں کم از کم پندرہ ہزار فٹ بلند ہونگے۔ ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دس بارہ میل کا فاصلہ ہوگا، جسے بڑی بڑی چٹانوں نے ایک دوسرے سے جوڑ رکھا تھا اور چوٹیوں کا حال یہ تھا کہ وہ سفید تھیں اور آسمان سے باتیں کر رہی تھیں۔ ان پہاڑوں کی اٹھان یکدم میدانی علاقے

سے شروع ہوئی تھی۔ جسے دور سے دیکھیں تو ایسا لگتا تھا کہ وہ گول اور ہموار ہیں اور اس پر چھوٹی چھوٹی چٹانیں ہیں جو برف سے ڈھکی ہوئی ہیں۔

شیبا پہاڑ یکا یک بادلوں کے مرغولوں میں کہیں غائب ہو گیا اب ہماری پیاس جاگ اٹھی اور یہی ایک بڑا سوال بن گئی۔

ونٹ ووگل کے لیے یہ سب ٹھیک ٹھاک تھا کہ وہ تو کہیں قریب ہی پانی سونگھ رہا تھا۔ لیکن ہمیں تو اس کے آثار کہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔ جہاں تک ہماری نگاہیں کام کر رہی تھیں بس وہ تو بنجر زمین یا پھر اڑتی ہوئی ریت تھی۔ ہم نے پہاڑی ٹیلے کے چاروں طرف چل پھر کر دیکھا، لیکن ہر چہار طرف ایک ہی کہانی تھی۔ کہیں بھی ایک قطرہ پانی کا نہیں تھا۔ کہیں کوئی ایسے آثار بھی نہیں تھے کہ پتہ چلے کہ یہاں کہیں قریب کوئی چھوٹا موٹا ذخیرۂ آب موجود ہے۔

میں غصہ سے بے قابو ہو گیا اور کہا۔ ”تم پاگل ہو ونٹ ووگل یہاں کہیں پانی نہیں ہے۔“ لیکن اب بھی وہ اپنی غلیظ ناک کو اوپر کر کے سونگھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”میں اسے سونگھ رہا ہوں باس۔“ اس نے جواب دیا۔ وہ یہیں کہیں ہوا میں موجود ہے۔

”ہاں۔“ میں نے کہا۔ بے شک پانی ہے، لیکن بادلوں میں ہے جو دو مہینے بعد برس کر ہماری ہڈیوں کو صاف کر دیگا۔

سرہنری نے اپنی پیلی ڈاڑھی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ ”شاید پہاڑی کے اوپر ہو۔“

کبھی کسی نے پہاڑی کے اوپر پانی دیکھا یا سنا ہے۔ گڈ نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

چلو ہم چل کر دیکھتے ہیں۔ میں نے تجویز پیش کی۔ اور انتہائی ناامیدی کے ساتھ لڑکھڑاتا ہوا ریتیلے ٹیلے پر پہنچنے کی کوشش کرنے لگا۔ امبوپا ہماری رہنمائی کر رہا تھا۔ وہ چلتے چلتے رک گیا، جیسے اس نے کوئی چیز دیکھ لی ہو۔

وہ یکدم چیخ پڑا۔ ”یہ رہا پانی۔“

ہم سب دوڑ کر اس کے قریب پہنچے۔ یقیناً ٹیلے کے اوپر گہرائی میں سچ مچ پانی تھا۔

عجیب حیرت انگیز بات ہے کہ پانی یہاں کیسے پہنچ گیا۔ اس پریشانی میں بھی میں یہ سوال کرنے سے خود کو نہ روک سکا۔ اور یہ کہ ہم اس کی کالک اور دیکھنے میں بدصورتی سے ذرا بھی نہیں ہچکچائے۔ یہ پانی تھا یا پھر پانی کا ایک اچھا نعم البدل۔ اور بس یہی ہمارے لیے کافی تھا۔ ہم بے اختیار ہو کر بے تحاشا اس کی جانب دوڑے اور پھر پیٹ کے بل لیٹ گئے۔ اللہ جانے ہم نے کس طرح پیا۔ پانی پیتے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہی ہم نے اپنے لباس پھاڑ کر اتار دیئے اور پانی میں بیٹھ گئے تاکہ اپنی سوکھی ہوئی جلد میں نمی جذب کرسکیں۔ تم میرے بیٹے ہیری! جو گرم یا ٹھنڈے پانی کا نلکا کھول کر گرم یا سرد پانی کو دیکھتے ہو، وہ اس عیاشی کا تصور نہیں کرسکتے۔ جو ہم اس وقت گندے غلیظ پانی سے حاصل کر رہے تھے۔

تھوڑی دیر بعد ہم لوگ اس پانی سے باہر آ گئے۔ اب یقیناً تازہ دم ہو چکے تھے اور پھر کھانے پر ٹوٹ پڑے۔ پورے چوبیس گھنٹوں بعد ہم نے کھانے کی چیز کو ہاتھ لگایا تھا اور خوب کھایا۔ پھر ہم نے پائپ پیا۔ اس کے بعد اس پانی کے جوہڑ کے کنارے جو یقیناً نعمت غیر مترقبہ تھا۔ ہم لیٹ گئے۔ ایک طرف سے ٹیلے کی اونچائی نے سایہ پیدا کر دیا تھا۔ نیند کی دیوی ہم پر مہربان ہوئی جس نے ہمیں دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا۔ ہم دوپہر تک سوتے رہے۔

پورے دن ہم نے وہیں پانی کے کنارے آرام کیا اور اپنی قسمتوں کے شکر گزار رہے، جس کے باعث ہم نے اسے تلاش کر لیا تھا، چاہے کتنا ہی خراب کیوں نہ ہو۔ ہم نے سلویسٹرا کا شکریہ ادا کرنا بھی فراموش نہیں کیا تھ، جس نے نقشے کی مدد سے جو اس نے ایک کپڑے پر بنایا تھا ہماری راہنمائی کی تھی۔

ہم نے پانی سے اپنا پیٹ اور بوتلیں مکمل طور پر بھر لیں، جتنا کہ بھر سکتے تھے۔ اور پہلے سے بہتر جذبے کے ساتھ اپنے سفر کا آغاز کر دیا۔ جب کہ چاند اپنی تابانیوں کے ساتھ جلوہ افروز تھا، اس رات ہم نے تقریباً 25 میل کا فاصلہ طے کیا، لیکن راستہ میں کہیں پانی کا نام و نشان بھی نہیں ملا۔ بہر حال دوسرے دن ہماری خوش نصیبی سے ایک چھوٹی سایہ دار جگہ ایک ٹیلے کے پیچھے مل گئی۔ جب شام ہوئی تو ہم نے پھر چلنا شروع کر دیا اور صبح تک شیبا پہاڑ کے دامن میں پہنچ گئے۔ جس کے لیے ہمیں بڑی جدوجہد کرنی پڑی۔ اس وقت تک ہمارا پانی پھر ختم ہو چکا تھا اور ہم سب شدید پیاس سے بے حال ہو رہے تھے اور ہمیں ایسا نظر آ رہا تھا کہ جب تک ہم برف پوش حصے تک نہیں پہنچیں گے ہمیں یہ میسر نہیں ہوگا۔ گھنٹہ دو گھنٹ تک آرام کرنے کے بعد ہماری پیاس نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم چلتے ہوئے پہاڑی حصہ کو تکلیف کے ساتھ طے کریں یہ پہاڑی حصہ مکمل طور پر لاوہ زدہ تھا، جو شاید ماضی بعید میں کبھی آتش فشانی کا شکار رہا ہو۔

گیارہ بجے تک ہم مکمل طور پر خرچ ہو چکے تھے اور جو سچ پوچھیں تو انتہائی خراب صورتحال تھی۔ لاوا کے ٹکڑوں سے بھرا حصہ جس پر ہمیں چلنا تھا کسی قدر ہموار تھا اگر آپ بعض دوسرے ایسے مقام سے اس کا موازنہ کریں تو جیسا کہ مثال کے طور اسنشن جزیرہ جہاں یہی لاوا انتہائی تکلیف دہ تھا

جس پر قدم رکھنا محال ہوا کرتا ہے، لیکن ہماری دوسری تکلیفوں کی شدت کے ساتھ کوہ سلیمان کا لاوا ہمیں ختم کر رہا تھا۔ اس لیے ہم ایک چٹان کے نیچے بیٹھ کر تکلیف کی شدت سے کراہنے لگے اور مجھے ایک بار تو یہاں تک خیال آیا کاش ہم نے اس سفر کا ارادہ نہ کیا ہوتا۔ ہم وہاں بیٹھے ہوئے تھے کہ جہاں سے ہماری نظر امبوپا پر پڑی جو ایک جانب بڑھ رہا تھا اور اس وقت تو ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی جب ہم نے دیکھا کہ وہ سنجیدہ شخص پاگلوں کی طرح اچھل کود کر رہا ہے اور اپنے ہاتھوں میں کوئی چیز لئے لہرا رہا ہے اور وہ چیز ہری ہری ہے۔ ہم سب تیزی سے اس کی طرف بڑھے اتنی تیزی سے کہ جتنی ممکن ہو سکتی تھی، ہم پر امید تھے کہ شاید اس نے کہیں پانی دیکھ لیا ہے۔

کیا بات ہے امبوپا۔ پاگل کے بچے؟ میں زولو زبان میں چیخا۔

یہ کھانا اور پانی ہے، میک موزہم۔ اور پھر اس نے وہ گرین شے ہلائی۔

پھر میں نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا اس کے ہاتھوں میں تربوز ہے۔ اس حصے میں تربوزوں کی بہتات تھی جس میں رس بھرا ہوا تھا۔

تربوز! میں گڈ کو دیکھ کر چیخا جو میرے برابر میں کھڑا تھا اور دوسرے ہی منٹ میں اس کے نقلی دانت ایک دوسرے میں پیوست ہو گئے۔

میرا خیال ہے کہ ہر ایک نے چھ چھ تربوز کھایا اور یہ غریب پھل میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ لذیذ شے اور کوئی نہیں ہے۔

لیکن تربوز بہرحال غذا نہیں ہوتی۔ جب ہم نے اپنی پیاس بجھالی تو تھوڑی ہی دیر بعد ہمیں بھوک لگنے لگی۔ ہمارے پاس خشک گوشت اب تک موجود تھا لیکن ہمارا معدہ گوشت کو برداشت کرنے کا اہل نہیں رہا تھا پھر یہ بھی کہ ہمیں اسے جانے کب تک چلانا تھا شاید اس وقت تک جب تک کہ ہمیں کوئی اور کھانے والی چیز نہ مل جائے۔ عین اس وقت قسمت نے ایک بار پھر یاوری کی۔ ہماری نگاہیں قریب ہی اڑتی ہوئی چڑیوں پر پڑیں۔ پرندوں کا یہ غول اڑتا ہوا ہماری جانب ہی آ رہا تھا۔

فائر کرو۔ ... ماسٹر فائر کرو...... ہانٹناٹ نے سرگوشی کی اور پیٹ کے بل لیٹ گیا اسی طرح ہم سب لیٹ گئے۔

ہم نے دیکھا کہ چڑیوں کا یہ غول ہمارے سروں سے پچاس گز کے فاصلے پر ہے میں نے ایک رائفل اٹھائی اور اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ وہ کچھ اور قریب آ جائے۔ پھر جلدی کھڑا ہو گیا۔ پرندوں نے جب ہمیں دیکھا تو اوپر ہونے لگے۔ میں نے جلدی جلدی دو فائر کر دیئے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہماری قسمت تھی کہ ایک پرندہ نیچے آ رہا جس کا وزن تقریباً 20 پونڈ تھا۔ آدھے گھنٹے کے اندر ہی اندر ہم نے آگ دہکائی اور اس پر پرندے کے گوشت کو بھونا۔ اس طرح ہمارے کھانے کا انتظام ہوا جس کی لذت ہم نے ایک ہفتہ بعد چکھی تھی۔

جب رات ہوئی اور چاند نکلا تو ہم سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس بار زادِ راہ کے طور پر ہمارے پاس تربوز تھے اتنے تربوز جتنے ہم اٹھا سکتے تھے۔ ہم جب اوپر چڑھے تو ہمیں محسوس ہوا کہ ہوا ٹھنڈی ہوتی جا رہی ہے ٹھنڈی اور ٹھنڈی۔ اس چیز سے ہمیں سکون نصیب ہوا جبکہ گرمی نے ہمیں تقریباً مار ہی دیا تھا۔ اور صبح جیسا کہ ہم نے اندازہ لگایا کہ ہم ریتلی علاقہ سے تقریباً بارہ میل دور ہیں۔ یہاں اور زیادہ تربوز نظر آئے اور ہمیں اب پانی کی اتنی حاجت محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ ہمیں معلوم تھا کہ جلد ہی ہم برف کے سمندر کے قریب ہوں گے لیکن اب چڑھنا مشکل ہوتا جا رہا تھا ہم آہستگی کے ساتھ آگے بڑھ رہے تھے حد سے حد رفتار ایک میل فی گھنٹہ ہو گی۔

اس رات ہم نے خشک گوشت کا آخری لقمہ کھایا۔ ابھی تک ہم نے شتر مرغ کے علاوہ زندگی کی کوئی علامت وہاں نہیں دیکھی تھی اور نہ ہی ہمیں کہیں پانی کا کوئی جوہڑ، ندی، نالہ یا دریا نظر آیا جو عجیب بات تھی اس لیے کہ برف تو کسی وقت ضرور پگھلتی ہو گی اوپر پہاڑوں پر برف ہی برف تھی لیکن بعد میں پتا چلا کہ کسی وجہ سے جسے میں بیان نہیں کر سکتا پہاڑوں کی برف پگھل کر ساری کی ساری شمال کی جانب آبشاروں، نالوں کی شکل میں بہہ رہی تھی۔

اب ہم لوگ کھانے کے سلسلے میں بیتاب ہو رہے تھے ہم پیاس کے سبب مرنے سے بچ کر نکل آئے تھے لیکن بھوک سے بچ کر نکلنے کی کوئی سبیل نظر نہیں آ رہی تھی۔ تین خوفناک دنوں کی روداد کو سمجھنے کے لیے میری ڈائری کے کچھ نسخے دیکھیے تو آپ کو صورت حالات سے آگاہی ہو جائیگی۔

21 مئی صبح گیارہ بجے سے اتنی سردی تھی کہ ہم صرف دن میں ہی سفر کر سکے ہمارے ساتھ تربوز بھی رہے۔ پورے دن سخت کوشش کے باوجود مزید تربوز نہ مل سکے اب ہم شاید تربوز کے علاقے سے آگے آ چکے تھے۔ کوئی شکار نظر نہیں آیا۔ شام کو سورج غروب ہونے کے بعد ہم ٹھہرے۔ کئی گھنٹے کھانے کو کچھ نہ ملا۔ رات میں سردی کی وجہ سے سخت پریشانی اٹھائی۔

22 مئی۔ سورج نکلنے کے بعد سفر شروع کیا جب کہ ہم لوگ بھوک سے تقریباً بے ہوش ہو رہے تھے۔ دن بھر میں صرف پانچ میل کا فاصلہ طے ہوا۔ برف کے گالوں کے علاوہ کھانے کو کچھ میسر نہ ہوا۔ ایک بڑی سطح مرتفع کے نیچے اپنا کیمپ لگایا۔ سردی خدا کی پناہ۔ سب نے تھوڑی

تھوڑی برانڈی پی۔ سب لوگ ایک دوسرے سے مل کر لیٹے اس طرح کہ کمبل سے خوب اچھی طرح جسم کا ہر حصہ ڈھکا رہے تا کہ ہم زندہ رہ سکیں۔ اب ہم تھکن اور بھوک سے موت کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ یہ خیال رہا کہ ونٹ ووگل رات میں مر جائے گا۔

23 مئی۔ ایک بار پھر سورج کے چڑھتے ہی ہم نے جدوجہد شروع کر دی اور ٹانگوں کو کھلنے کا موقع دیا۔ اب ہم ایک مزید خوفناک مقام پر پہنچے اور ہمیں اندیشہ ہوا کہ اگر کھانا نہیں ملا تو آج ہمارا آخری دن ہو گا۔ ابھی تھوڑی سی برانڈی بچی ہوئی تھی۔

گڈ، سر ہنری اور امبوپا تو خیر ٹھیک ٹھاک ہیں لیکن ونٹ ووگل کا حال برا ہے۔ یہ ہاٹنٹاٹ ہے اور یہ لوگ سردی برداشت نہیں کر سکتے۔ بھوک کی تکلیف اتنی بری نہیں ہوتی جتنی کہ معدہ میں لگی ہوئی ٹھنڈک ہوتی ہے۔ ہم لوگ اب لاوا کی دیوار کے برابر ہیں جو دونوں پہاڑوں کو ملا رہی ہے جہاں سے منظر بہت خوب صورت نظر آ رہا ہے۔ ہمارے پیچھے صحرا کی وسعت ہے اور آگے میلوں تک جمی ہوئی سخت برف ہم لوگ آہستگی سے اوپر چڑھتے رہے جس کے درمیان میں آسمان سے باتیں کرتا پہاڑ جس کی اونچائی چار ہزار فٹ ہو گی کھڑا ہے۔ زندگی کے کوئی آثار نہیں دکھائی رہے ہیں۔ اللہ ہماری مدد کرے۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ ہمارا وقت آ پہنچا ہے۔

اب میں بہت سے واقعات کو چھوڑ رہا ہوں اس لیے کہ کچھ تو اس میں دلچسپی نہیں ہے دوسرے وہ کافی طویل ہیں۔

اس پورے دن یعنی 23 مئی کو ہم آہستگی سے برف پر چڑھنے کی جدوجہد کرتے رہے کبھی کبھی بیٹھ کر دم بھر کو آرام کر لیتے۔ ہم لوگ بھوک کے سبب لاغر ملاح نظر آ رہے تھے جن کے ڈگمگاتے قدم چمکتی ہوئی برف سے ڈھکی زمین پر پڑ رہے تھے ان کی بھوکی آنکھیں چاروں طرف کچھ تلاش کر رہی تھیں۔ برف کی چمک نے ہماری آنکھیں چندھیا دی تھیں اتنی کہ کھانے کی کوئی چیز تلاش کرنے کے قابل نہیں رہے تھے۔ اس دن ہم نے سات میل سے زیادہ سفر نہیں کیا تھا۔ سورج غروب ہونے تک ہم نے خود کو شیبا پہاڑ کے بائیں جانب واقع چوٹی کے نیچے پایا جو کہ ہزار فٹ بلند تھی۔ ایک بہت بڑا لیکن اسموتھ جمے ہوئے برف کا پہاڑ۔ ہم اس درجہ کمزوری محسوس کر رہے تھے کہ اس حیرت انگیز حسن کی تعریف بھی نہ کر سکے۔ یہ سین غضب کا سین تھا جو غروب ہوتے ہوئے سورج کی شعاعوں نے بنایا تھا۔ سورج کی شعاعوں کی کرشمہ سازی نے برف کو خون جیسے سرخ رنگ سے رنگ دیا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

گڈ نے کراہتے ہوئے کہا کہ ہم ممکن ہے اس غار کے قریب ہوں جس کے متعلق اس بوڑھے مرد شریف نے تحریر کیا تھا۔

"ہاں" میں نے کہا۔ اگر یہاں کوئی غار ہے تو۔

"کوارٹر مین آؤ۔" سر ہنری نے کمزور آواز میں کہا۔ ایسی باتیں نہ کرو مجھے اس شخص پر اس کے لکھے پر یقین ہے کیا تم پانی کو بھول گئے۔ پانی کی طرح ہمیں غار بھی جلد ہی مل جائے گا۔

میرا جواب تھا کہ اگر ہم نے سورج غروب ہونے سے پہلے وہ غار نہ تلاش کیا تو پھر سمجھ لو کہ ہم سب مر جائیں گے۔

اگلے دس منٹ تک ہم خاموشی سے آگے بڑھتے رہے جبکہ امبوپا جو میرے برابر چل رہا تھا اور جس نے کمبل کو اپنے جسم پر لپیٹا ہوا تھا اور ایک بلٹ کو اپنی کمر اور پیٹ پر زور سے باندھے ہوئے تھا تاکہ بھوک کی شدت کم کی جاسکے جس نے یہ بھی کہا تھا کہ اس کی کمر ایسی لگ رہی ہے جیسے کسی لڑکی کی کمر۔ اس نے مجھے بازوؤں میں پکڑا ہوا تھا۔

اس نے کہا دیکھو اور ہاتھ کے اشارے سے ڈھلان کی جانب اشارہ کیا۔

میں نے اس کی نگاہوں کا تعاقب کیا اور دیکھا کہ دو سو گز کے فاصلے پر برف کے اندر ایک سوراخ ہے۔

یہ غار ہے۔ امبوپا نے اعلان کیا۔

ہم نے جلدی جلدی وہاں تک پہنچنے کی کوشش کی اور جلد ہی اس حقیقت تک پہنچ گئے یہ واقعی ایک غار تھا جیسا کہ سلوسٹرا نے تحریر کیا تھا۔ ہم یہاں بہت جلدی نہیں پہنچے تھے سورج غروب ہو چکا تھا انتہائی تیز رفتاری سے دنیا کو تاریکی کے حوالے کرتے ہوئے یہاں اس خطہ میں جھٹ پٹے کا وقت انتہائی مختصر ہوتا ہے۔ لہٰذا ہم لوگ غار میں داخل ہو گئے جو کہ زیادہ بڑا نہیں تھا اس لئے ہم لوگ ایک دوسرے سے انتہائی قریب قریب تھے جس کی وجہ سے سردی کی شدت میں کسی حد تک کمی واقع ہو گئی۔ ہمارے پاس جتنی برانڈی تھی اسے حلق سے نیچے اتاری۔ بس تھوڑی تھوڑی اور یہ کوشش کی کہ سو کر اپنی تکالیف کو بھولنے کی کوشش کی جائے۔

ہم یہاں اٹھتے بیٹھتے رہے لیکن طویل رات گزرنے کا نام ہی نہ لیتی تھی جب ہم جسم کو جنا محسوس کرتے تو چہل قدمی کرنے لگتے پھر ایسا لگتا جیسے انگلیوں میں چٹکی سی کاٹی جا رہی ہے۔ کبھی پیروں میں اور کبھی منہ پر۔ ہماری قربت بھی کسی کام نہیں آرہی تھی۔ ہم میں گرمی تھی ہی نہیں۔ ہمارا جسم

قابل رحم بھوکی لاشیں تھیں۔ کبھی کبھی ہم میں سے کوئی چند منٹ کے لئے اونگھ بھی جاتا تھا لیکن ہم زیادہ نہیں سو سکے اور شاید یہ ہماری خوش نصیبی تھی اس لیے کہ اگر ہم سو جاتے تو شاید پھر کبھی نہ اٹھ پاتے۔

حقیقتاً مجھے پورا یقین ہے کہ یہ ہماری قوت ارادی تھی جس نے ہمیں زندہ رکھا ورنہ بچنے کی کوئی امید نہیں تھی۔ سورج نکلنے سے قبل ہم نے ہانٹسنا کو جس کے دانت سردی سے رات بھر بجتے رہے تھے ایک گہری سانس لیتے سنا اور اس کے بعد اس کا دانت بجنا بند ہو گیا۔ میں نے اس کو کوئی اہمیت نہ دی دراصل میں کچھ سمجھا ہی نہیں۔ مختصر یہ کہ وہ ابدی نیند سو گیا۔ اس کی پیٹھ میری پیٹھ سے ملی ہوئی تھی اب ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ سرد اور سرد اور سرد ہوتی جا رہی ہے۔ بالآخر وہ برف جیسی ٹھنڈی ہو گئی۔

صبح خوبصورت سورج نے لاوا کی دیوار پر جھانکنا شروع کیا اور ہمارے آدھے جمے ہوئے جسموں پر بھی۔ اس نے ونٹ وگل پر بھی نگاہ ڈالی جو ہمارے ساتھ مرا پڑا تھا۔ ہمارا غریب ساتھی جس کی پیٹھ برف جیسی ٹھنڈی ہو رہی تھی۔ جب روح اس کے جسم سے مائل بہ پرواز تھی اور اس نے آخری طویل سانس لی تھی تو اس کی وہ آواز میں نے سنی تھی اور اب قریب قریب جم چکی تھی۔ صدمے کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ ہم لاش سے ہٹ گئے اور اسے وہیں پڑے رہنے دیا۔ اس کے بازو قریب قریب اس کے گھٹنوں میں تھے۔

اس وقت تک سورج کی ٹھنڈی شعاعیں غار کے منہ پر پڑنے لگی تھیں۔ یکایک میرے کانوں میں کسی کی حیرتوں بھری آواز آئی اور میں نے اپنے سر کو گھمایا۔

میں نے جو کچھ دیکھا وہ یہ تھا کہ مجھ سے بیس فٹ کے فاصلے پر ایک دوسرا جسم پڑا ہوا تھا جس کا سر اس کے سینے پر تھا لمبے لمبے ہاتھ نیچے جھول رہے تھے۔ میں نے اسے غور سے دیکھا۔ یہ بھی مر چکا تھا۔ مزید برآں یہ کہ یہ سفید فام شخص تھا۔

دوسرے لوگوں نے بھی دیکھا۔ اس ہولناک نظارے نے ہمارے اعصاب کو ہلا کر رکھ دیا۔ ایک اور پھر سب ہی غار سے نکل بھاگے۔ جلدی جلدی کہ سردی سے جمے پیر کہیں ہمارا وزن اٹھانے سے انکار نہ کر دیں۔

☆......☆......☆

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

شارع سلیمان

ہم غار کے دہانے پر پہنچ کر رک گئے اور ہمیں محسوس ہوا کہ بے وقوف ہیں ''میں واپس جا رہا ہوں۔'' سر ہنری نے اعلان کیا۔

کیوں؟ گڈ نے سوال کیا۔

کیونکہ اس نے مجھے تکلیف پہنچائی ہے۔ ہم نے جو کچھ دیکھا ہے۔ وہ ممکن ہے کہ میرا بھائی ہو۔

یہ ایک نیا خیال تھا اور ہم دوبارہ غار میں داخل ہوئے تا کہ سر ہنری کے خیال کا ثبوت تلاش کریں باہر کی تیز روشنی سے اندر آئے تو ہمیں کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا بالکل اسی طرح جیسے ہم اس سے پہلے چمکتی ہوئی برف پر چلتے چندھیائی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ بہرحال اب ہماری نگاہیں ہلکے اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو چکی تھیں اس لیے ہم مرے ہوئے شخص کی طرف بڑھے۔ سر ہنری جھک کر مردہ شخص کے چہرے کو دیکھنے لگے۔

اللہ کا شکر ہے یہ میرا بھائی نہیں ہے۔ انہوں نے اطمینان کی سانس لی۔ پھر ہم تھوڑا اور قریب ہو کر دیکھنے لگے۔ مردے کا جسم لمبا، عمر درمیانی، عام سا چہرہ مہرہ۔ سر کے بال بھورے اور چہرے پر کالی مونچھیں تھیں۔ جلد قطعی طور پر پیلی اور سختی کے ساتھ ہڈیوں پر چڑھی ہوئی تھی۔ اس کا لباس کوئی نہیں تھا سوائے اس کے کہ گرم موزے پہنے ہوئے تھا باقی چیزیں اتار لی گئی تھیں اس طرح کہ جسم قطعاً عریاں رہ گیا تھا۔ لاش کے گلے میں جو کہ بری طرح جمی ہوئی تھی ایک ہاتھی دانت کی پیلی صلیب لٹک رہی تھی۔

میں نے سوچا یہ کون شخص ہو سکتا ہے؟

گڈ نے پوچھا کہ کیا تم اندازہ نہیں لگا سکتے؟

www.pdfbooksfree.pk

میں نے اپنا سر ہلایا۔

یہ یقیناً ڈام ہے۔ جو سے ڈا سلوسٹرا۔ بے شک اور کون ہو سکتا ہے؟

''ناممکن'' میں نے کہا۔ وہ تو تین سو سال پہلے مرا تھا۔

تو پھر کیا ہوا۔ یہاں ایسی کیا چیز ہے جو اس کی لاش کو خراب کرتی۔ برف نے اور یہاں کی سردی نے اسے پوری طرح محفوظ رکھا ہوا ہے۔ گڈ نے وضاحت کی۔

اگر اتنا کم درجہ حرارت رہے تو پھر گوشت اور خون ہمیشہ ہی تازہ رہے گا جیسا کہ نیوزی لینڈ مٹن ہمیشہ رہتا ہے۔ اللہ جانے یہاں کتنی زیادہ سردی ہے۔ یہاں سورج کی روشنی آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہاں کوئی جانور بھی نہیں آتا جو جسم کو خراب کرے۔ بے شک اس کا خادم جس کا اس نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے اس نے سلوسٹرا کا لباس اتار کر اسے یہاں چھوڑ دیا وہ بے چارا اتنا اسے دفن بھی نہیں کر سکتا تھا۔ دیکھو! وہ آگے بڑھا اور پھر جھک کر ایک ہڈی کا ٹکڑا اٹھایا جس کا ایک سرا پتلا اور نوک دار تھا۔ یہ ہڈی کا قلم ہے جس کا سلوسٹرا نے اپنے خط میں ذکر کیا ہے اور اسی سے اس نے وہ خط لکھا تھا۔

ہم حیرت سے تھوڑی دیر اسے دیکھتے رہے۔ اس وقت ہم سب اپنی پریشانیاں بھول چکے تھے۔ ہمیں ایسا لگ رہا تھا کہ کوئی مافوق الفطرت چیز دیکھ رہے ہیں۔

اے... سر ہنری نے کہا۔ یہ دیکھو خط لکھنے کے لیے اس نے روشنائی کہاں سے حاصل کی تھی۔ اس نے ڈام کے بائیں ہاتھ پر ایک چھوٹے سے زخم کی طرف اشارہ کیا۔ کیا کسی انسان نے اس سے پہلے ایسی کوئی چیز دیکھی ہو گی......؟

اب کسی کو اس مسئلہ میں کوئی الجھن نہیں تھی اور جہاں تک میرا تعلق ہے مجھے کلی اقرار ہے کہ میں خوف زدہ تھا۔ یہ جو مردہ شخص بیٹھا ہوا ہے اور جس کی ہدایت کے مطابق ہم یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے ہیں وہ ہدایت دس نسلوں سے پہلے لکھی گئی تھی اور اسی شخص نے لکھی تھی اور میرے ہاتھ میں جو خشک ہڈی کا قلم ہے اس سے وہ تحریر لکھی گئی تھی اور جو اس کا سر اس کے اپنے سینے پر جھکا ہوا ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس نے مرنے سے پہلے صلیب کو بوسہ دیا تھا۔ میں نے اسے غور سے دیکھا تو میری نگاہوں کے سامنے ڈرامے کا آخری سین پردہ سیمیں کی طرح واضح طور پر آ گیا۔ مسافر کی موت سردی اور بھوک کے سبب واقع ہوئی تھی۔ اس کے باوجود اس نے یہ عظیم راز دنیا تک پہنچا دیا۔ انتہائی تنہائی کے عالم میں اس کی عبرت ناک موت اس بات کا ایک ٹھوس

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ثبوت تھی۔ مجھے تو ایسا بھی لگا جیسے ہانشاٹ جس نے میرے بازوؤں میں دم توڑا تھا اس میں اور اس لاش میں کوئی نہ کوئی قدر مشترک ہے۔ دونوں کے نقوش میں خاصی مماثلت واضح تھی۔ موجودہ حالات وواقعات ہم پر غلبہ حاصل کر رہے تھے ہم جو پہلے ہی شدید سردی اور بھوک کا شکار تھے جس کا شکار یہ شخص ہوا تھا جس کی ہم اس وقت تین سو سال کے بعد لاش دیکھ رہے تھے۔

اب ہمیں چلنا چاہئے۔ سر ہنری نے انتہائی دھیمی اور کمزور آواز میں کہا۔

اگر ہم مزید رکے تو اسے ایک ساتھی فراہم کر دیں گے۔ اس نے ہانشاٹ کے مردہ جسم کو اٹھایا اور بوڑھے ڈام کے قریب ہی رکھ دیا۔ پھر وہ جھکا اور ایک جھٹکے سے سلوسٹرا کے گلے میں پڑی ہوئی صلیب کو توڑ کر اپنے ہاتھوں میں پکڑ لیا۔ اس وقت سردی سے اس کی انگلیاں سن ہو رہی تھیں اور یہ ممکن نہیں تھا کہ صلیب کو کھول کر اتارا جا سکے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس کے پاس اب تک موجود ہے۔ میں نے ہڈی والا قلم اٹھا لیا اور وہ اس وقت میرے سامنے ہے جبکہ میں یہ کہانی لکھ رہا ہوں۔ کبھی کبھی میں اسے اپنا نام لکھنے کے لیے استعمال کرتا ہوں۔

ان دونوں کو چھوڑتے ہوئے یعنی قرون اولا کے قابل فخر سفید فام کو اور ہانشاٹ کو اس برف کے غار میں تاکہ وہ ابد تک ویسے ہی باقی رہیں۔ ہم اس غار سے باہر آئے اور سورج کی چمکتی روشنی کو خوش آمدید کہا اور پھر اپنے دلوں میں یہ سوچتے رہے کہ دیکھیں ہمیں ان جیسا ہونے میں کتنے گھنٹے لگتے ہیں۔

آدھے میل کی مسافت طے کرنے کے بعد ہم اس مقام پر پہنچ گئے جسے سطح مرتفع کا کنارا کہیے۔ وہاں سے برف کے ڈھلان کے آگے ہمیں سبز گھاس نظر آئی جو کہ تقریباً پانچ سو گز آگے تھی جس کے قریب سے پانی کا نالہ بہہ رہا تھا اور صرف یہی نہیں بلکہ اس کے قریب ہی دس سے پندرہ تک بڑی نسل کے آہو کھڑے اور لیٹے ہوئے تھے لیکن فاصلہ اچھا خاصا تھا اس لیے ہم اس کی قسم یا نسل کا اندازہ نہیں لگا سکے۔

یہ دیکھتے ہی ہم بے پایاں مسرت سے سرشار ہو گئے۔ ہمیں اگر یہ مل جائیں تو پھر ہمارے لیے کھانا ہی کھانا ہو جائے لیکن سوال یہ تھا کہ یہ کیسے ممکن ہو۔ یہ جانور اچھے خاصے تقریباً 6 سو گز کے فاصلے پر تھے جو بہت دور کا شکار تھا پھر کون یہ جوا کھیلتا جبکہ اس کی زندگی کا دارومدار اس کے نتیجہ پر ہو۔

ہم لوگوں کو ایک ساتھ اپنے اپنے سامنے کے آہو پر فائر کرنا چاہئے۔ میں نے رائے دی۔

نشانہ کندھے کے عین اوپر لگانا چاہیے۔ اور امبوپا تم ہمیں اشارہ دینا تاکہ ہم سب ایک ساتھ فائر کریں۔

پھر خاموشی چھا گئی۔ ہم سب اپنا اپنا نشانہ باندھنے لگے۔ محتاط انداز سے اس لیے کہ ہماری زندگیوں کا دارومدار اس شکار پر تھا۔

''فائر'' امبوپا نے زولو زبان میں کہا اور تقریباً اسی لمحے تینوں رائفلوں سے زوردار آوازیں نکلیں۔ دھوئیں کے تین بادل تھوڑی دیر تک ہمارے سامنے رہے۔ فائر کی بازگشت کافی دیر تک خاموش برف میں سنائی دیتی رہی۔ فوراً ہی دھواں صاف ہو گیا اور ایسا لگا۔ اوہ... واہ...... ایک بڑا آہو پیٹھ کے بل پڑا اپنے پیر چلا رہا تھا وہ موت کے بہت قریب تھا۔ ہم خوشی سے چیخ پڑے۔ اب ہم موت سے بچ گئے تھے۔ اب ہم بھوک سے نہیں مریں گے۔ ہم نقاہت کے باوجود نیچے برف کی ڈھلان کی جانب دوڑ پڑے اور شکار کے دس منٹ بعد جانور کا دل کلیجی ہمارے سامنے تھی لیکن اب ایک نئی مشکل آن پڑی۔ ہمارے پاس ایندھن نہیں تھا اس لیے اسے پکانے کے لیے آگ کس طرح جلائیں۔ ہم ایک دوسرے کو فکرمندی سے دیکھتے رہے۔

بھوک سے مرتے ہوئے لوگوں کو بہت مہذب نہیں ہونا چاہئے۔ گڈ نے رائے زنی کی۔ ہمیں کچا گوشت کھا لینا چاہئے۔

اس بڑے مسئلہ کا اور دوسرا کوئی حل تھا ہی نہیں۔ پھر ہماری بھوک ایسی تھی جس نے اس کی بدمزگی کم کر دی تھی جتنی کہ یہ دوسری صورت میں ہوتی۔ چنانچہ ہم نے دل اور کلیجی برف میں دبا دیا تاکہ وہ ٹھنڈی ہو جائے۔ پھر ہم نے پگھلی برف کے پانی میں جو نالے میں بہہ رہا تھا اسے دھویا اور پھر اسے بھوکے لالچیوں کی طرح کھایا۔ یہ کافی بھیانک بات ہے لیکن سچ کہتا ہوں اتنی لذیذ ڈش اپنی زندگی میں، میں نے کبھی نہیں کھائی تھی جتنی کہ یہ کچی کلیجی اور دل تھا۔ پندرہ منٹ بعد ہم لوگ پھر آدمی بن چکے تھے۔ ہماری زندگی اور طاقت واپس آ چکی تھی۔ ہماری آہستہ چلتی ہوئی نبض پھر سے قوی ہو چکی تھی اور خون ہماری رگوں میں پھر دوڑنے لگا تھا۔ لیکن ہم بھوک بلکہ شدید بھوک یا خلوئے معدہ میں بسیار خوری کے نتائج سے واقف تھے اس لیے کھانے میں کافی محتاط رہے کہ زیادہ نہ کھا لیں اس لیے ابھی بھوک باقی تھی کہ ہم نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لئے۔

ہم اپنی بھوک کی تشفی میں اتنا منہمک تھے کہ خود پر بھی نگاہ نہیں ڈالی تھی لیکن اب امبوپا کو اس کام پر لگا کر کہ وہ شکار سے اچھے اچھے گوشت کے ٹکڑے کاٹ لے جو ہم اپنے ساتھ لے جا سکیں۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہم نے اپنے اردگرد کا معائنہ شروع کر دیا۔ فضا میں موجود کُہر اب ہٹ چکی تھی اس وقت آٹھ بج رہے تھے اور سورج نے اسے اوپر کھینچ لیا تھا۔ اس لیے اب ہم اس قابل ہو چکے تھے کہ یہاں کے بڑے حصے کو ایک نظر میں دیکھ سکیں۔ مجھے نہیں معلوم کہ میں یہاں کے حسن یہاں کی رعنائی اور دل ربائی کا کس طرح ذکر کروں جو خود ہماری نظروں کے سامنے اپنے پرت کھول رہی تھی۔ میں نے آج تک ایسے مناظر اپنی پوری زندگی میں کہیں نہیں دیکھے تھے اور نہ ہی یہ سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد پھر کبھی دیکھ سکوں گا۔

ہماری پشت پر شیبا پہاڑ تھا جس پر برف ہی برف تھی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ شیبا پہاڑ مکمل طور پر برف پوش تھا اور ہم جہاں کھڑے ہوئے تھے اس سے تقریباً پانچ ہزار فٹ نیچے انتہائی خوبصورت سرزمین تھی۔ یہاں گھنے جنگلات تھے ایک بڑا دریا چاندی کی شکل میں بہہ رہا تھا۔ بائیں جانب ایک بہت بڑا ٹکڑا گھاس کا تھا سبز خوبصورت آنکھوں کو لبھانے والی گھاس۔ جس پر ہم بے شمار شکار کے ریوڑ یا چرتے ہوئے جانور دیکھ رہے تھے لیکن اتنے فاصلے سے اسے پہچاننا مشکل ہو رہا تھا۔ یہ رقبہ زمین دائرے کی طرح دور نظر آتے پہاڑوں کے درمیان واقع تھا۔ دائیں جانب کی سرزمین قریب قریب پہاڑی علاقہ تھا۔ چھوٹی چھوٹی چوٹیاں سطح سے اوپر اٹھی ہوئی تھیں۔ جس پر کہیں کہیں کھیتی باڑی کی گئی تھی ان کے درمیان ہمیں جھونپڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ زمین کا یہ علاقہ ہمارے سامنے اس طرح تھا جیسے نقشہ ہوا کرتا ہے۔ جس میں دریا ایسا لگتا جیسے چاندی کا سانپ اور الپس کی جیسی چوٹیاں۔ جس پر برف کا تاج رکھا ہوا تھا اور سورج اپنی شعاعوں سے اسے منور کر رہا تھا اور قدرت نے اسے سانس لیتی ہوئی خوشیوں بھری زندگی عطا کی تھی۔

جب ہم نے دیکھا تو ہمیں دو قابل غور چیزیں نظر آئیں۔ پہلی بات یہ کہ یہ خطہ جہاں کم از کم تین ہزار فٹ اس صحرا سے بلند ہے جسے ہم عبور کر کے آئے ہیں۔ دوسرے یہ کہ تمام دریا جنوب سے شمال کی طرف بہہ رہے ہیں۔ یہ ایک تکلیف دہ حقیقت ہماری سمجھ میں اب آئی کہ جنوب کی جانب جہاں ہم تھے کیوں کوئی قطرۂ آب ہمیں نہیں ملا تھا۔ جبکہ شمال میں بے شمار آبی ذخائر موجود ہیں اور ان میں سے بہت سے ایسے ہیں جو کہیں نہ کہیں پہنچ کر دریا میں مل جاتے ہیں اور دریا بہتا چلا جاتا ہے جسے ہماری نگاہیں اپنی بساط بھر دیکھ رہی ہیں۔

ہم نیچے بیٹھ کر خاموشی سے سحر انگیز منظر دیکھنے لگے۔ اس موقع پر سر ہنری نے گفتگو شروع کی۔

نقشہ میں عظیم شارع سلیمان کا کوئی ذکر ہے یا نہیں؟

میں نے سر ہلا کر اقرار کیا۔ میں اب بھی منظر کی دلکشیوں میں محو تھا۔

یہ دیکھو...... وہ یہاں ہے۔ اس نے ہماری سیدھی طرف اشارہ کیا۔

گڈ اور میں نے اس طرف دیکھا۔ اس جانب مسطح خطہ کی طرف مڑتا ہوا ایک کافی چوڑا روڈ تھا۔ ہم اسے پہلے اس وجہ سے نہ دیکھ پائے تھے کہ مسطح حصہ میں پہنچتے ہی یہ اس کے پیچھے مڑ گیا تھا۔ ہم نے کوئی بات نہیں کی۔ اب ہم میں متعجب ہونے کی صلاحیت کم ہوتی جا رہی تھی۔ کسی قدر یہ عملی طور پر غیر قدرتی بات نظر نہیں آتی تھی کہ ہمیں یہاں رومن روڈ مل جائے۔ اس علاقے میں جو حیرت انگیز سرزمین ہے۔ ہم نے حقائق کو تسلیم کر لیا جو سب سے اہم بات ہے۔

گڈ نے کہا کہ یہ ہم سے بہت ہی قریب ہے اگر ہم دائیں جانب سے اس کی طرف جائیں۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم اس طرف چلنا شروع کر دیں؟

یہ ایک اچھا مشورہ تھا۔ ہم نے پہلے اپنے ہاتھ منہ پانی سے دھوئے اور پھر گڈ کے مشورے پر عمل شروع کر دیا۔ ایک میل یا کچھ زیادہ چلنے کے بعد جیسے ہی ہم چٹانوں اور گڑھوں کو پار کرتے ایک بلند مقام پر پہنچے روڈ ہمارے قدموں کے نیچے آ گیا۔ یہ ایک خوبصورت سڑک تھی جسے بڑی بڑی چٹانوں کو کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ اس کی چوڑائی کم از کم پچاس فٹ ہوگی اور ایسا لگتا تھا کہ اسے ٹھیک طرح محفوظ رکھا گیا ہے لیکن عجیب بات یہ تھی کہ یہ یہیں سے شروع ہوا تھا۔ ہم نیچے گئے اور سڑک پر کھڑے ہو گئے لیکن ہمارے پیچھے سو فٹ کے بعد شیبا پہاڑ کی جانب یہ غائب ہو گیا تھا۔ ہر طرف پہاڑ کا حصہ جو چٹانوں اور بڑے بڑے ٹیلوں کی شکل میں تھا وہ سفید برف سے ڈھکا ہوا تھا۔

اب تم کواٹر مین کیا ارادہ رکھتے ہو؟ سر ہنری نے مجھ سے پوچھا۔

میں نے اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا کہ میں کیا کہہ سکتا ہوں۔

گڈ نے کہا خیر ہمیں روڈ تو مل گیا اور یہ سڑک میں سمجھتا ہوں دائیں جانب پہاڑوں اور صحرا کے ساتھ ساتھ موجود ہو گی لیکن اسے ریت نے ڈھانک دیا ہوگا اور یہاں اوپر آتش فشانی سے پیدا ہونے والے لاوے نے چھپا رکھا ہوگا۔

یہ باتیں سمجھ میں آنے والی تھیں کم از کم میں اسے تسلیم کر رہا تھا اس لیے پہاڑ سے نیچے کی جانب بڑھنا شروع کر دیا۔ ہمارا پہاڑ سے اترنے کا عمل قطعی مختلف تھا۔ اس وقت ہمارے پیٹ بھرے ہوئے تھے اور ہم نسبتاً تازہ دم تھے جبکہ پہاڑ پر چڑھتے وقت ہم بھوک سے پیدا شدہ

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نقاہت، پیاس کے مارے ہوئے اور سردی سے ٹھٹھرے ہوئے تھے۔ افسوس اس وقت ونٹ دوگل ہمارے ساتھ ہونے کی بجائے برفانی غار میں بوڑھے ڈام کے ساتھ پڑا ہوا ہے وہ شاید بدقسمت تھا۔ ہم اس وقت عجیب سی خوشی محسوس کر رہے تھے اور ہمارے ذہن نامعلوم خطرات سے پاک تھے۔

آدھے دن تک چلنے کے بعد ہم نے پہاڑ کا اچھا خاصا علاقہ پیچھے چھوڑ دیا تھا اور آگے جنگلات کی طرف بڑھ رہے تھے۔ پہلے ہم نے گھنی جھاڑیوں کو صاف کیا پھر ہمیں درختوں کے بیچ سڑک مل گئی۔ یہ درخت سفید تھے ایسے ہی جیسے کہ کیپ ٹاؤن میں دیکھے جاسکتے ہیں میں نے اپنی پوری زندگی کی سیاحت میں کہیں ایسے درخت نہیں دیکھے تھے سوائے کیپ ٹاؤن کے۔ ان درختوں کی یہاں موجودگی میرے لیے حیرت کا باعث تھی۔

آہ...... گڈ کی زبان سے نکلا۔ وہ درختوں اور اس کی چمکتی پتیوں کو دیکھ کر محظوظ ہو رہا تھا۔ یہاں کتنے زیادہ اور خوب صورت درخت ہیں۔ ہم کیوں نہ یہاں ٹھہر کر اپنا ڈنر تیار کرلیں۔ مجھے کچے دل اور کلیجی کے تصور سے ابکائی آرہی ہے۔

کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی۔ چنانچہ ہم روڈ سے تھوڑا ہٹ کر اس جانب آئے جہاں پانی کی نہر بہہ رہی تھی اور جلد ہی کچھ خشک لکڑیاں بھی مل گئیں جس سے ہم نے آگ جلائی پھر گوشت کے ٹکڑوں سے اچھے اچھے پیس کاٹ کر آگ پر بھونا جیسا کہ میں نے کافروں کو کرتے دیکھا تھا۔ پھر خوب سیر ہو کر کھایا۔ جب ہمارے پیٹ بھر گئے تو ہم نے پائپ جلائے اور اس سے لطف اندوز ہونے لگے۔ اگر ان مشکلات سے موازنہ کیا جائے جس سے ہم نبرد آزما ہو کر آئے تھے تو یہ جنت کی راحت لگ رہی تھی۔

چشمہ سے نغمے پھوٹ رہے تھے۔ ہوائیں چاندی جیسے درختوں کی پتیوں سے سرگوشیاں کر رہی تھیں۔ فاختائیں چاروں طرف بیٹھی کوکو کر رہی تھیں اور خوبصورت پروں والے پرندے شاخوں پر بیٹھے ایسے لگ رہے تھے جیسے درختوں کو جواہرات سے مزین کیا گیا ہو۔

میں اس وقت گڈ کو فراموش کر چکا تھا اور ان نظاروں کو دیکھنے میں محو تھا۔ تھوڑی دیر بعد دیکھا تو وہ ایک چشمہ کے قریب نظر آیا پھر وہ پانی میں جا کر نہانے لگا۔ اس وقت اس کے جسم پر سوائے قمیص کے اور کچھ نہیں تھا مزید یہ کہ اس کی ہمیشہ صاف ستھرا رہنے کی عادت وہ صفائی ستھرائی میں منہمک تھا۔ اس نے اپنی قمیص کا کالر صاف کیا۔ اپنے ٹراؤزر کو اچھی طرح جھاڑا کوٹ اور ویسٹ

کوٹ کو بھی اور اب اسے سلیقہ سے تہہ کر رہا تھا تا کہ اسے پہن سکے۔ اس کا سر کسی خیال سے افسردگی میں ہل رہا تھا۔ اس نے جانے کتنے چاک اور آنسوان میں جذب کیے تھے جو اس تکلیف دہ مہماتی سفر میں اسے جھیلنے پڑے تھے۔ پھر اس نے اپنے بوٹ اٹھائے اسے گھاس پھوس سے اچھی طرح صاف کیا اس کے بعد اس پر چربی سے پالش کی جسے اس نے شکار کے جانور سے محفوظ کیا تھا۔ اب وہ نسبتاً قابل احترام بن گیا۔ پھر آئی گلاس لگا کر اس نے اس پر تنقیدی نگاہ ڈالی اور بوٹوں کو اوپر رکھ دیا پھر دوسرا عمل شروع کر دیا وہ یہ کہ اپنے سامان سے ایک چیز نکالی جس میں ایک چھوٹا سا آئینہ لگا ہوا تھا اس میں اس نے خود کو دیکھا کنگھا کیا۔ بظاہر وہ مطمئن نظر نہیں آتا تھا۔ اس نے اپنے بالوں پر باردگر بھرپور توجہ دی۔ اس کے بعد وہ رک گیا اور نتائج کو دوبارہ غور سے دیکھا۔ اب بھی وہ مطمئن نہیں ہوا۔ اس نے اپنی ٹھوڑی کو چھوا جس پر کئی دن کے داڑھی جمع ہو گئی تھی۔ دس دن کی۔

میں سوچ رہا تھا وہ یقیناً شیو کرنے تو نہیں جارہا لیکن ویسا نہیں تھا اس نے چربی کا ٹکڑا اٹھایا جس سے اس نے اپنا بوٹ چکنا کیا تھا۔ گڈ نے اسے نہر میں اچھی طرح سے دھویا پھر اپنا ہاتھ بیگ میں ڈالا اور وہاں سے ایک بلیڈ کا پیکٹ نکالا پھر اس نے اپنا چہرہ اور ٹھوڑی کو چربی سے اچھی طرح تر کیا۔ اور بلیڈ سے شیو کرنا شروع کر دیا۔ یہ یقیناً ایک تکلیف دہ عمل تھا اور وہ اس عمل سے گزرتے ہوئے بار بار تکلیف کا اظہار کرتا میں یہ منظر دیکھ کر دل ہی دل میں ہنسنے لگا۔ یہ کچھ عجیب سا لگ رہا تھا کہ ایک شخص شیو کرنے کے لیے چربی اور بلیڈ کا استعمال کرے لیکن ہم جس صورت حال سے گزر رہے تھے اس میں اس کے سوا چارہ بھی کیا تھا۔ بالآخر وہ اپنے دائیں گال اور داڑھی کو صاف کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر یکا یک میں نے جو اسے مسلسل دیکھ رہا تھا ایک لائٹ سی دیکھی جو اس کے سر سے پاس ہو رہی تھی۔

گڈ یک دم اچھل پڑا اور اگر اس کا بلیڈ سیفٹی ریزر میں نہ ہوتا تو یقیناً اس نے اپنا گلا کاٹ لیا ہوتا۔ اسی طرح میں بھی اپنی جگہ سے اچھل پڑا لیکن میں نے حیرتوں میں ڈوبی آواز نہیں نکالی۔ میں نے جو کچھ دیکھا وہ یہ تھا۔

آدمیوں کا ایک گروپ مجھ سے کوئی 20 قدم کے فاصلے پر اور گڈ سے تقریباً دس قدم پر کھڑا تھا ان کے ہاتھوں میں مختلف قسم کے اسلحہ جات تھے۔ یہ جو روشنی مجھے نظر آئی تھی وہ انہی اسلحہ جات میں سے کسی کی تھی۔ وہ لوگ کافی لمبے لمبے تھے ان کا رنگ تانبے جیسا تھا اور ان میں سے کچھ کالے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

پروں کا لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور کچھ چیتے کی کھال سے بنا لباس پہنے ہوئے تھے۔ میں نے جو فوری طور پر دیکھا وہ یہی تھا۔ اس گروہ کے آگے آگے کچھ نوجوان جن کی عمریں کوئی 17 سترہ برس ہونگی کھڑے تھے۔ ان کا جسم آگے کی طرف جھکا ہوا تھا اور ان کے ہاتھوں میں نیزہ پھینکنے کی کمانیں تھیں۔

جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو ان میں سے ایک سپاہی جیسا شخص آگے بڑھا اور اپنے ہاتھوں کے اشارے سے نوجوانوں کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے اپنی زبان میں کچھ کہا۔ اس کے بعد وہ ہماری طرف بڑھنے لگا۔

سرہنری، گڈ اور امبوپا اس وقت تک اپنی اپنی رائفلیں سنبھال چکے تھے اور انہیں دھمکی آمیز انداز سے دکھا رہے تھے۔ اس کے باوجود وہ لوگ آگے بڑھتے رہے۔ جس سے میں یہ سمجھا کہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ رائفل کیا چیز ہوتی ہے ورنہ وہ لوگ رائفلوں کو دیکھ کر ایسا کبھی نہ کرتے۔

اپنی اپنی بندوقیں نیچی کرو۔ میں نے دوسروں سے کہا۔ دراصل میں دیکھ رہا تھا کہ ہمارے بچاؤ کا صرف ایک طریقہ ہے کہ ہم ان سے صلح سے پیش آئیں۔ انہوں نے میری بات فوراً ہی مان لی تب میں کچھ آگے بڑھا اور اس بزرگ سے مخاطب ہوا جو نوجوانوں کو کنٹرول کر رہا تھا۔

میں نے انہیں خوش آمدید کہا۔ یہ زولو زبان تھی جو میں بول رہا تھا اس لیے کہ مجھے علم نہیں تھا کہ کون سی زبان میں بات کرنی چاہئے بہرحال میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ میری بات سمجھ رہا ہے۔

"خوش آمدید" اس شخص نے جواب دیا۔ یقیناً زبان قطعی زولو نہ تھی لیکن اس سے اتنی ملتی جلتی تھی کہ مجھے یا امبوپا کو سمجھنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی۔

تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس نے سلسلہ کلام جاری رکھا۔ تم لوگ کون ہو؟ اور یہ کہ تم میں سے تین کے چہرے سفید کیوں ہیں اور چوتھے کا چہرہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ میری ماں کے بیٹے کا؟ اور اس نے امبوپا کی جانب اشارہ کیا۔ جیسے اس نے یہ کہا میں نے امبوپا کی جانب دیکھا۔ وہ صحیح کہہ رہا تھا کیونکہ امبوپا کا چہرہ ویسا ہی تھا جیسا کہ اس شخص کو جو میرے سامنے کھڑا تھا۔ اس کا چہرہ ویسا ہی تھا جیسا کہ اس شخص کا جو میرے سامنے کھڑا تھا۔ اس کا قد کاٹھ بھی ویسا ہی تھا جیسا کہ امبوپا کا تھا لیکن میرے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ اس کی وجوہات کے چکر میں پڑتا۔

ہم اجنبی ہیں اور یہاں امن کے ساتھ آئے ہیں۔ میں نے جواب دیا۔ میں بہت آہستہ

آہستہ گفتگو کر رہا تھا تا کہ وہ مجھے ٹھیک طرح سمجھ سکے اور یہ شخص ہمارا خادم ہے۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔" اس نے جواب دیا۔ کوئی اجنبی ان پہاڑوں کو پار نہیں کر سکتا کیوں کہ اس پر ہر چیز ختم ہو جاتی ہے لیکن تمہارے جھوٹ سے ہمیں کیا مطلب اگر تم اجنبی ہو تو تمہیں مرنا ہوگا اس لیے کہ اس "کوکوناس" میں کوئی اجنبی نہیں رہ سکتا۔ یہ بادشاہ کا قانون ہے۔ اس لئے مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ اے اجنبی لوگو۔

میں نے یہ سنا تو بل کر رہ گیا خاص طور سے جب میری نگاہیں اس نوجوان پر پڑیں جس کا ہاتھ نیچے کمر کی طرف جا رہا تھا جہاں ایک بڑا خنجر لٹک رہا تھا۔

یہ فقیر کیا کہہ رہے ہیں۔ گڈ نے سوال کیا۔

وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم سب مارے جانے والے ہیں۔ میں نے تکلیف کے لہجے میں جواب دیا۔

او خدا! گڈ نے کراہنے کے انداز میں کہا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا ہاتھ اپنے نقلی دانتوں پر رکھا۔ اس طرح اس کے دانتوں کا اوپر والا سیٹ نیچے آیا اور پھر اوپر ہو کر اپنی جگہ قائم ہو گیا۔ یہ انتہائی خوش قسمتی کا مقام تھا۔ گڈ کے دانتوں پر نظر پڑتے ہی وہ لوگ مبہوت ہو گئے اور ان کے چہرے پر خوف کے آثار نمایاں ہو گئے۔ مزید برآں وہ سب چند گز پیچھے ہٹ گئے۔

یہ کیا ہوا؟ میں نے پوچھا۔

یہ سب گڈ کے دانتوں کا نتیجہ ہے۔ سرہنری نے جذباتی انداز میں کہا۔ وہ ان کی طرف بڑھا انہیں باہر نکالو۔ گڈ۔ انہیں باہر نکالو۔

اس نے حکم کی تعمیل کی اور جلدی سے اپنے دانت نکال کر اپنی شرٹ کے دامن رکھ دیا۔

دوسرے ہی لمحے میں استعجاب خوف میں تبدیل ہو گیا۔ وہ شخص آہستگی کے ساتھ آگے بڑھا اور اب ایسا لگتا تھا کہ وہ ہمیں مارنے کا ارادہ ترک کر چکے ہیں۔

یہ کیسے ممکن ہے؟ اور اجنبی بوڑھے شخص نے عقیدت سے پوچھا۔ کہ یہ موٹا شخص اور اس نے گڈ کی طرف اشارہ کیا جو صرف بوٹ اور شرٹ پہنے ہوئے تھا اور جس کی داڑھی صرف چہرے کے ایک طرف کی بنی ہوئی تھی۔ جس کے جسم پر کپڑا تھا لیکن ٹانگیں برہنہ تھیں اور جس کے چہرے پر صرف ایک طرف بال اگا ہوا تھا اور جس نے ایک چمکدار آنکھ پہنی ہوئی تھی۔ یہ کون شخص ہے؟ میں پوچھتا ہوں اس کے دانت کس طرح خود بخود حرکت کرتے ہیں۔ کبھی وہ جبڑے سے باہر

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہو جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ پہنچ جاتے ہیں۔

میں نے گڈ سے کہا ''اپنا منہ کھولو'' اس نے فوراً ہی اپنے ہونٹوں کو اوپر کھینچا اور بوڑھے شخص کو دیکھتے ہوئے ہنسا بالکل اس طرح جیسے کتے غصے کی حالت میں اپنے دانت دکھاتے ہیں۔ ساتھ ساتھ اس کی حیرت ناک نگاہیں ان پر تھیں جبکہ اس کے دو لال مسوڑھے نظر آ رہے تھے۔ جو لوگ دیکھ رہے تھے سب کے سب گھبرا گئے۔

اس کے دانت کہاں ہیں؟ وہ چیخے۔ ہم نے تو اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھا تھا۔

گڈ نے اپنے ہاتھوں کو آہستگی سے حرکت دی اور پھر جلدی سے اپنے منہ پر رکھ دیا۔ پھر وہ دوبارہ ہنسا۔ لو وہاں اس کے منہ میں اب پورے دانت تھے جو خوبصورت اور صاف تھے۔

اب تو وہ نوجوان جو چاقو نکال رہا تھا اس نے چاقو کو پھینک دیا اور خود خوف کا بدترین شکار ہو گیا۔ جہاں تک بوڑھے شخص کا تعلق ہے تو اس کے گھٹنے خوف سے کانپنے لگے تھے۔

میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی روح ہے۔ بوڑھے شخص نے ہچکچاتے ہوئے کہا۔ کیا کوئی ایسا شخص جسے کسی عورت نے جنم دیا ہو ایسا ہو سکتا ہے کہ اس کے چہرے کے ایک طرف بال اگیں دوسرے پر نہ اگیں۔ جو چمکیلی آنکھیں لگاتا ہو اور جس کے دانت حرکت کرتے ہوں کبھی الگ ہو جائیں اور کبھی اپنی جگہ پہنچ جائیں ہمیں معاف کر دو اے ہمارے آقا۔ ہمیں معاف کر دو۔

یہ یقیناً ہماری قسمت تھی۔ ہمیں یہ کہنے کی حاجت نہیں۔

اب تم سمجھے...... میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب تم پر حقیقت واضح ہو گئی۔ ہم دوسری دنیا سے آ رہے ہیں حالانکہ ہم بھی تمہارے جیسے انسان ہیں۔ ہم اس بڑے ستارے سے آ رہے ہیں جو رات میں چمکتا ہے۔

اوہ! اوہ! سارے افریقن حیرت سے آہ وزاری کے انداز میں بول اٹھے۔

''ہاں'' میں نے بات جاری رکھی اور پھر اپنے لبوں پر شفیق مسکراہٹ بکھیری۔ ہم کچھ دن تمہارے ساتھ رہنے کے لئے آئے ہیں تاکہ تم پر مہربانی کر سکیں۔ تم دیکھو گے او دوستو میں یہاں تمہاری زبان سیکھنے آیا ہوں۔

ہاں ٹھیک ہے۔ ہاں ٹھیک ہے۔ سب نے ایک ساتھ کہا۔

میں نے اس کی طرف غصے سے دیکھا اور وہ ڈر گیا۔

پھر میرے دوستو...... میں نے کہا تم سمجھ سکتے ہو کہ ہم اتنی لمبی مسافت طے کر کے یہاں اس

لئے نہیں آئے ہیں کہ تم لوگ ہمارے ساتھ یہ سلوک کرو کہ اس کے جسم میں خنجر پیوست کر دو جس کے دانت کبھی باہر ہوتے ہیں اور کبھی اندر۔

اسے معاف کر دو میرے آقا۔ بوڑھے شخص نے کہا۔ یہ نوجوان جو چاقو نکال رہا تھا وہ ہمارے بادشاہ کا بیٹا ہے اور میں اس کا چچا ہوں اگر اسے کچھ ہو گیا تو پھر مجھے اپنے خون سے اس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

ہاں۔۔ یقیناً...... اس نوجوان پر نظر رکھا کرو۔

ویسے شاید تمہیں ہماری طاقت پر کچھ شبہ ہو۔ میں نے کہا۔ تم ٹھہرو میں تم کو دکھاتا ہوں۔ میں نے امبوپا سے کہا کہ ذرا میری جادوئی ٹیوب دینا اور اپنی رائفل کی طرف اشارہ کیا۔

امبوپا نے مجھے رائفل دیتے ہوئے عجیب سی مسکراہٹ اپنے لبوں پر بکھیری۔ ایسی مسکراہٹ جو میں نے اس سے پہلے اس کے منہ پر نہیں دیکھی تھی۔

یہ لو رائفل ۔۔ او آقاؤں کے آقا۔ اس نے گہرے لہجے میں خطاب کیا۔

جب میں نے یہ رائفل مانگی تھی اس وقت ایک آہو ہم سے کوئی ستر گز کے فاصلے پر کھڑا تھا اور میں نے فیصلہ کیا تھا کہ فائر کرنے کا رسک لینا چاہیے۔

تم وہ جانور دیکھ رہے ہو جو میرے سامنے کھڑا ہے۔ بتاؤ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص اسے آواز سے مار دے جسے ایک عورت نے جنا ہو۔

یہ ممکن نہیں ہے میرے آقا۔ بوڑھے شخص نے جواب دیا۔

لیکن میں اسے مار سکتا ہوں۔ میں نے آہستگی سے جواب دیا۔

بوڑھا شخص مسکرایا۔ یہ میرے آقا تم نہیں کر سکتے۔ اس نے جواب دیا۔

میں نے رائفل اٹھائی۔ آہو کا نشانہ لیا۔ یہ ایک چھوٹا جانور تھا جو عام حالات میں نشانہ چوکنے پر افسوس ناک نہیں تھا لیکن اس وقت یہ بہت اہم تھا کہ نشانہ ٹھیک لگے۔ میں نے سانس روکی اور آہستگی سے ٹرائیگر دبا دیا۔ جانور پتھر کے بت کی طرح کھڑا تھا۔ ایک زبردست گونج ہوئی آہو اپنی جگہ سے اچھلا پھر زمین پر گر کر مر گیا۔

اس کے ساتھ ساتھ جو لوگ میرے سامنے کھڑے تھے ان کے منہ سے تکلیف بھری آہ اور خوف میں ڈوبی آواز نکلی۔

اگر تمہیں گوشت چاہئے جاؤ اور جانور سے لے لو۔ میں نے سرد مہری سے کہا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بوڑھے شخص نے اشارہ کیا اور ایک نوجوان آگے بڑھا اور آہو کو اٹھا کر لے آیا۔

میں نے غور کیا اور مطمئن ہوا کہ گولی ٹھیک کندھے کے پیچھے لگی ہے۔ سارے لوگ ایک ساتھ مردہ آہو پر جھک کر گولی لگنے والی جگہ کو بغور دیکھ رہے تھے۔

تم نے دیکھا کہ میں یونہی خالی خولی باتیں نہیں کرتا ہوں۔

انہوں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔

اور اگر اب بھی تمہیں ہماری طاقت پر شبہ ہے۔ میں نے بات جاری رکھی۔ تم میں سے کوئی جائے وہیں کھڑا ہو جائے جہاں یہ جانور کھڑا تھا تو میں اسے بھی اسی طرح ۔۔۔ گا۔

ظاہر ہے اس کے لئے کوئی بھی تیار نہیں ہوا لیکن بادشاہ کا بیٹا بول پڑا۔

یہ ٹھیک ہے۔ تم میرے چچا جاؤ اور وہاں کھڑے ہو جاؤ۔

یہ چونکہ ایک جانور تھا اس لیے اسے جادو نے مار دیا لیکن یقیناً یہ ایک آدمی کو نہیں مار سکتا۔

بوڑھے شخص نے اس مشورہ کو بہتر خیال نہیں کیا۔ بلکہ اس نے تکلیف محسوس کی۔

نہیں...... نہیں۔ اس نے ہسٹریائی انداز میں کہا۔ میری بوڑھی آنکھوں نے بہت کچھ دیکھا ہے۔

یہ یقیناً جادو ہے۔ چلو ہم انہیں بادشاہ کی خدمت میں لے چلیں اور اگر کوئی مزید ثبوت چاہتا ہے تو اسے چٹان پر کھڑے ہو جانا چاہئے تاکہ جادو کی ٹیوب اس سے باتیں کر لے۔

سب کے چہروں پر خوف تھا۔ ایک نے کہا کہ اس جادو کو ہمارے جسموں پر ضائع نہ کرو ہم ۔۔ من ہیں۔ ہمارے اپنے جادوگر ایسا جادو نہیں جانتے۔

اچھا تو ٹھیک ہے بوڑھے شخص نے پورے اطمینان کے لہجے میں کہا۔ بلاشک یہ ایسا ہی ہے۔ ۔۔ ستاروں کی بیٹو...... چمکدار آنکھ اور حرکت کرتے ہوئے دانتوں کے بیٹے جو طوفان کی طرح ۔۔ رجاتا ہے اور بہت دوسرے قتل کر دیتا ہے۔ میں ''انفاڈوس'' ہوں کافا کا بیٹا۔ جو ایک بار کوکونا ۔۔۔ لوں کا بادشاہ رہ چکا ہے۔ یہ نوجوان ''اسکارگا'' ہے۔

اس نے تو مجھے ناتواں کر دیا۔ گڈ نے منہ ہی منہ میں کہا۔

''اسکارگا'' ٹوالا کا بیٹا۔ عظیم بادشاہ۔ ٹوالا جس کی ایک ہزار بیویاں ہیں۔ جو کوکونا کا چیف ہے۔ لارڈ ہے۔ وہی اس عظیم الشان سڑک کا مالک ہے۔ وہی دشمنوں کو زیر کرنے والا ہے۔ کالے جادو کا طالب علم ہے۔ وہی ہے جو ہزارہا سپاہیوں کا قائد ہے۔ ٹوالا ایک آنکھ والا۔ کالا خوف ناک

تو پھر ہمیں ٹوالا کے پاس لے چلو۔ میں نے پرسکون لہجے میں کہا۔ ہم نے چھوٹے لوگوں سے گفتگو نہیں کرتے ہیں۔

بہت اچھا میرے آقا۔ ہم آپ کو لے چلیں گے لیکن راستہ طویل ہے۔ ہم تین دن سے شکار کے سلسلے میں بادشاہ سے دور ہیں لیکن میرے آقا آپ لوگ مطمئن رہیں ہم آپ کو لے چلیں گے۔

اچھا تو پھر چلو...... میں نے لاپرواہی سے کہا۔ ہمارے پاس بہت وقت ہے۔ ابھی ہم مرنے والے نہیں ہیں۔ ہم تیار ہیں۔ ہمیں لے چلو۔ لیکن انفاڈوس اور اسکارگا سن لو ہم سے کوئی چالاکی نہ کرنا سمجھے۔ کوئی چالاکی کوئی شیطانی حرکت کوئی جال یا پھندا اگر تمہارے ذہنوں میں ہے تو سمجھ لینا کہ وہ ہمیں معلوم ہو جائے گا اور ہم اس کی سزا دیں گے۔ اس کی چمکتی آنکھ سے نکلنے والی روشنی، عیاں ٹانگیں اور آدھے چہرے پر بال تمہیں تباہ و برباد کر دے گا۔ وہ تمہارے علاقے میں پہنچ کر تمہیں سبق سکھائے گا۔ اس کے غائب ہو جانے والے دانت تم جہاں کہیں بھی ہو گے تمہیں کھا جائیگا۔ تمہیں، تمہاری بیوی کو اور تمہارے بچوں کو۔ جادو کی ٹیوب تمہیں چیخ کر سمجھ لے گی اور تمہیں مردہ کر دے گی۔ ہوشیار باش۔

یہ دھمکی آمیز تقریر اپنا اثر چھوڑنے میں فیل نہیں ہوئی۔ حقیقتاً یہ برچھی کی طرح ہمارے دوستوں کے جسموں میں پیوست ہو گئی۔ وہ سب لوگ ہماری طاقت سے مرعوب تھے۔

بوڑھے شخص نے ایک گہری سانس لی اور منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑایا۔ وہ ایک لفظ کوم کوم بار بار کہہ رہا تھا جس کا مطلب مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شاہی سلام تھا۔ وہ مڑا اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا۔ وہ سارے کے سارے آگے بڑھے اور ہمارا تمام سامان اٹھا کر چلنے لگے سوائے بندوقوں کے جسے وہ چھونا بھی نہیں چاہ رہے تھے۔ انہوں نے گڈ کے کپڑے بھی نہیں چھوڑ دیئے جیسا کہ قارئین کرام کے ذہن میں ہوگا کہ وہ بہت سلیقے سے تہہ کر کے رکھے ہوئے تھے۔

اس نے دیکھا اور آگے بڑھ کر تیز آواز میں بولنے لگا۔

میرے آقا چمکتی آنکھوں اور اندر باہر ہوتے دانتوں کو ہمیں نہ چھونے دیں۔ بوڑھے شخص نے کہا۔ یہ سب کچھ اس کا اپنا خادم اٹھائے گا۔

لیکن میں چاہتا ہوں تم یہ بھی اٹھاؤ۔ گڈ دہاڑا۔ وہ نروس لگ رہا تھا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

امبوپا نے اس کا ترجمہ کیا۔ کیا میرے آقا اپنی خوبصورت سفید ٹانگوں کو ڈھانپیں گے تا کہ اس کا خادم نہ دیکھ سکے؟ کیا ہم نے اپنے آقا کو ناراض کر دیا ہے جو وہ ایسا کر رہا ہے۔

یہاں اب میں اپنی ہنسی کو نہ روک سکا۔ اس وقت ایک شخص آگے بڑھا اور گڈ کے کپڑوں کو اٹھالیا۔

لعنت ہو۔ گڈ دہاڑا۔ اس کالے شخص نے میری ٹراؤزر اٹھالی ہے۔

"ادھر دیکھو گڈ۔" سرہنری نے کہا۔ تم اس علاقے میں ایک خاص کیریکٹر کے حامل شخص کے طور پر روشناس ہوئے ہو۔ تمہیں اسی پر قائم رہنا ہے۔ یہ تمہارے لیے مناسب نہیں ہوگا کہ تم دوبارہ ٹراؤزر پہنو۔ اس وقت سے تمہیں ہمیشہ صرف شرٹ میں رہنا ہوگا۔ جسم پر قمیص، پاؤں میں بوٹ اور آنکھ پر آئی گلاس۔

"ہاں" میں نے تائید کی اور تمہارا ایک طرف کا چہرا صاف رہنا چاہئے دوسری طرف کا بالوں والا۔ اگر تم نے کوئی چیز بھی تبدیل کر دی تو لوگ سمجھیں گے کہ ہم لوگ دغاباز ہیں ٹھگ ہیں۔ مجھے تم پر افسوس ہے لیکن تمہیں ایسا کرنا ہوگا۔ اگر انہوں نے ایک بار بھی ہم پر شبہہ کر لیا تو پھر یہ سمجھ لو کہ ہماری زندگیاں ایسے ہوں گی جیسے گھاس۔

کیا تم واقعی ایسا سمجھتے ہو؟ گڈ نے مایوسی سے پوچھا۔

ہاں میں ایسا ہی سمجھتا ہوں۔ تمہاری خوبصورت ٹانگیں۔ تمہارا آئی گلاس۔ اس پارٹی کا طرۂ امتیاز ہے اور جیسا کہ سرہنری نے کہا تمہیں اسی طرح رہنا ہے۔ شکر ادا کرو کہ تم بوٹ پہنے ہوئے ہو اور ہوا گرم ہے۔

گڈ نے گہری سانس لی اور کچھ نہ بولا لیکن اسے پندرہ دن اس کا عادی ہونے میں لگ گئے۔ اس نئے اور مختصر لباس میں۔

......☆☆......

کوکونا لینڈ میں ہماری آمد

اس پوری دوپہر ہم لوگ چلتے رہے۔ اس حسین اور بانکی سڑک پر جو شمال مغرب کی جانب جارہی تھی۔ انفاڈوس اور اسکارگا ہمارے ساتھ چل رہے تھے لیکن ان کے ماننے والے ہم سے سو قدم آگے تھے۔

"انفاڈوس" میں نے پرزور آواز میں پکارا۔ اس روڈ کو کس نے بنایا ہے؟

میرے آقا اسے بنایا نہیں ہے۔ یہ بہت پرانی بنی ہوئی ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ کب بنی ہے۔ کس نے بنائی ہے۔ حتیٰ کہ عقلمند عورت گاگول بھی نہیں جانتی جو کئی پشتوں سے زندہ ہے۔ میں اتنا بوڑھا نہیں ہوں کہ اس کے بننے کی تاریخ سے واقف ہوں۔ اب کوئی بھی ایسی سڑک نہیں بنا سکتا۔

اور کوکونا کے لوگ اس ملک میں کب آئے؟

میرے آقا ہمارے آباؤاجداد ہزاروں، ہزاروں چاند پہلے اس طرف سے یہاں آئے تھے اور اس نے شمال کی جانب اشارہ کیا۔ وہ لوگ اور آگے نہیں جا سکے اس لیے کہ پہاڑ بہت بلند تھے اور زمین کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے۔ یہ سب کچھ ہمارے بزرگوں نے اپنے بچوں کو بتایا ہے۔ گاگول بھی یہی کہتی ہے جو ایک بہت ہی عقلمند عورت ہے جسے سب کچھ معلوم ہے جسے چڑیلوں کی معلومات بھی ہیں اور پھر اس نے برف سے ڈھکی پہاڑ کی چوٹیوں کی طرف اشارہ کیا۔ یہ علاقہ بھی بہت اچھا تھا اس لیے وہ لوگ یہیں پڑ گئے اور پھر طاقتور ہوتے گئے اور اب ہماری تعداد اتنی ہے جتنی سمندری ریت کی ہوتی ہے اور جب ٹوالا ہمارا بادشاہ اپنی فوج کو بلاتا ہے تو حدِ نگاہ تک ان کے سر ہی سر نظر آتے ہیں اور اگر دشمن کی فوج ظفر موج لڑائی کے لئے آئے تو۔

نہیں میرے آقا۔ شمال کی طرف سے سرحدیں کھلی ہوئی ہیں اور جب کبھی کوئی جنگی دستہ

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بادلوں کی طرف سے نیچے یہاں آ جاتا ہے تو ہم انہیں قتل کر دیتے ہیں۔

تمہارے اپنے جنگجو تو تیزوں پر انحصار کرنے کے باعث کمزور ہو چکے ہو نگے انفاڈوس میرے آقا ایک جنگ ہوئی جس میں کچھ لوگ نیچے آئے تھے جنہیں ہم نے فوراً ہی مار دیا لیکن یہ سول وار تھی جس میں آدمی نے آدمی کو مارا تھا۔

یہ کیسے ہوا؟

میرے آقا ہمارا بادشاہ جو کہ میرا آدھا بھائی ہے اس کا ایک بھائی جو اسی عورت سے اسی وقت پیدا ہوا تھا جس سے کہ بادشاہ خود پیدا ہے یعنی دونوں جڑواں تھے اور ہماری روایت یہ نہیں ہے میرے آقا کہ دونوں کو زندہ رکھا جائے جو اس میں کمزور ہوتا ہے اسے مرنا پڑتا ہے لیکن ماں نے اس بچے کو کہیں چھپا دیا جو کہ آخر میں پیدا ہوا تھا جو کہ ٹوالا ہے ہمارا بادشاہ ہے۔ میں بھی اس کا بھائی ہوں لیکن دوسری ماں سے۔

اچھا......

میرے آقا......کافا جو ہمارا باپ تھا وہ اس وقت مرا جب ہم بڑے ہو چکے تھے اور میرا دوسرا بھائی جس کا نام اموٹو تھا وہ باپ کی جگہ بادشاہ بنایا گیا اور دوران بادشاہت اس کی سب سے چہیتی بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جب وہ بچہ ابھی تین سال کا ہی تھا اور بڑی جنگ ختم ہو چکی تھی جس کے دوران نہ کچھ بویا گیا اور نہ کاٹا گیا تو یہاں قحط پڑ گیا تو لوگ دبے لفظوں میں باتیں کرنے لگے اور چاروں طرف بھوکے شیر کی طرح دیکھنے لگے کہ کسے چیر پھاڑ کر کھائیں۔ اس وقت یہ گاگول جو کہ عقلمند عورت ہے اور جسے موت نہیں ہے اس نے اعلان کر دیا کہ بادشاہ اموٹو بادشاہ نہیں ہے۔ اس وقت اموٹو ایک زخم کے سبب بیمار تھا اور اپنے محل میں لیٹا ہوا تھا۔ اس کے لیے چلنا پھرنا محال تھا۔

پھر گاگول جھونپڑے میں گئی اور ٹوالا کو باہر لائی جو میرا آدھا بھائی ہے اور بادشاہ کا جڑواں بھائی جسے اس کی ماں نے غار میں چھپا دیا تھا۔ اس کے پیدا ہوتے ہی۔ اس نے کوکوناس کے لوگوں کو وہ نشان دکھایا جو مقدس نشان تھا اور جس میں سانپ کو کنڈلی مارے دکھایا گیا تھا یہ نشان بھی اسی جگہ بنایا گیا کہ اس کے بڑے بھائی کو پیدائش کے وقت بنایا گیا تھا۔ وہ زور سے چیخی لو اپنے بادشاہ کو سنبھالو جسے میں نے آج کے دن کے لئے محفوظ رکھا ہوا تھا۔

اس وقت جب کہ لوگ بھوک اور قحط سے پاگل ہو رہے تھے وہ بھی حقیقت کو جان کر چیخ پڑے۔ ہمارا بادشاہ......ہمارا بادشاہ......لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا نہیں تھا میرا بھائی اموٹو جڑواں

بھائیوں میں بڑا تھا اور قانونی طور پر وہی بادشاہ تھا۔ اس کے بعد شور و غوغا اتنا بڑھا کہ اموٹو بادشاہ حالانکہ وہ بہت کمزور تھا رینگتا ہوا اپنی جھونپڑی سے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑے اور اپنے بچے اگنوسی کو لیے چلا گیا۔

یہ آوازیں کیسی تھیں۔ اس نے پوچھا۔ لوگ کیوں چیخ رہے ہیں کہ بادشاہ۔ بادشاہ۔

پھر ٹوالا اس کا اپنا بھائی۔ جڑوا بھائی آگے بڑھا اور اموٹو کو بالوں سے پکڑ کر اپنا چاقو اس کے دل میں پیوست کر دیا اور لوگ جو پہلے ہی پریشان تھے تالیاں بجانی شروع کر دیں اور چیخنے لگے کہ ٹوالا ہمارا بادشاہ ہے اور اب ہمیں معلوم ہے کہ ٹوالا بادشاہ ہے اور اموٹو کی بیوی اور بچے جس کا نام اگنوسی تھا اس کا کیا بنا۔ کیا ٹوالا نے انہیں بھی قتل کر دیا؟

نہیں میرے آقا جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ اس کا شوہر نہیں بچ سکتا تو اس نے اپنے بیٹے کو اٹھایا اور بھاگ کھڑی ہوئی۔ دو دن کے بعد وہ کرال آئی اس وقت وہ شدید بھوکی تھی لیکن کسی نے اسے نہ تو کھانا دیا اور نہ ہی دودھ۔ اب اس کا شوہر جو بادشاہ تھا وہ مر چکا تھا اور لوگ تو بدقسمت لوگوں سے نفرت کرتے ہی ہیں۔ لیکن جب رات ہو گئی تو ایک لڑکی چپکے سے اپنی مکئی کے ساتھ باہر آئی اور عورت کو دیدیا تا کہ وہ کھا سکے۔ عورت لڑکی کی احسان مند ہو گئی اور پھر اپنے لڑکے کے ساتھ پہاڑوں پر چلی گئی۔ قبل اس کے کہ صبح ہو جاتی اور سورج نکل آتا۔ وہاں وہ سردی سے مر گئی ہو گی اس لیے کہ اس کے بعد کسی نے نہ تو اسے دیکھا اور نہ ہی اس کے لڑکے اگنوسی کو۔

تو کیا وہ بچہ اگر زندہ ہوا تو وہی اصل بادشاہ ہوگا۔ اگنوسی بادشاہ۔

ہاں میرے آقا مقدس سانپ کا نشاں وہاں موجود ہوگا۔ اگر وہ زندہ ہے تو وہی بادشاہ ہے لیکن افسوس کہ وہ کافی پہلے مر چکا ہے۔

"دیکھو میرے آقا" انفاڈوس نے ایک طرف اشارہ کیا جہاں بہت ساری جھونپڑیاں بنی ہوئی تھیں اور جو نصف دائرے کی شکل میں تھیں جس کے چاروں طرف گڑھا کھود کر فصیل سی بنائی گئی تھی۔ یہی کرال ہے اور یہیں اموٹو کی بیوی اپنے بیٹے اگنوسی کے ساتھ آخری بار دیکھی گئی تھی۔

ہم سب آج رات یہیں سوئیں گے۔ میرے آقا بھی اسی زمین پر سوئیں گے۔

جب ہم کوکوناکے لوگوں کے ساتھ ہیں تو پھر میرے دوست ہم بھی وہی کریں گے جو کوکوناس والے کرتے ہیں۔ میں نے اعتماد کے ساتھ کہا۔

ہم نے جیسے ہی یہاں کا قصد کیا تھا انفاڈوس نے اپنے ایک آدمی کو دوڑا دیا تھا تا کہ وہ یہاں

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کے لوگوں کو ہماری آمد کی اطلاع کر دے۔ جو کہ اتفاق سے انفاڈوس کے ملٹری کمانڈ میں تھا۔ جب وہ شخص وہاں سے اطلاع دینے کے لئے روانہ ہوا تو انفاڈوس نے بتایا تھا کہ اب یہ شخص مسلسل وہاں تک تیز رفتاری سے دوڑتا جائے گا۔ یہ لوگ اپنی قوم کے لوگوں کو دوڑنے کی خوب مشق کراتے ہیں جو ایک بہترین اکسرسائز ہے۔

اس پیغام کا بہت اچھا اثر ہوا اس لیے کہ جب ہم کرال سے ابھی دو میل دور ہی تھے کہ لوگ قطار اندر قطار آگے آتے جا رہے تھے تاکہ ہمارا استقبال کر سکیں۔

سرہنری نے اپنا ہاتھ میرے بازو پر رکھا اور کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ ہمارا بڑا پرتپاک خیر مقدم کیا جائے گا۔ ان کے لہجہ میں کچھ ایسی بات تھی جس نے انفاڈوس کی توجہ مبذول کرائی۔

میرے آقا آپ بالکل خوفزدہ نہ ہوں۔ اس نے جلدی سے کہا۔ میں دوغلا نہیں ہوں۔ یہ پوری رجمنٹ میری کمانڈ میں ہے اور وہ سب میرے حکم پر تم لوگوں کو خوش آمدید کہنے آتے ہیں۔

میں نے سر ہلایا حالانکہ میں ذہنی طور پر ابھی تک مطمئن نہیں تھا۔

اس وقت ہم پہلی کمپنی کے قریب پہنچ چکے تھے اور انہیں دیکھ کر حیرت زدہ تھے کیونکہ ان کے پاس عجیب عجیب طرح کے ہتھیار تھے جسے میں نے اس سے قبل کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ سارے مرد تھے جو سن بلوغت سے نکل چکے تھے۔ بہت سے تو چالیس کے پیٹے میں ہونگے اور کسی کا قد 6 فٹ سے کم نہیں ہوگا۔ بہت سے تو 6 فٹ تین یا چار انچ لمبے تھے۔ انہوں نے اپنے سروں پر بڑی بڑی ٹوپیاں پہنی ہوئی تھیں جو پروں سے بنائی گئی تھیں۔ وہ سب ایسا لگتا تھا کہ ہمارے گائڈ کا احترام کرتے ہیں۔ ان سب کے سیدھے پیر پر گھٹنوں سے تھوڑا اوپر سفید بیل کی دم دائرے کے شکل میں بنی ہوئی تھی۔ ان کے الٹے ہاتھوں میں تقریباً 20 انچ کی گول شیلڈ تھی۔ شیلڈز کچھ عجیب سی لگ رہی تھیں۔ اس کا فریم تو لوہے کا تھا جسے پیٹ کر پتلا کیا گیا تھا اور درمیان میں بالکل سفید بیل کی کھال لگی ہوئی تھی۔

ہتھیار جوان لوگوں نے لگائے ہوئے تھے وہ بہت سادہ تھے لیکن بہت اچھی کارکردگی والے لگ رہے تھے۔ ہتھیاروں میں ایک چیز تو دو دھاری نیزہ تھا جو لکڑی کے لمبے ڈنڈ میں لگا ہوا تھا جس کے بلیڈ کی چوڑائی تقریباً 6 انچ ہوگی اور آگے سے تیز نوکیلا۔ یہ نیزہ پھینک کر مارنے والا نہیں تھا یہ تو قریب سے مارنے والا تھا اور اسکا زخم انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہر شخص کے پاس تین لمبے اور وزنی چاقو تھے۔ ہر چاقو کا وزن دو پونڈ کا تھا۔ ایک چاقو بیل کی دم جہاں بنی

تھی وہاں لگا ہوا تھا اور دو دوسرے گول شیلڈ میں لگے ہوئے تھے۔ کوکوناس کے جنگ جو پچاس گز کے فاصلے سے بڑی مہارت کے ساتھ اس کا استعمال کر سکتے تھے۔ ان کی یہ روایت تھی اگر دشمن قریب آ جائے تو ان پر بری طرح ٹوٹ پڑیں۔

ہر کمپنی ساکت کھڑی رہی جیسے کہ برونز کا اسٹیچو کھڑا رہتا ہے جب تک ہم لوگ ان کے مقابل موجود رہے۔ پھر کسی نے سگنل دیا جو غالباً ان کا کمانڈنگ افسر تھا اور جو اپنی چیتے کی کھال سے بنی ہوئی وردی سے پہچانا جاتا تھا اور جو سپاہیوں سے چند قدم آگے کھڑا تھا۔ ہر سپاہی نے اپنا نیزہ بلند کر دیا اور شاہی سلام ادا کیا "کوم کوم" ہم تو آگے بڑھ گئے اور کمپنی کے سپاہی ہمارے پیچھے مارچ کرتے چلتے رہے۔ ان کے مارچ سے زمین جیسے ہل رہی ہو۔

بالآخر ہم شارع سلیمان سے ہوتے ہوئے اس خندق کے قریب پہنچ گئے جو کرال کے چاروں طرف بنائی گئی تھی جو کہ قریب قریب ایک میل کے دائرے میں ہوگی۔ یہاں داخلے کے گیٹ پر گارڈ موجود تھے اور ایک پل تھا جو ہمیشہ اونچا رہا کرتا تھا لیکن جب کسی کو اندر یا باہر جانا ہوتا تو گارڈ اسے نیچے کر دیتا تاکہ کرال کے اندر جایا جا سکے یا پھر وہاں سے باہر آیا جا سکے۔ کرال کو بہت عمدگی سے آباد کیا گیا تھا۔ آبادی کے بیچ میں ایک راستہ تھا، جس سے دوسرے بہت سارے راستے نکلتے تھے۔ راستوں کو اس طرح بنایا گیا تھا کہ جھونپڑیاں اسکوائر بلاک کی شکل میں تقسیم ہو جائیں۔ جھونپڑیاں اسی طرح سے بنائی گئی تھیں جیسے زولو بناتے ہیں۔ یعنی ڈوم طرز کی جس کا فریم خوبصورت اور مضبوط تھا اور جسے گھاس سے پر کیا گیا تھا، لیکن ایک چیز زولو ہٹس سے مختلف تھی وہ یہ کہ اس میں دروازے بھی تھے جس سے آدمی گزر سکتا تھا۔ یہ بڑی بھی زیادہ تھیں جس کے چاروں طرف 6 فٹ چوڑا برآمدہ بنا ہوا تھا۔ فرش کو چونے کے پوڈر اور دیگر چیزوں سے سخت بنایا گیا تھا۔ ان تمام راستوں پر سیکڑوں عورتیں کھڑی ہمیں دیکھ رہی تھیں۔ یہ عورتیں کافی ہینڈسم تھیں۔ وہ لمبی اور خوش شکل تھیں۔ ان کے نقوش دلفریب تھے۔ لیکن ہمیں کرال کی جس چیز نے متاثر کیا وہ وہاں کی ہوا تھی۔ بہر حال ان کے تجسس نے انہیں باہر نکالا تاکہ وہ ہمیں دیکھ سکیں۔ لیکن انہوں نے اپنے چہروں سے بے گانگی، خوف یا تنقید کے جذبات ہویدا نہیں ہونے دیے، جب کہ ہم تھکے ہارے ان کے سامنے سے گزر رہے تھے۔ اس وقت بھی انہوں نے کوئی ایسا تاثر نہیں دیا جب انفاڈوس نے ان کی توجہ گڈ کی ٹانگوں کی طرف دلائی جو سفید اور خوبصورت تھیں۔ شاید وہ اتنی مبہوت ہو گئی تھیں کہ ان کے ذہن نے کسی تاثر کو چہرے تک نہ آنے دیا ہو۔ ان کی نگاہیں برف

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جیسے سفید جسم کو دیکھ رہی تھیں جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں کہ گڈ کی جلد انتہائی سفید ہے۔ اور یہ گڈ کے حق میں کتنا اچھا ہے کہ قدرت اس پر مہربان ہے۔

جب ہم کرال کے بیچ میں پہنچے تو انفاڈوس ایک بڑی جھونپڑی کے دروازے پر رک گیا جو ایک چھوٹے سرکل سے محصور تھی۔

داخل ہو جاؤ۔ ستاروں کے بیٹو اور تھوڑی دیر یہاں آرام کرلو۔

بہت اچھا انفاڈوس۔ میں نے تبصرہ کیا کیونکہ ہم مسلسل سفر سے تھک چکے ہیں۔ اب ہمیں تھوڑے آرام کی ضرورت ہے۔

چنانچہ ہم جھونپڑی میں داخل ہو گئے۔ جس میں ہمارے آرام کی تمام سہولیات موجود تھیں نرم کھال کے بنے ہوئے کوچ بچھے ہوئے تھے تاکہ ہم لیٹ سکیں اور نہانے دھونے کے لیے پانی رکھا ہوا تھا۔ عین اس وقت باہر سے چیخ و پکار کی آواز آنے لگی۔ دروازے کے قریب گئے تو ہم نے دیکھا دودھ، روسٹ اور شہد لئے ایک شخص چلا آ رہا ہے۔ اس کے پیچھے چند جوان ایک بیل لیے آ رہے تھے۔ ہم نے تحفہ وصول کیا، پھر ایک نوجوان نے اپنی کمر پر لگے چاقو کو نکالا اور فوراً ہی بیل کے گلے پر پھیر دیا۔ دس منٹ کے اندر ہی اندر وہ مر گیا پھر انہوں نے اس کی کھال اتاری اور مختلف حصوں کو کاٹ کر الگ کیا۔ ان میں سے گوشت کے اچھے اچھے حصے کاٹ کر ہمارے لیے علیحدہ کیے اور جو بچا وہ پارٹی کے لیے تھا۔ ہم نے ان جنگ جوؤں کو تحائف دیئے جو انہوں نے وصول کر کے اپنے لوگوں میں سفید فام آقاؤں کا تحفہ کے طور بانٹ دیا۔

امبوپا کام کے لیے بیٹھ گیا جو ایک عورت کے ساتھ مددگار کے طور پر انجام دے رہا تھ۔ وہ جوان عورت ہمارے حصہ کے گوشت کو ایک بڑے برتن میں جھونپڑی سے باہر جلتی آگ میں پکا رہی تھی۔ جب یہ قریب قریب تیار ہو گیا تو ہم نے انفاڈوس کو اطلاع بھجوادی اسے اور اسکارگا جو بادشاہ کا لڑکا تھا اس سے کہا کہ آ کر ہمارے ساتھ طعام میں شریک ہو جائے۔

وہ آئے اور چھوٹے چھوٹے اسٹولوں پر بیٹھ گئے اور ڈنر نکلوانے کے سلسلے میں ہماری مدد کرنے لگے۔ بوڑھا شخص بہت اپنائیت اور نرمی سے پیش آ رہا تھا۔ لیکن میں نے محسوس کیا کہ ایک نوجوان ہم پر شبہ کر رہا ہے۔ وہ پارٹی کے دوسرے لوگوں کے ساتھ ہماری سفید جلد، شکل و شباہت اور جادوئی چیزوں کو شبہ بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔ لیکن اب مجھے ایسا لگنے لگا کہ وہ لوگ یہ دیکھ کر کہ ہم اطمینان سے کھا پی کر دوسرے فانی انسانوں کی طرح لیٹ گئے ہیں تو ان کی دہشت

اور وحشت ختم ہو گئی، اس کی جگہ شک و شبہ نے لے لی۔ جس نے مجھے کسی قدر بے آرام کر دیا۔

جب ہم لوگ کھانا کھا رہے تھے تو سر ہنری نے رائے زنی کی کہ ہمیں اپنے میزبانوں سے ان کے بھائی کے متعلق پوچھنا چاہئے کہ آیا انہوں نے کبھی اسے یہاں دیکھا ہے اور اگر دیکھا ہے تو اس کا کیا بنا؟ لیکن میں نے غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس وقت اس کا ذکر کرنا بعید از عقل ہوگا۔ اس لیے کہ اس کی وضاحت کرنی مشکل ہو جائے گی کہ ہمارا کوئی عزیز ستاروں سے کس طرح غائب ہو گیا۔

کھانے کے بعد ہم نے اپنے پائپ تیار کئے اور اسے جلایا۔ انفاڈوس اور اسکارگا اسے حیرت سے دیکھتے رہے۔ کوکونا کے باسیوں کو تمبا کو اور اس کی فرحت کا کوئی علم نہیں تھا، تمباکو کے پتے یہاں یقیناً کاشت کئے جاتے تھے، لیکن اس کا استعمال زولو کی طرح صرف سونگھنے تک محدود تھا اور وہ اس کے نئے استعمال سے قطعاً ناواقف تھے۔

ہم نے اپنا سفر دوبارہ شروع کرنے سے پیشتر انفاڈوس سے پوچھا اور خوش ہوئے کہ دوسری صبح ہماری روانگی کے تمام انتظامات ہو چکے ہیں، ایک قاصد پہلے ہی روانہ کیا جا چکا ہے تاکہ وہ ٹوالا بادشاہ کو ہماری آمد کی اطلاع دے دے۔

گمان یہ تھا کہ ٹوالا اپنے مستقر پر ہی ہوگا جسے ”لو“ کہا جاتا ہے اور سالانہ بڑے تہوار کی تیاریاں کر رہا ہوگا جو جون کے پہلے ہفتے میں منعقد ہوتی ہے۔ اس تہوار کے موقعے پر اس کی افواج کی تمام رجمنٹ، سوائے تھوڑے سے لوگوں کے جو سرحدی اور اندرونی حفاظت کے لیے مامور کر دیئے جاتے تھے، بلائی جاتی تھی جو بادشاہ کے سامنے پریڈ کرتے تھے۔

ہمیں صبح کوچ کرنا تھا اور انفاڈوس جسے ہمارے ساتھ چلنا تھا وہ توقع کر رہا تھا کہ ہم ”لو“ دوسری رات تک پہنچ پائیں گے، سوائے اس کے کہ ہمارا راستہ دریا نہ روکے یا پھر ہم کسی حادثے کا شکار نہ ہو جائیں۔

جب ہمیں سفر کی اطلاع بہم پہنچائی گئی تو تمام ملاقاتی ہمیں گڈ نائٹ کرتے چلے گئے اور اس بات کا انتظام کرتے گئے کہ کچھ لوگ باری باری ہماری حفاظت کی غرض سے پہرہ دیں گے۔ ہم تینوں بے فکری سے تھکاوٹ کی نیند سو گئے، جب کہ چوتھا امبوپا بیٹھا کسی ممکنہ بے وفائی کا انتظار کرتا رہا۔

......☆☆......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

بادشاہ ٹو الا

"لو" تک پہنچنے میں ہمیں پورے دو دن لگ گئے۔ ہم نے شارع سلیمان پر سفر کیا جو کہ کوکوانا لینڈ کے درمیان سے گزرتا تھا۔

دوسرے دن غروب آفتاب کے وقت ہم تھوڑا سا آرام کی غرض سے ایک جگہ رک گئے، جبکہ کچھ بلندی پر ایک چوٹی کے اوپر جہاں سڑک جاتی تھی ایک انتہائی خوبصورت خطہ زمین تھا جو کافی زرخیز لگ رہا تھا۔ یہی لو تھا۔ یہاں کے حساب سے یہ ایک منفرد جگہ تھی جو تقریباً پانچ میل کا احاطہ کئے ہوئے تھی بلکہ مجھے کہنے دیجئے کہ یہ ہارس شو (گھوڑے کی نال) جیسی پہاڑی تھی۔ اس کے شمال میں دو میل پہلے ہی ہمیں روک دیا گیا تا کہ ہم ماحول سے مانوس ہو سکیں۔ ساٹھ، ستر میل کے فاصلے پر تین بڑے پہاڑ نظر آ رہے تھے جو برف سے مکمل طور پر ڈھکے ہوئے تھے اور ایک مثلث کی صورت میں سطح مرتفع سے شروع ہوئے تھے۔

وہاں پہنچ کر روڈ ختم ہو جاتا ہے۔ انفاڈوس نے بتایا اور تینوں پہاڑوں کی طرف اشارہ کیا، جسے کوکوانا لینڈ کے لوگ "تین چڑیلیں" کہا کرتے تھے۔

یہ ختم کیوں ہو گیا۔ میں نے سوال کیا۔

یہ بات کوئی نہیں جانتا۔ اس نے جواب دیا اور اپنے کندھے اچکائے۔ ان پہاڑوں میں لاتعداد غار ہیں اور ان کے درمیان عظیم کھائی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اگلے وقتوں کے عقلمند وہاں جاتے تھے اور ملک کی ضرورت کی چیزیں وہاں سے لاتے تھے۔ اور اب تو ہمارا بادشاہ وہیں دفن کیا جاتا ہے۔

وہ لوگ وہاں کیوں جاتے تھے۔ میں نے دلچسپی سے سوال کیا۔

نہیں...... میں کچھ نہیں جانتا...... میرے آقا جو ستاروں سے آئے ہیں انہیں یہ جاننا چاہئے، اس نے پھرتی سے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بہت کچھ جانتا تھا، اس کے مقابلے میں جو کہ بتایا تھا۔

"ہاں" میں نے بات جاری رکھی۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ ستاروں پر ہم بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ میں نے مثال کے طور پر سنا ہے کہ پرانے زمانے کے عقلمند لوگ ان پہاڑوں پر اس لیے آتے تھے کہ وہ یہاں سے چمکدار پتھر حاصل کر سکیں اور پیلا لوہا بھی (مراد سونا ہے)

میرے آقا تم عقلمند ہو۔ اس نے سرد مہری سے جواب دیا۔ میں تمہارے سامنے بچہ ہوں اور ان معاملات پر تم سے بات نہیں کر سکتا۔ میرے آقا یہ تم گاگول سے بوڑھی گاگول سے پوچھنا جو بادشاہ کے محل میں ملے گی۔ جو کہ میرے آقا کی طرح عقلمند ہے اور پھر وہ چلا گیا۔

جیسے ہی وہ گیا میں دوسرے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور پہاڑوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ "سلیمان کا خزانہ" وہاں ہے۔

امبوپا جو کہ قریب ہی کھڑا ہوا تھا اور جس کی مٹھی ہمیشہ کی طرح بند تھی اس نے میرے الفاظ سن اور سمجھ لئے۔

"ہاں" میک موزاہم" اس نے زولو زبان میں کہا کہ ہیرے یقیناً وہیں ہیں اور تم لوگ اسے حاصل کر سکتے ہو، اس لیے کہ تم سفید فام لوگ کھلونوں اور پیسے کے شوقین ہو۔

"تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا امبوپا" میں نے جلدی سے سوال کیا، اس لیے کہ میں اس کا پراسرار انداز پسند نہیں کرتا تھا۔

"وہ ہنسا" میں نے یہ رات میں سوتے ہوئے خواب میں دیکھا ہے۔ سفید فام...... اس نے کہا پھر وہ مڑا اور چلا گیا۔

اب کیا کیا جائے؟ سر ہنری نے کہا۔ کیا ہمارا کالا دوست کچھ جانتا ہے؟ وہ بہت کچھ جانتا ہے، لیکن ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ یہ بات قطعی صاف ہے۔ کواٹرمین میں یہ بات برسبیل تذکرہ کر رہا ہوں۔ "کیا یہ میرے بھائی کے متعلق بھی کچھ جانتا ہے؟"

قطعی نہیں...... اسلئے کہ اس نے بہت سے لوگوں سے پوچھا اور سب نے ہی انکار کیا کہ انہوں نے یہاں کسی سفید فام کو آج تک نہیں دیکھا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کیا یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ وہ یہیں کہیں ہے۔ گڈ نے تجویز پیش کی۔ یہ تو ایک معجزہ ہی ہوگا جو وہ بغیر کسی نقشے کے یہاں تک پہنچ جائے۔

مجھے نہیں معلوم...... سرہنری نے افسردگی سے کہا۔ لیکن میں یہ ضرور سوچتا ہوں کہ اسے ملنا چاہئے۔

لیکن ہمارے مراقبے کو ہمارے نرم خو دوست انفاڈوس نے توڑ دیا۔

اگر ہمارے آقا آرام فرما چکے ہوں تو ہم "لو" کے لئے پھر سفر کو جاری رکھیں۔ یہاں ایک جھونپڑی رات کے قیام کے لیے تیار کردی گئی ہے۔ آج چاند بھی خوب چمک رہا ہے۔ اس لیے ہم راستے میں کہیں گریں گے بھی نہیں۔ ہم بلندی کی طرف چڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ ایک گھنٹے میں آبادی کے کنارے پہنچ گئے۔ فوراً ہی ہم پانی کی ایک خندق (MOAT) کے پاس پہنچے جس پر ایک ایسا پل بنا ہوا تھا جو ضرورت کے وقت گر جاتا اور پل کے طور پر استعمال ہوتا اور پھر ہٹ جاتا اس طرح کوئی آ جا نہیں سکتا تھا۔ وہاں ایک سنتری کھڑا ہوا تھا جس کی آواز کرخت (hoarse) تھی۔ اسی سنتری نے ہمیں سلیوٹ کیا اور پھر ہم مین سڑک سے عظیم الشان شہر میں پہنچے جو سنہرے اور پھولوں سے مزین تھا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد ہم پیدل چلتے ہوئے بے شمار جھونپڑیوں سے گزرتے ایک مقام پر پہنچے جہاں انفاڈوس رک گیا یہ مقام وہ تھا جو چند جھونپڑیوں پر مشتمل ایک گروپ کا صدر دروازہ تھا جس کے چاروں طرف صحن بنا ہوا تھا۔ انفاڈوس نے ہمیں بتایا کہ یہ ہمارے کوارٹرز ہیں۔ ہم داخل ہوئے تو معلوم ہوا کہ ہم سب کے لیے ایک ایک ہٹ کا انتظام کیا گیا ہے، ہر ہٹ میں نرم چمڑے کا بستر لگا ہوا تھا جس میں سوکھی نرم گھاس بھری ہوئی تھی۔

ہم نے کھایا پیا اور پھر میزبان سے درخواست کی تاکہ وہ سب کے بیڈ ایک ہی ہٹ میں کر دیں پھر ہم سو گئے، اس طویل سفر میں ہم بری طرح تھک چکے تھے۔

جب ہم لوگ سو کر اٹھے تو سورج نکل چکا تھا۔ ہم لوگ ناشتہ سے فارغ ہو کر پائپ پی رہے تھے کہ انفاڈوس آیا اور ہمیں آگاہ کیا کہ بادشاہ ٹوالا ہم سے ملاقات کے لیے تیار ہے اور کیا ہم چلنے پر راضی ہیں؟ سو قدم چلنے کے بعد ہم ایک انکلوژر پر پہنچے جو تقریباً اسی انداز میں بنی ہوئی تھی۔ جس میں ہم لوگوں کو ٹھہرایا گیا تھا، بظاہر فرق صرف یہ تھا کہ یہ اس سے پچاس گنا بڑی ہوگی اور اس نے کم از کم 6 یا 17 یکٹرز زمین گھیری ہوئی ہوگی۔

اس کے چاروں طرف اور باؤنڈری سے باہر جھونپڑیوں کی قطار بنی ہوئی تھی جو بادشاہ کی

بیویوں کے رہنے کی جگہ تھی۔ اور گیٹ کے بالکل سامنے کافی جگہ خالی تھی پھر ایک بہت ہی بڑی جھونپڑی بنی ہوئی تھی جس میں بادشاہ سلامت کی رہائش تھی۔ باقی سب کھلا میدان تھا، جس میں سات یا آٹھ ہزار جنگ جو موجود تھے۔ یہ لوگ بت کی طرح کھڑے ہوئے تھے، جب کہ ہم لوگ ان کے سامنے سے گزر رہے تھے۔

ان کی عظمت و شوکت، ان کی لہرائی ہوئی پروں کی کلغی، ان کے چمکتے ہوئے پینڈے، پشت پر لگے ہوئے لوہے کے خود، بیل کے چمڑے کی شیلڈ یہ سب کچھ وہ نظارہ تھا جسے ضبطِ تحریر میں لانا ممکن نظر نہیں آتا۔

بڑی ہٹ کے سامنے کی جگہ خالی تھی، لیکن وہاں بہت سارے اسٹول رکھے ہوئے تھے۔ ان میں سے تین پر انفاڈوس کی ایما پر ہم بیٹھ گئے۔ امبوپا ہمارے پیچھے کھڑا رہا اور انفاڈوس ہٹ کے دروازے کے قریب بیٹھ گیا۔

ہم سب خاموشی سے دس منٹ یا کچھ زیادہ دیر تک انتظار کرتے رہے اور یہ جان رہے تھے کہ ہمیں مسلسل آٹھ ہزار جوڑی آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ یہ ایک امتحان تھا مشکل امتحان سے ہم مقدور بھر کامیاب گزر رہے تھے۔ بالآخر ہٹ کا دروازہ کھلا اور ایک بارعب شخصیت جس کے کندھے شیر کی کھال سے ڈھکے ہوئے تھے برآمد ہوئی جس کے سامنے اس کا بیٹا اسکارگا بھی تھا۔ اور ایک بندر بھی...... یہ شخصیت ایک اسٹول پر بیٹھ گئی۔ اسکارگا اس شخص کے پیچھے بیٹھ گیا۔ بندر نیچے آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا۔

ابھی تک، وہاں مکمل خاموشی رہی۔

قوی ہیکل، بارعب شخصیت نے کاندھوں پر پڑے ہوئے "کپڑوں" کو نیچے گرا دیا اور ہمارے سامنے کھڑی ہوگئی یہ ایک عظیم الشان نظارہ تھا۔ اس شخص کی شان و شوکت، رعب داب قابلِ دید تھا۔ ایسا کہ جیسے ہم نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ اس شخص کے ہونٹ کافی موٹے تھے جیسے کہ نیگرو کے ہوتے ہیں، اس کی ناک چپٹی تھی، اس کی صرف ایک آنکھ تھی لیکن ان میں بلا کی چمک تھی۔ اس کے چہرے پر ایک گڑھا بھی تھا جو اسے ممتاز کر رہا تھا۔ گویا اس کا سراپا ایک ظالم و جابر چالاک شخص کا مجموعہ تھا۔

اس کے بڑے سر پر پروں کا بنا ہوا ایک طرہ رکھا ہوا تھا۔ اس کا جسم چمکدار جنگی تمغوں سے سجا ہوا تھا، جب کہ کمر سے نیچے اور گھٹنوں سے اوپر سفید بیل کی دم کا دائرہ بنا ہوا تھا۔ اس نے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سیدھے ہاتھ میں ایک بڑا نیزہ پکڑا ہوا تھا۔ گردن میں ایک موٹا سونے کا نکلس پڑا تھا اور اس کی پیشانی پر ایک بغیر کٹا ہوا ہیرا چمک رہا تھا۔

ابھی تک وہاں خاموشی تھی۔ لیکن بہت زیادہ دیر تک نہ رہ سکی۔

اب اس شخص نے جسے ہم بجا طور پر بادشاہ سمجھ رہے تھے اپنے ہاتھوں میں موجود برچھی ہلائی۔ جس کے جواب میں آٹھ ہزار پر مشتمل افواج کے اجتماع نے شاہی سلامی پیش کی "کوم" یہ لفظ تین مرتبہ دہرایا گیا۔ "کوم کوم کوم" اور ہر دفعہ زمین آواز سے کانپ گئی۔ اس آواز کو اگر کسی چیز سے تشبیہ دی جاسکتی ہے تو وہ ایک بڑا طوفان ہے۔

اے لوگو...... باادب...... ایک باریک سی آواز آئی جیسے بندر بول رہا ہو۔ یہ بادشاہ ہے۔ یہ بادشاہ ہے۔ آٹھ ہزار جنگ جوؤں نے ایک ساتھ اپنے حلق سے آواز نکالی۔ اے لوگو...... باادب...... یہ بادشاہ ہے۔

اس کے بعد دوبارہ خاموشی چھا گئی۔ خوفناک خاموشی۔ لیکن جلد ہی یہ خاموشی ٹوٹ گئی۔ ہمارے بائیں جانب ایک سپاہی نے اپنی شیلڈ کو فرش پر گرا دیا۔ جس سے چھناکے دار آواز پیدا ہوئی۔

ٹوالا نے اپنی واحد خوفناک آنکھ آواز کی جانب موڑی۔

یہاں آؤ...... تم...... اس نے کہا اس کی آواز یخ بستہ تھی۔

ایک نفیس جوان اپنے مقام سے اٹھا اور اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

یہ تمہاری شیلڈ تھی جو گری ہے۔ بے ڈھنگے کتے۔ تم نے مجھے ان لوگوں کے سامنے بے عزت کر دیا جو ستاروں سے آئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے متعلق کیا رائے قائم کی ہوگی۔

ہم دیکھ رہے تھے کہ وہ غریب پیلا ہو گیا تھا۔

یہ محض اتفاق تھا اے کالی گائے کے بیٹے۔ اس نے منہ ہی منہ میں کہا۔

تو پھر یہ موقع ہے کہ تم اس کا ہرجانہ پیش کرو۔ تم مجھے بے وقوف نہیں بنا سکتے۔ موت کے لیے تیار ہو جاؤ۔

"میں بادشاہ کا بیل ہوں۔" جواب آہستگی کے ساتھ دیا گیا۔

"اسکارگا" بادشاہ چیخا۔ مجھے دکھاؤ کہ تم اپنا نیزہ کس طرح چلاتے ہو۔ اس خطاکار پاگل کو قتل کر دو۔

اسکارگا آگے بڑھا۔ اس کے چہرے پر وحشیانہ مسکراہٹ تھی۔ اس نے اپنا نیزہ اٹھایا۔ غریب مجرم نے اپنی آنکھوں کو اپنے ہاتھوں سے چھپا لیا اور بے حس و حرکت کھڑا ہو گیا۔ اور ہم لوگ خوف سے سہم سے گئے۔

ایک بار...... دو بار...... اس نے اپنے نیزے کو ہلایا اور پھر حملہ کر دیا۔ آہ...... ٹھیک جگہ نیزہ سپاہی کے پیچھے ایک فٹ اندر داخل ہو گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے اور مر گیا۔

کچھ لوگوں نے چہ میگوئیوں کے انداز میں کہا۔ اس سپاہی نے چند چکر کاٹے اور مر گیا۔ تکلیف دہ منظر ختم ہو گیا۔ وہاں ایک لاش پڑی تھی۔ اور ہمیں ابھی تک یہ یقین نہیں تھا کہ یہ کوئی ڈرامہ ہے۔ سر ہنری کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے، پھر خاموشی سے مرعوب ہو کر بیٹھ گئے۔

یہ ایک اچھا وار تھا۔ بادشاہ نے داد دی۔ اس کو لے جاؤ۔ چار اشخاص آگے بڑھے اور لاش کو اٹھا کر لے گئے۔

خون کے دھبوں کو صاف کر دو۔ ہاں...... اسے صاف کر دو باریک آواز نے جو بندر جیسے شخص کے پاس سے آ رہی تھی کہا...... بادشاہ نے جو لفظ کہا...... بادشاہ کے حکم کی تعمیل ہو گئی۔

اس پر ایک لڑکی جھونپڑی سے باہر آئی۔ آگے بڑھی۔ اس کے پاس چونے کا ایک جار تھا اس نے خون کے دھبوں پر ڈال دیا تاکہ وہ نظر نہ آئے۔

سر ہنری اس وقت غصہ سے بے قابو ہو رہے تھے۔ انہیں جو کچھ ہوا اس پر غصہ تھا۔ حقیقتاً ہمیں سخت دشواری ہو رہی تھی کہ انہیں کس طرح سنبھالیں۔

خدا کے لیے بیٹھ جاؤ...... میں نے سرگوشی کی۔ ہماری زندگیاں داؤ پر لگی ہوئی ہیں۔ ضبط سے کام لیتے ہوئے وہ خاموش بیٹھ گئے۔

ٹوالا اس وقت تک خاموش بیٹھا رہا، جب تک کہ خون کے دھبوں کو صاف نہ کر دیا گیا۔ پھر وہ ہم سے مخاطب ہوا۔

سفید فام لوگو...... اس نے کہا۔ "تم کہاں سے اور کدھر سے آئے مجھے نہیں معلوم۔" "خوش آمدید۔"

خوش آمدید ٹوالا۔ کوکونا کے بادشاہ۔ میں نے جواب دیا۔

سفید فام لوگو...... تم کہاں سے آئے اور کیا چاہتے ہو؟

ہم ستاروں سے آئے ہیں، لیکن کیسے آئے یہ نہ پوچھو۔ ہم یہ ملک دیکھنے آئے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تم نے اتنا طویل سفر صرف اس لیے کیا کہ یہ معمولی سی جگہ دیکھو۔ اور وہ شخص جو تمہارے ساتھ ہے۔ اس نے امبوپا کی طرف اشارہ کیا۔ کیا وہ بھی ستاروں سے آیا ہے۔

وہ بھی اس لیے کہ اوپر جنت میں ہر رنگ و نسل کے لوگ رہتے ہیں۔ لیکن اس بلند مقام کے متعلق گفتگو نہ کرو۔ اے ٹوالا بادشاہ۔

تم بہت بلند آواز سے گفتگو کرتے ہو۔ اے ستاروں کے لوگ...... ٹوالا نے جواب دیا، اس کا لہجہ خوش گوار تھا۔ یاد رکھو ستارے یہاں سے بہت دور ہیں اور تم لوگ یہاں ہو میں اگر تمہیں اس جیسا بنا دوں تو وہ لوگ کسے تنگ کریں گے۔

میں بہت زور سے ہنسا حالانکہ میرے دل میں بہت تھوڑی سی ہنسی تھی۔

او...... بادشاہ...... میں نے کہا...... خیال رکھنا گرم پتھروں پر احتیاط کے ساتھ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے پاؤں جل جائیں۔ اپنے نیزے کو سنبھال کر پکڑو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہاتھ ہی کٹ جائیں۔ اگر تم نے ہمارا ایک بال بھی بیکا کیا تو تم پر تباہی آ جائیگی، انہیں بھی کچھ نہیں کہا گیا۔ انفاڈوس اور اس کارگا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو اپنے نیزے سے مقتول کا خون صاف کر رہا تھا۔ اس سے پوچھو ہمارا اخلاق کیسا ہے۔ کیا ہم جیسا انہوں نے دوسرا کوئی دیکھا ہے۔ اور میں نے گڈ کی جانب اشارہ کیا۔ مجھے یقین تھا کہ ان لوگوں نے کیپٹن جیسا کوئی اور شخص نہیں دیکھا ہو گا۔

یہ سچ ہے۔ ہم نے ایسا شخص نہیں دیکھا۔ بادشاہ نے دلچسپی کے ساتھ گڈ کو دیکھتے ہوئے کہا۔

میں نے مزید کہا۔ کیا تمہارے لوگوں نے یہ نہیں بتایا کہ ہم دور سے کس طرح ہلاکت برباد کر دیتے ہیں۔ میں نے کہا۔

ان لوگوں نے مجھے بتایا ہے، لیکن مجھے یقین نہیں ہے۔ مجھے قتل کر کے دکھاؤ۔ تم اپنے مقابل، کھڑے ہوئے شخص کو قتل کر کے دکھاؤ اور اس نے کرال کے سامنے کھڑے ہوئے شخص کی طرف اشارہ کیا۔ پھر میں یقین کر لونگا۔

نہیں۔ میں نے جواب دیا۔ میں کسی شخص کو قتل کرنے کا گناہ نہیں کر سکتا سوائے سزا دینے کے۔

اگر تم کسی ملازم کے ذریعے کرال گیٹ پر ایک بیل کھڑا کرا دو اور وہ شخص وہاں سے ہٹ جائے تو میں اس بیل کو مار دونگا۔

نہیں۔ بادشاہ ہنسا۔ تم ایک آدمی کو قتل کرو تو میں یقین کروں گا۔

ٹھیک ہے۔ اے بادشاہ۔ میں نے سرد مہری سے جواب دیا۔ کیا تم کھلی جگہ گیٹ تک جاؤ گے اور جیسے ہی تم وہاں تک پہنچے تم مر جاؤ گے۔ اور تم نہیں جانا چاہتے تو اپنے بیٹے اسکارگا کو بھیج دو۔ جسے مار کر مجھے خوشی ہو گئی۔

یہ سنتے ہی اسکارگا خوفزدہ ہو کر ہٹ میں چلا گیا۔

ٹوالا سوچوں میں غرق ہو گیا۔ اسے رائے پسند نہ آئی۔

ایک جوان بیل وہاں لے جاؤ۔ اس نے کہا۔

دو آدمی تیزی سے آگے بڑھ گئے۔

میں نے سرہنری سے پوچھا کہ کیا تم شوٹ کرو گے؟ میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ صرف میں ہی جادوگر نہیں ہوں۔ اور مجھے گڈ کے نشانے پر اعتبار نہیں ہے۔

سرہنری نے اپنی گن نکالی اور تیار ہو گئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ میں ایک اچھا شاٹ کھیلوں گا۔ اس نے آہستگی سے کہا۔

تم یقیناً کرو گے۔ میں نے جواب دیا۔ اگر پہلی بیرل مس ہو جائے تو فوراً ہی دوسری چلا دینا۔

پھر خاموشی چھائی رہی تاوقتیکہ ہم نے ایک بیل کو دوڑتے ہوئے گیٹ کی طرف جاتے دیکھا۔ وہ بلا آخر گیٹ پر پہنچ گیا۔ پھر لوگوں کا اژدہام دیکھ کر وہ رکا، پھر سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

اب تمہاری باری ہے۔ میں نے خاموشی سے کہا۔

رائفل اوپر اٹھی۔

دھماکہ ہوا۔ بیل کے گرنے کی آواز آئی۔ وہ الٹا پڑا اپنے پیر چلا رہا تھا۔ گولی اس کی پسلیوں میں لگی تھی۔ اس نے اپنا کام کر دیا تھا۔ ہزاروں دیکھنے والوں کے منہ سے حیرت میں ڈوبی آواز آئی۔

میں نے گھوم کر سرد مہری سے دیکھا۔

کیا میں نے غلط کہا تھا؟ او...... بادشاہ۔

نہیں سفید فام۔ یہ ایک حقیقت ہے۔ اس کے لہجے میں خوف کا عنصر شامل تھا۔

”سنو۔“ ٹوالا۔ میں نے سلسلۂ کلام جاری رکھا۔ تم نے دیکھا کہ ہم یہاں امن کے ساتھ

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

آئے ہیں۔ جنگ کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔ دیکھو! اور میں نے بندوق اٹھائی۔ یہاں کا کوئی بھی شخص ویسے ہی مار سکتا ہے جیسے میں نے مارا ہے۔ لیکن مجھے تھوڑی سی تبدیلی کرنی ہوگی۔ یہ کسی آدمی کو نہیں مارے گی۔ اگر اس تبدیلی کو ختم کر دو گے تو پھر یہ انسانوں کو بھی مار سکے گی۔

میں تمہیں یہ دکھاتا ہوں۔ کسی سپاہی کو بھیجو کہ وہ چالیس قدم پر جا کر اپنے نیزے کو زمین میں گاڑ دے، اس طرح کی اس کا بلیڈ اوپر ہو۔

چند سیکنڈ میں یہ ہو گیا۔

اب دیکھو میں نیزے کا بلیڈ کس طرح توڑتا ہوں۔

میں نے احتیاط سے نشانہ لیتے ہوئے فائر کر دیا۔ گولی نے نیزے کے بلیڈ کو ہٹ کیا اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

ایک بار پھر حیرتوں میں ڈوبی طویل سانس لینے کی آواز آئی۔

اب ٹوالا میں یہ جادوئی ٹیوب تمہیں دیتا ہوں۔ رفتہ رفتہ میں تمہیں اسے چلانا سکھا دونگا۔ لیکن خیال رکھنا ستاروں کا جادو زمین کے لوگوں پر نہ چلایا جائے، اور میں نے اسے رائفل پکڑا دی۔

بادشاہ نے اسے پکڑ لیا اور اپنے پاؤں کے پاس رکھ دیا۔

بادشاہ نے جیسے بندوق پکڑی میں نے دیکھا کہ بندوق جیسی شکل ہٹ کے سائے سے نکل کر آگے بڑھی۔ یہ ہم سب چاروں کے سامنے سے ہوتی ہوئی جب بادشاہ کے سامنے پہنچی تو اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی اور اپنے چہرے پر پڑے نقاب کو اتار دیا، اس کا چہرہ غیر معمولی طور پر کسی جادوگرنی کا چہرہ لگ رہا تھا۔ دیکھنے میں یہ وہی طویل عمر والی عورت لگتی تھی جو سکڑ اور سمٹ کر چھوٹی ہو گئی تھی اور جس کا چہرہ ایک سال کے بچے جیسا ہو گیا تھا سوائے اس کے کہ اس پر بہت ساری پیلی جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ ان جھریوں کے درمیان اس کا منہ تھا اور جس کے نیچے اس کی تھوڑی تھی جو اوپر کی جانب مڑ کر گول نوک سی بن گئی تھی۔ اس کی ناک ایسا لگتا تھا کہ نہیں ہے۔ حقیقتاً اس کا چہرہ ایسا لگ رہا تھا جیسے دھوپ میں سکھائی ہوئی لاش کا ہوتا ہے۔ اگر اس پر کالی آنکھوں کی جوڑی نہ ہوتی جو اب بھی روشن اور ذہانت سے بھرپور تھی اور جو سفید بھوؤں کے نیچے چمک رہی تھی۔ اس پر اس کی کھوپڑی ایسی کہ جیسے چرمی کاغذ پر رنگ کر دیا گیا ہو۔ یہ مردہ خانے میں جواہرات جڑنے کا نظارہ پیش کر رہے تھے۔ سر تو مکمل طور پر ننگا تھا، جس پر ایک بال بھی نظر

نہیں آ رہا تھا۔ جس کا رنگ پیلا تھا۔ جب کہ اس کا ننگا جھریوں بھرا کاسۂ سر اس طرح حرکت کرتا تھا جیسی کوبرا اپنا پھن ہلاتا ہے۔

اس کے چہرے کا تعلق ان خوفناک چہروں میں سے ایک تھا جسے دیکھ کر ہم پر کپکپاہٹ طاری ہو گئی۔ بہر حال وہ ایک لمحے کے لیے خاموش رہی۔ پھر فوراً ہی ایک ایسا پنجہ جس کی ہڈیوں پر صرف کھال تھی اور جس کی انگلیوں میں لمبے لمبے ناخون جو تقریباً ایک انچ کے ہونگے اسے ٹوالا بادشاہ کے کندھوں پر رکھا اور کہنا شروع کیا ایک ایسی آواز میں جو بہت ہی باریک تھی۔

☆......☆

سنو، او بادشاہ...... سنو او جنگ جوؤ...... سنو او پہاڑو اور دریاؤ...... کوکوناس کے لوگو...... سنو او ستارو اور سورج...... او بارش اور طوفان اور دھند...... سنو او مرد اور عورتو...... او جوانو اور کنواریو...... اور او بچو جو ابھی پیدا نہیں ہوئے...... سنو اے تمام چیزو جو زندہ ہو اور مرنا ہے...... سنو تمام مرے ہوئے لوگو اور جو دوبارہ زندہ ہونگے مرنے کے لیے...... سنو کہ مجھ میں وہ زندگی ہے جسے فنا نہیں ...... اور میں پیش گوئی کرنے والی ہوں...... میں پیشن گوئی کرنے والی ہوں...... میں پیشن گوئی کرنے والی ہوں۔

آواز اور الفاظ اپنے اختتام پر پہنچنے والے تھے۔ لیکن اس طرح کہ ہر شخص جیسے مبہوت ہو کر رہ گیا ہو۔ تمام حاضرین کے دل دھڑکنے لگے اور ایسا لگا جیسے حرکتِ قلب بند ہونے والی ہے۔ ہماری بھی یہی حالت تھی۔ یہ بوڑھی عورت انتہائی خطرناک تھی۔

خون...... خون...... خون...... خون کا دریا۔ ہر چہار طرف خون۔ میں اسے دیکھ رہی ہوں...... میں اسے سونگھ رہی ہوں۔ میں اسے چکھ رہی ہوں...... اس کا نمک زمین پر بہہ رہا ہے۔ یہ آسمانوں سے گر رہا ہے۔

قدموں کے نشان...... قدموں کے نشان...... قدموں کے نشان...... سفید فام لوگوں کے جو کہیں دور سے آئے ہیں، ان کے قدموں کی آواز...... یہ زمین کو ہلا رہی ہے۔ زمیں ان کے مالک کے سامنے ڈگمگا رہی ہے۔

خون اچھا ہوتا ہے۔ سرخ خون میں چمک ہوتی ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی خوشبو نہیں جو تازہ خون کی خوشبو سے مقابلہ کر سکے۔ شیر اسے چاٹتے ہیں اور دھاڑتے ہیں اور گدھ اپنے پروں کو اس میں بھگوتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

میں بوڑھی ہوں...... میں بوڑھی ہوں۔ میں نے بہت خون دیکھا ہے۔ ہاہا...... لیکن مجھے ابھی اور دیکھنا ہے ورنہ میں مر جاؤں گی...... میں کتنی بوڑھی ہوں۔ کیا تم جانتے ہو؟ تمہارے دادا مجھے جانتے تھے اور ان کے باپ اور ان کے باپ، ان کا باپ۔ میں نے سفید فاموں اور ان کی خواہشات کو دیکھا ہے۔ میں بوڑھی ہوں، لیکن پہاڑ مجھ سے بھی زیادہ بوڑھے ہیں۔ عظیم روڈ کو کس نے بنایا، ذرا مجھے بتاؤ۔ بڑی چٹانوں پر کس نے لکھا مجھے بتاؤ۔ ان تین چوٹیوں کو جو خاموش کھڑی ہیں، کس نے استوار کیا، مجھے بتاؤ۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ان تینوں پہاڑوں کی جانب اشارہ کیا جسے ہم نے کل رات ہی دیکھا تھا۔

تم نہیں جانتے۔ لیکن میں جانتی ہوں۔ یہ سفید فام لوگ تھے جو تمہارے در پے تھے۔ وہ اس وقت بھی ہوں گے جب تم نہیں ہو گے۔ وہ تمہیں کھا جائیں گے اور تباہ و برباد کر دیں گے۔

وہ یہاں کیوں آئے ہیں۔ سفید فام لوگ۔ خطرناک خوفناک لوگ۔ جو جادو میں مہارت رکھتے ہیں اور سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہیں، جو طاقتور ہیں اور جواب دینے والے ہیں۔

او بادشاہ! تمہاری پیشانی پر جو چمک دار پتھر ہے۔ او بادشاہ کس نے بنائے لوہے کے جامے کس نے بنائے جو سینے کی حفاظت کرتا ہے۔ تم نہیں جانتے لیکن میں جانتی ہوں۔ میں جو بہت بوڑھی اور پرانی ہوں...... میں جو عقلمند ہوں۔ میں جو چڑیلوں کی استاد ہوں۔

پھر اس نے اپنا گنجا گدھ جیسا سر ہماری طرف موڑا۔ تم کیا چاہتے ہو سفید فاموں جو ستاروں سے آئے ہو۔ ہاں آہ۔ ستاروں سے؟ کیا تم کوئی ایسی چیز کے طلب گار ہو جو کھو گئی ہے؟ تم اسے یہاں نہیں پا سکو گے۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ صدیوں سے کسی سفید فام کے پیروں نے اس سرزمین پر دباؤ نہیں ڈالا۔ اگر کوئی آیا تو مجھے یاد ہے اس نے اسے چھوڑ دیا، لیکن مرنے کے بعد۔ تم چمکدار پتھروں کے لیے یہاں آئے ہو۔ میں جانتی ہوں۔ میں جانتی ہوں۔ تم اسے اسی وقت حاصل کر سکو گے جب خون سوکھ چکا ہو گا۔ کیا تم واپس جاؤ گے جہاں سے آئے ہو یا تم ہمارے ساتھ رکو گے۔ ہاہاہا۔

اور تم...... تم جس کی جلد رنگین ہے اور جس کے پاس غرور ہے اور اس نے امبوپا کی جانب اشارہ کیا۔ تم کون ہو۔ تمہیں کیا چاہیے؟ پتھر نہیں جو چمکتے ہیں۔ پیلی دھات بھی نہیں جو جگمگ کرتی ہے۔ تمہیں کیا چاہیے۔ "سفید فام لوگو...... ستاروں سے آئے ہوئے" میں مذہب کو جانتی ہوں! ہا۔ میں مذہب کی خوشبو سونگھ رہی ہوں۔ اور خون کی خوشبو جو سینے میں ہے۔

اپنی پیٹی اتار دو۔

اب اس غیر معمولی شخصیت کی حالت غیر ہو گئی اور وہ زمین پر گر گئی۔ وہ پسینہ میں شرابور تھی ایسا لگتا تھا کہ اسے مرگی کا دورہ پڑا ہے۔ اسے اٹھا کر جھونپڑی میں لے جایا گیا۔

بادشاہ ڈگمگاتے ہوئے اٹھا اور اس نے اپنا ہاتھ لہرایا۔ یکا یک تمام کی تمام رجمنٹ ہٹ گئی۔

دس منٹ بعد ہم لوگ، بادشاہ اور چند خدام تنہا رہ گئے۔

سفید فام لوگو۔ اس نے کہا۔ میرے ذہن میں آ رہا ہے کہ میں تمہیں قتل کر دوں۔ گاگول نے بڑے اچنبے کی باتیں بتائی ہیں۔ تم لوگ اس سلسلہ میں کیا کہتے ہو؟

میں ہنسا۔ او بادشاہ خیال رکھو۔ ہم لوگوں کو اتنی آسانی سے قتل نہیں کیا جا سکتا۔ کیا تم نے بیل کا حشر نہیں دیکھا۔ کیا تم بیل جتنے طاقت ور ہو؟

بادشاہ فکر میں ڈوب گیا۔ بادشاہ کو دھمکی دینا مناسب نہیں تھا۔ لیکن ہم نے اسے دھمکی نہیں دی تھی، بلکہ حقیقت بیان کی تھی۔ ہمیں قتل کرنے کی کوشش کرو۔ او بادشاہ پھر دیکھو کیا ہوتا ہے۔

غیر مہذب شخص نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا اور سوچنے لگا۔

جاؤ امن کے ساتھ۔ اس نے بالآخر کہا۔ آج رات بڑے ناچ گانے کی رات ہے۔ تم کو اس تقریب میں آنا چاہیے۔ خوف نہ کھانا میں تمہارے لیے کوئی جال نہیں بچھاؤں گا۔ کل ہم سوچیں گے۔

یہ ٹھیک ہے۔ او بادشاہ۔ میں نے لاپروائی سے جواب دیا۔ اور پھر ہم سب انفاڈوس کے ساتھ اپنی جھونپڑی میں آ گئے۔

......☆☆......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

چڑیل کا شکار

جب ہم اپنی ہٹ میں پہنچے تو انفاڈوس کو بھی اشارہ کیا کہ وہ اندر آئے۔

اب انفاڈوس۔میں نے کہا۔ہم تم سے بات کریں گے۔

میرے آقا فرمائیے۔

ہم سمجھتے ہیں انفاڈوس کہ ٹوالا ایک ظالم شخص ہے۔

ہاں ایسا ہی ہے میرے آقا۔یہاں کے باسی اس کے ظلم سے سخت تنگ ہیں۔

یہ چڑیلوں کا بڑا شکار ہے۔اور بہت سے لوگ جادو اور قتل سونگھ رہے ہیں۔کسی آدمی کی زندگی محفوظ نہیں ہے۔اگر بادشاہ کسی کے جانوروں یا پھر کسی کی بیوی کو دیکھ کر للچاتا ہے یا وہ کسی سے خوف زدہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے اقتدار کے لیے خطرہ ہے تو گاگول جسے تم نے دیکھا ہے یا پھر چند دوسری عورتیں جسے اس نے سکھایا پڑھایا ہے تو وہ جادو سے اس شخص کا پتہ چلا لیتی ہے اور پھر وہ قتل کر دیا جاتا ہے۔بہت سے لوگ جب کہ چاند کی روشنی پھیلے گی قتل کر دیے جائیں گے۔ممکن ہے ہم دونوں بھی قتل کر دیے جائیں۔ابھی تک میں اس لیے بچا ہوا ہوں کہ میں جنگ کا ماہر ہوں اور سپاہی مجھ سے محبت کرتے ہیں۔لیکن مجھے یہ نہیں معلوم کہ میں کب تک زندہ رہوں گا۔پورا ملک ٹوالا کے ظلم اور اس کی بربریت سے تنگ ہے۔وہ سب اس کے خون خرابے سے اکتا چکے ہیں۔

تو پھر انفاڈوس! لوگ اسے ہٹا کیوں نہیں دیتے؟

نہیں میرے آقا وہ بادشاہ ہے اگر وہ قتل ہو گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا اسکارگا بادشاہ ہو جائیگا جب کہ اسکارگا ٹوالا سے بھی زیادہ ظالم اور خونخوار ہے۔اگر اسکارگا بادشاہ ہو گیا تو یہ ہمارے لیے

ٹوالا سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگا۔اگر اموٹو قتل نہ ہو گیا ہوتا یا اس کا بیٹا اگنوسی زندہ ہوتا تو بات دوسری ہوتی۔لیکن وہ دونوں تو فوت ہو چکے ہیں۔

یہ تم کس طرح کہہ سکتے ہو کہ اگنوسی مر چکا ہے۔ہمارے پیچھے سے ایک آواز آئی۔ہم نے چاروں طرف حیرت سے دیکھا کہ یہ بات کس نے کہی ہے۔یہ امبوپا تھا۔

اسکا کیا مطلب ہے لڑکے؟ انفاڈوس نے پوچھا۔تم سے کس نے کہا ہے کہ بات کرو۔

"سنو۔انفاڈوس۔" اس نے جواب دیا۔میں تمہیں ایک کہانی سناتا ہوں۔بہت سال پہلے بادشاہ اموٹو قتل کر دیا گیا اور اس کی بیوی اپنے بیٹے کو لیکر چلی گئی۔کیا یہ حقیقت نہیں ہے۔

ہاں ایسا ہی ہے۔

اور یہ کہا جاتا ہے کہ عورت اور اس کا بیٹا اگنوسی پہاڑوں پر مر گئے۔کیا یہ حقیقت نہیں؟

یہ بھی درست ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ماں اور اس کا بیٹا اگنوسی مرے نہیں۔انہوں نے پہاڑ عبور کیے۔اور پھر ایک قبیلے کے ساتھ جو صحرا عبور کر رہا تھا وہ شامل ہو گئی اور بالآخر ایک دن گھاس اور درختوں کی سرزمین میں پہنچ گئی۔

تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا؟

سنو......وہ ایک طویل مدت تک سفر کرتے رہے۔پھر ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں وہ کئی برس تک رہے کہ ماں کا انتقال ہو گیا۔اور پھر اگنوسی ایک مرتبہ دوبارہ مسافر ہو گیا اور ایک عجیب و حیرت انگیز جہان میں پہنچ گیا، جہاں سفید فام لوگ رہتے ہیں۔پھر اگنوسی نے کافی عرصہ تک سفید فام لوگوں کی عقلمندی سیکھی۔

یہ تو ایک بہت اچھی کہانی ہے۔انفاڈوس نے دلچسپی کے ساتھ کہا۔

اس ملک میں اگنوسی کافی عرصہ تک رہا۔خادم کے طور پر اور سپاہی کے طور پر۔اس کے دل میں وہ تمام باتیں بھی محفوظ رہیں جو اس کی ماں نے اسے بتائی تھیں۔وہ باتیں جو اس کے اپنے ملک سے اور اس کے گھر سے متعلق تھیں۔وہ سخت فکر مند تھا کہ کس طرح اپنے ملک پہنچ کر اپنے لوگوں کو دیکھے۔اپنے باپ کے گھر کو دیکھے۔قبل اس کے کہ مر جائے۔بہت دنوں تک وہ زندہ رہا اور انتظار کرتا رہا۔بالآخر وقت آ پہنچا جیسا کہ انتظار کرنے والوں کے پاس پہنچتا ہے۔اس کی ملاقات ایسے سفید فام لوگوں سے ہوئی جو اس ملک تک سفر کرنا چاہتے تھے۔وہ ان کے ہمراہ ہولیا۔سفید

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

فام لوگوں نے یہ طویل سفر اس لیے اختیار کیا تھا کہ وہ ایک گمشدہ شخص کو تلاش کر سکیں۔ انہوں نے جلتے ہوئے صحرا کو پار کیا۔ انہوں نے برف سے ڈھکے پہاڑوں کو بھی پار کیا۔ اور بالآخر وہ کوکونا کی سرزمین پر پہنچ گئے اور انہوں نے وہاں تمہیں پایا۔ اوانفاڈوس۔

یقیناً تم پاگل ہو چکے ہو جو ایسی باتیں کر رہے ہو۔ بوڑھے شخص نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

تم غور کرو۔ دیکھو۔ میں تمہیں دکھاؤں گا او میرے چچا۔

میں اگنوسی ہوں۔ کوکونا کا صحیح وارث۔

اور پھر امبوپا نے اپنا لبادہ گرا دیا اور ہمارے سامنے قطعی برہنہ کھڑا ہو گیا۔

دیکھو...... اس نے کہا...... یہ کیا ہے؟ اور اس نے ایک تصویر کی طرف اشارہ کیا جو اس کے جسم کے درمیانی حصے پر نیلے رنگ سے گدی ہوئی تھی۔ وہ ایک سانپ کی تصویر تھی جو دائرے کی شکل میں بنی ہوئی تھی اور اس سانپ کی دم اس کے منہ میں تھی۔

انفاڈوس نے دیکھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور ایسا لگا جیسے سر سے باہر آ جائیں گی۔ پھر وہ گھٹنوں کے بل گر گیا۔

''کوم...... کوم......'' اس نے یہ شاہی سلام پیش کیا۔ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے یہی بادشاہ ہے۔

کیا میں نے تمہیں صحیح بتایا ہے میرے چچا؟ اٹھو۔ میں ابھی بادشاہ نہیں ہوں۔ لیکن تمہاری مدد سے اور ان سفید فام بہادروں کی مدد سے جو میرے دوست ہیں۔ بادشاہ بن جاؤں گا۔ بوڑھی گاگول یہ صحیح کہہ رہی تھی کہ پہلے زمین خون سے رنگین ہو جائے گی اور اس کا خون بھی اسی میں شامل ہوگا۔ گاگول نے میرے باپ کو اپنی سازش سے قتل کیا اور میری ماں کو نکال دیا اور اب انفاڈوس تم اس کی سزا تجویز کرو۔ تم اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو آج سے تم میرے آدمی ہو۔ تم ان خطرات میں میرے ساجھی ہو گے جو مجھے لاحق ہیں اور میری مدد کرو گے تاکہ میں اسے اقتدار سے ہٹا سکوں اس باغی کو۔ اس قاتل کو۔ کیا تم میرا ساتھ نہیں دو گے۔ فیصلہ کرو۔

بوڑھے شخص نے اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھا اور سوچنے لگا۔ پھر وہ امبوپا یا اگنوسی کی جانب بڑھا اور اس کے سامنے جھک کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔

اگنوسی کوکونا کا حقیقی بادشاہ ہے۔ میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھوں میں دیتا ہوں اور مرتے دم تک

اس کا آدمی رہوں گا۔ جب وہ چھوٹا تھا تو میں اسے اپنے گھٹنوں پر بٹھاتا تھا اب کیا میرے بوڑھے ہاتھ اسے آزادی دلانے کے لیے نہیں اٹھیں گے۔

ٹھیک ہے انفاڈوس اگر میں نے فتح کر لیا تو تم بادشاہت کے ایک عظیم شخص ہو گے۔ تمہارا مرتبہ بادشاہ کے بعد سب سے بلند ہوگا۔ اور اگر میں فتح مند نہ ہوا تو پھر تمہاری موت ہو گی۔ اور توالا کی موت بہت دور نہیں ہے۔ اٹھو میرے چچا۔

اور تم سفید فام لوگو کیا میری مدد کرو گے۔ میں تمہیں کس چیز کی پیشکش کروں۔ سفید پتھروں کی؟ اگر میں نے فتح کر لیا اور انہیں پایا تو پھر تم جتنے پتھر لے جا سکو، لے جا سکو گے۔ کیا تم اس پر راضی ہو۔

میں نے یہ ریمارکس ترجمہ کر دیے۔

اس سے کہو...... سرہنری نے جواب دیا۔ کہ تم سفید فام آدمیوں کے سلسلے میں غلطی کر رہے ہو۔ دولت اچھی ضرورت ہوتی ہے اور اگر وہ ہمیں راستے میں مل جائے تو ہم ضرور حاصل کر لیں گے، لیکن کوئی شریف آدمی خود کو دولت کے عوض فروخت نہیں کرتا۔ اب میں نے اپنی طرف سے کہا۔ میں نے ہمیشہ امبوپا کو پسند کیا ہے اور میں اس سلسلے میں امبوپا کے ساتھ کھڑا ہونگا۔ یہ میرے لیے مسرت کی بات ہو گی کہ میں ظالم شیطان ٹوالا سے دو دو ہاتھ کروں۔ تم کیا کہتے ہو گڈ اور تم کوارٹرمین؟

گڈ نے جواب دیا تم اس سے کہہ دو کہ جہاں تک میرا تعلق ہے میں تمہارا لڑکا ہوں اور میری صرف یہ خواہش ہے کہ مجھے ٹراؤزر پہننے کی اجازت دی جائے۔

میں نے اس جواب کا ترجمہ کر دیا۔

بہت خوب میرے دوست۔ اگنوسی اور سابق امبوپا نے کہا۔ لیکن تم نے میکوزہم کچھ نہیں کہا، کیا تم بھی میرے ساتھ ہو؟

میں نے سوچا اور اس دوران اپنے سر کو کھجایا۔

امبوپا یا اگنوسی۔ میں نے کہا۔ میں انقلاب کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ میں ایک ایسا شخص ہوں جو امن چاہتا ہے اور کچھ کچھ بزدل بھی ہوں۔ یہاں امبوپا مسکرایا۔ لیکن دوسری جانب میں اپنے دوستوں کے ساتھ ہوں اگنوسی۔ تم ہمارے ساتھ رہے ہو اور ایک انسان کا کردار ادا کیا ہے۔ میں بھی تمہارے ساتھ کھڑا رہونگا۔ لیکن یہ خیال رہے کہ میں ایک تاجر ہوں اور مجھے زندہ رہنے کے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لیے کچھ کرنا ہے، چنانچہ میں تمہاری وہ پیش کش قبول کرتا ہوں کہ اگر ہم اس قابل ہوئے کہ ہیرے حاصل کر سکیں تو ضرور کریں گے۔ دوسری بات یہ کہ ہم انگوبا کے (سرہنری) بھائی کی تلاش میں ہیں جو گم ہے، تمہیں اس سلسلے میں ہماری مدد کرنی ہوگی۔

وہ میں کروں گا۔ اگنوسی نے جواب دیا۔ ٹھہرو۔ انفاڈوس۔ مجھے حقیقت سے آگاہ کرو۔ کیا کسی سفید فام شخص نے اس سرزمین پر قدم رکھا ہے؟

کسی نے نہیں۔ اواگنوسی۔

کیا کوئی سفید فام شخص دیکھا اور سنا گیا ہے۔ یہ بات تمہارے علم میں ہے یا نہیں۔

اگر کوئی ہوتا تو مجھے ضرور معلوم ہوتا۔

تو پھر انگوبا (سرہنری) سن لو کہ وہ یہاں نہیں ہے۔ اگنوسی نے کہا۔

ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ سرہنری نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ یہ بات ہے۔ میں فرض کئے لیتا ہوں کہ وہ یہاں نہیں آیا۔ تو یہ سب کچھ بے کار گیا۔ اللہ تعالیٰ کوئی سبیل پیدا کردیگا۔

اب معاملہ کی بات کرو۔ میں اس تکلیف دہ موضوع سے ہٹنا چاہتا تھا۔ یہ تو بہت اچھا ہے کہ تم حق کے طور پر بادشاہ بن جاؤ اگنوسی لیکن یہ بتاؤ کہ تم اقتدار تک کس طرح پہنچو گے؟

نہیں...... مجھے نہیں معلوم...... کیا انفاڈوس کے پاس کوئی پلان نہیں ہے؟

اگنوسی۔ روشنیوں کے بیٹے۔ اس کے چچا نے جواب دیا۔ آج کی شب عیش و طرب اور چڑیلوں کے شکار کی رات ہے۔ بہت سے لوگوں کے متعلق کچھ سونگھا گیا ہوگا اور وہ قتل کئے جائیں گے۔ جس کے بعد بہت سے لوگ رنج والم کا شکار ہوں گے اور ظالم ٹوالا کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت بھری ہوگی۔ جب رقص ختم ہوگا تو میں چند منتخب سرداروں سے بات کرونگا۔ جنہیں اگر میں قائل کر سکا تو وہ اپنی رجمنٹ سے بات کریں گے۔ میں پہلے سرداروں سے انتہائی نرمی سے بات کرونگا اور بتاؤں گا کہ تم حقیقی بادشاہ ہو اور میرا خیال ہے کہ کل تک تم بیس ہزار سپاہیوں کو اپنی حمایت میں پاؤ گے۔ اور میرا خیال ہے کہ مجھے اب جانا چاہئے تاکہ میں سوچوں۔ سنوں اور تیاری کروں۔ رقص کے اختتام پر اگر میں زندہ رہا اور ہم زندہ رہیں گے تو ہماری ملاقات یہیں ہوگی پھر میں بات کرونگا۔ ممکن ہے کہ جنگ ہو جائے۔

اس موقع پر ہماری کانفرنس میں شوروشغب سے خلل واقع ہوگیا جب چند پیغامبر بادشاہ کے پاس سے پیغام لے کر آئے۔ دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے ہم نے حکم دیا کہ ان

پیغامبروں کو اندر آنے دیا جائے۔ اور پھر تین افراد داخل ہوئے، ہر شخص نے ایک چمکدار چین کی قمیض (زرہ) پہنی ہوئی تھی اور ان کے پاس نفیس قسم کی جنگی کلہاڑی تھی۔

بادشاہ کی طرف سے سفید فام آقاؤں کو جو ستاروں سے آئے ہیں یہ تحفہ ہے۔ ایک شخص نے جو بادشاہ کے پاس سے آیا تھا کہا۔

ہم بادشاہ کے شکر گزار ہیں۔ میں نے کہا۔ پھر وہ چلے گئے۔

جب پیغامبر چلے گئے تو ہم نے تحفے کو دیکھا جو ہتھیار تھے۔ یہ بہت ہی نفیس چین کا کام تھا، ایسا جسے ہم ساتھیوں میں سے کسی نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ ان میں ایک کوٹ بھی تھا جو بہت بڑا تھا۔

کیا تم لوگ یہ چیزیں اپنے ملک میں بناتے ہو انفاڈوس؟ میں نے پوچھا۔ یہ بہت خوبصورت ہیں۔

نہیں میرے آقا۔ یہ تو ہمارے آباواجداد کے زمانے سے ہمارے پاس ہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اسے کس نے بنایا ہے۔ اب تو بس تھوڑے سے بچے ہیں۔ اسے صرف شاہی گھرانے کے لوگ ہی پہنتے ہیں۔ یہ جادوئی کوٹ ہیں (زرہ) جس میں سے کوئی نیزہ پاس نہیں ہو سکتا۔ اور جو لوگ یہ پہن کر میدان جنگ میں جاتے ہیں وہ ہر طرح محفوظ رہتے ہیں۔ بادشاہ یا تو بہت خوش ہے یا پھر بہت زیادہ خوفزدہ ورنہ پھر وہ اسٹیل کے کپڑے (زرہ) نہ بھیجتا۔ تم لوگ آج رات اسے پہن کر سوؤ میرے آقا۔

دن کا باقی حصہ ہم نے خاموشی سے گزرا۔ آرام کرتے ہوئے اور صورتحال پر غور کرتے ہوئے جو کہ خاصا پرجوش تھا۔ بالآخر سورج نیچے ہوا اور ہزاروں نگہبان باہر آ گئے۔ اندھیرے میں ہم نے سیکڑوں قدموں کی دھمک سنی جو چمکتے ہوئے نیزے لیے اس جانب بڑھ رہے تھے۔ جہاں ان کی ڈیوٹی لگائی گئی تھی تاکہ وہ عظیم رقص کی دیکھ بھال کر سکیں۔ ہم نے بادشاہ کی بھیجی ہوئی چین آرمر کی قمیض (زرہ) زیب تن کرلیں، اس طرح کہ اس پر اپنے کپڑے پہن لئے۔ ہمیں یہ جان کر حیرت ہوئی کہ وہ قمیض نہ ہی بھاری تھیں اور نہ ہی تکلیف دہ۔ یہ اسٹیل کی قمیض جو حقیقتاً بڑے تن و توش کے لوگوں کے لیے بنائی گئی تھیں۔ گڈ کے جسم پر ڈھیلی تھیں اور میرے جسم پر بھی۔ لیکن سرہنری کے جسم پر وہ اس طرح فٹ ہوئی جیسے ہاتھوں پر دستانے ہوتے ہیں۔ ہم نے اپنے ریوالور اپنی کمر پر کسے اور ہاتھوں میں جنگی کلہاڑی جو بادشاہ نے بھیجی تھی، لیکر چلنا شروع کردیا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جب ہم بڑی جھونپڑی (کرال) کے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ قریب قریب بیس ہزار جنگجو میدان میں موجود ہیں۔ وہاں وہ انتہائی خاموش تھے۔ اور چاند اپنی روشنی ان پر اور ان کے نیزوں پر ڈال رہا تھا۔ اس روشنی میں ان کی برچھیاں اور رنگ برنگی شیلڈ نظر آ رہی تھیں، ہماری نگاہیں جس طرف پڑیں قطار در قطار انسانی چہرے نظر آتے اور ان کے ہاتھوں میں نیزے۔

بے شک۔ پوری فوج یہاں موجود ہے۔ میں نے انفاڈوس سے کہا۔

"نہیں میکوزہم۔" اس نے جواب دیا یہ تو صرف ایک تہائی ہے۔ ایک تہائی ہر سال رقص میں ہوتا ہے۔ دوسرا تہائی حصہ باہر تعینات رہتا ہے تا کہ اگر قتل کے سلسلے میں کوئی گڑبڑ ہو تو وہ سنبھال سکیں۔ دس ہزار فوجی "لو" کے باہر تعینات رہتے ہیں اور باقی ملک میں کیرال کی نگہبانی کرتے ہیں۔ تم دیکھو یہ ایک عظیم قوم ہے۔

وہ لوگ بالکل خاموش ہیں۔ گڈ نے ریمارکس پاس کیے۔ اور اعصاب کے کھنچاؤ کے ساتھ بے حرکت اتنی بڑی بھیڑ کا کھڑا رہنا تقریباً ایسا ہی ہے جیسے ان کی اپنی طاقت کو دبا دیا گیا ہے۔

با گوان کا کیا خیال ہے۔ انفاڈوس نے سوال کیا۔

میں نے ترجمہ کر دیا۔

جن پر موت کا سایہ ہو گا وہ اسی طرح خاموش کھڑے رہیں گے۔ اس نے نفرت سے جواب دیا۔ کیا ان میں سے کچھ قتل کر دیے جائیں گے؟

بہت سے لوگ

سرہنری پر کپکپاہٹ چھا گئی۔ اور گڈ نے کہا میری خواہش ہے کہ ہم یہاں سے ہٹ جائیں تا کہ یہ خون خرابہ نہ دیکھ سکیں۔

مجھے بتاؤ کیا ہم لوگ خطرے میں ہیں؟ میں نے انفاڈوس سے سوال کیا۔

مجھے نہیں معلوم میرے آقا۔ ویسے میں اعتبار نہیں کر سکتا۔ لیکن خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔ اگر آج رات زندہ سلامت رہ گئے تو پھر سب ٹھیک رہے گا۔ سپاہی بادشاہ کے دل ہی دل میں خلاف ہیں۔

یہ باتیں ہم لوگ اس وقت کر رہے تھے جب اطمینان سے کھلے حصے کے درمیان میں چلتے ہوئے وہاں جا رہے تھے۔ جہاں ہمارے لئے اسٹول رکھے ہوئے تھے۔ جب ہم آگے بڑھے تو ہم نے ایک اور پارٹی کو شاہی جھونپڑی کی طرف سے آتے دیکھا۔

یہ بادشاہ ٹوالا ہے اور اسکارگا اس کا بیٹا اور گاگول بڑھیا۔ اور یہ بھی دیکھو ان کے ساتھ جو لوگ ہیں وہ قتل کر دیے جائیں گے۔ انفاڈوس نے بتایا۔ اس نے ایک گروپ کی طرف اشارہ کیا، جس میں ایک درجن کے قریب لوگ تھے جو سہمے ہوئے غلام لگ رہے تھے جن کے ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے میں ڈنڈا تھا۔

بادشاہ درمیان میں رکھے ہوئے اسٹول پر بیٹھ گیا۔ گاگول اس کے قدموں میں بیٹھ گئی اور دیگر لوگ اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

ہم جب پہنچے تو ٹوالا نے بلند آواز سے ہمیں خوش آمدید کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ قیمتی وقت کو ضائع نہ کرو۔ رات بہت چھوٹی ہے اور ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔

تم لوگ بڑے صحیح وقت پر آئے ہو آج ایک خوبصورت نظارہ دیکھو۔ چاروں طرف دیکھو سفید فام سردارو۔ چاروں طرف دیکھو اور اس نے اپنی واحد آنکھ ہر رجمنٹ پر ڈالی۔ کیا ستاروں پر ایسے منظر تم نے دیکھے ہیں۔ دیکھو لوگ کس طرح کانپ رہے ہیں تمام وہ لوگ جو اپنی طینت میں شیطان ہیں اور انصاف سے ڈرتے ہیں۔

شروع کرو۔ آغاز کرو۔ گاگول نے اپنی کمزور اور منحنی آواز میں کہا۔ Hyaenas بھوکی ہے۔ وہ کھانا مانگتی ہے۔ شروع کرو۔ شروع کرو۔

پھر ایک لمحے کے لیے وہاں مکمل سکوت چھا گیا۔

بادشاہ نے اپنا نیزہ بلند کیا اور فوراً ہی 20 ہزار قدم اٹھ گئے، اس طرح جیسے ان قدموں کا تعلق ایک ہی جسم سے ہو اور پھر سارے قدم ایک ساتھ زمین پر اسٹیمپ کی طرح پڑ گئے۔ یہ تین مرتبہ دہرایا گیا۔ جس کی وجہ سے پختہ فرش ہل کر ڈگمگانے لگا۔ پھر دور سے کسی نے غم کا نوحہ چھیڑ دیا۔ جس کے بول کچھ یوں تھے۔

عورتوں نے کیسے مردوں کو جنم دیا ہے؟

اس کے جواب میں ہر شخص کے حلق سے یہ جواب برآمد ہوا۔

"موت"

دوبارہ وہاں سکوت چھا گیا۔ اور بار دگر اسے بادشاہ نے اپنا ہاتھ بلند کر کے توڑا۔ فوراً ہی ہم نے قدموں کی آوازیں سنی اور جنگ جوؤں کے اندر سے کچھ لوگ دوڑتے ہوئے ہماری طرف آئے۔ جب وہ ہمارے قریب پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ وہ عورتیں ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر بڑی

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

عمر کی تھیں اوران کے بال سفید تھے۔ وہ مچھلی کے چھوٹے چھوٹے چھلکوں سے بنی ہوئی تھیں۔ ان کے چہرے پر سفید اور پیلے رنگ کی دھاریاں تھیں، جب کہ ان کے ہاتھوں میں ڈنڈا تھا۔ جس کے آگے برچھیاں لگی ہوئی تھیں۔ وہ کل دس تھیں۔ جب وہ ہمارے سامنے پہنچیں تو رک گئیں۔ ان میں سے ایک اپنے ڈنڈے کو پر ہیبت گاگول کی طرف لہرا کر چیخنے لگیں۔

ماں۔ بوڑھی ماں۔ ہم یہاں ہیں۔

اچھا۔ اچھا۔ بوڑھی ماں نے جواب دیا۔

کیا تمہاری آنکھیں تیز ہیں اسانوسں (witch doctoress) کیا تم اندھیرے میں دیکھ سکتی ہو؟

ماں وہ بہت تیز ہیں۔

خوب......خوب......کیا تمہارے کان کھلے ہیں اسانوسں۔ کیا وہ ان الفاظ کو بھی سن سکتی ہے جو کہ ابھی حلق سے باہر نہیں آئے۔

ماں۔ وہ کھلے ہیں۔

خوب...... خوب...... کیا تمہارے حواس ٹھیک طرح کام کر رہے ہیں۔ اسانوسں کیا تمہیں خون کی بو محسوس ہوتی ہے۔ کیا تم برے لوگوں کی زمین صاف کر سکتی ہو جو بادشاہ کے خلاف شیطانی سوچ رکھتے ہیں اور اپنے پڑوسیوں کی بھی؟

ماں......ہم کر سکتی ہیں۔

تب جاؤ۔ دیر نہ کرو، ان گدھوں کے سلسلے میں۔ دیکھو جنہیں قتل ہونا ہے۔ اور اشارہ اس گروپ کی طرف کیا جو پیچھے سزا کے لیے موجود تھے۔ ان کے نیزوں کو تیز کر دو۔ سفید فام لوگ جو بہت دور سے آئے ہیں وہ دیکھنے کے لیے بے چین ہیں۔ جاؤ۔

گاگول کی خوف ناک نائبین وحشیوں کی طرح چیختے ہوئے مختلف سمتوں میں دوڑ گئیں۔ جیسے بندوق سے گولی جاتی ہے۔ گاگول کے ہاتھ کی خشک ہڈیاں کر کے گرد گئیں اور پھر پھرتی سے چاروں طرف گردش کرنے لگیں۔ جہاں عوام کا جم غفیر کھڑا تھا۔ ہم اسے زیادہ نہیں دیکھ سکے، کیونکہ ہماری نگاہیں اسانوسں پر تھیں جو ہمارے قریب کھڑی تھی۔ جب وہ جنگ جوؤں سے چند قدم پر پہنچی تو وہ رک گئی اور وحشیانہ رقص شروع کر دیا۔ اور گول گول گھومتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے اپنے منہ سے اس قسم کے جملے ادا کرتی رہی جیسے میں سونگھ رہی ہوں، شیطانی حرکت کی سوچ رکھنے

والو۔ وہ قریب ہی ہے۔ یہ وہ ہے جس نے اپنی ماں کو زہر دیا۔ میں اس کے خیالات کو پڑھ رہی ہوں جو بادشاہ کے خلاف سوچ رہے ہیں۔

تیزی سے اور تیزی سے وہ رقص کرتی رہی۔ اور اس وقت تک کرتی رہی جب تک کہ اس کا جسم پسینہ سے شرابور نہ ہو گیا۔ اور اس کے منہ سے جھاگ نہ نکلنے لگا۔ جب تک کہ اس کی آنکھیں اوپر نہ چڑھ گئیں۔ جب تک کہ وہ پوری طرح خونخوار نہ ہو گئی۔ یکایک وہ بالکل ساکت ہو گئی۔ سب کو نفرت سے دیکھا۔ پھر اپنی برچھی نکالی اور اپنے سامنے موجود سپاہیوں کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ ہمیں ایسا لگا جیسے اس کے قریب پہنچتے ہی لوگ پیچھے دب جاتے تھے۔ ہمارا جہاں تک تعلق ہے ہم اس کی خوفناک حرکات کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ اس وقت وہ آہستگی سے آگے بڑھ رہی تھی جیسے حملہ کرنے سے پہلے کتے چلا کرتے ہیں۔ اب اسانوسں ان کے سامنے تھی۔ وہ ایک بار پھر رکی، ہدف کو دیکھا اور دوبارہ ایک یا دو قدم آگے بڑھی۔

اختتام فوراً ہی ہو گیا۔ وہ چیختے ہوئے بڑھی اور ایک جنگجو کو جو کافی لمبا تھا اپنی برچھی سے چھوا۔ فوراً ہی اس کے دو ساتھی جو قریب ہی کھڑے تھے اس شخص کو پکڑ لیا اور انہیں لیکر بادشاہ کی طرف بڑھے۔

اس نے کوئی مزاحمت نہ کی، بلکہ ہم نے تو یہ دیکھا جیسے اس کے پیر فالج زدہ ہو گئے اور ان کی انگلیاں جس سے نیزہ گر گیا تھا وہ ایسی ہو گئی تھیں جیسے مردے کی ہوتی ہیں۔

وہ جیسے ہی بادشاہ کے قریب پہنچا دو خونخوار جلاد آگے بڑھے۔ اس وقت وہ اس کے انتہائی قریب تھے اور جلاد نے چاروں طرف نگاہیں دوڑائیں اور پھر بادشاہ کی طرف دیکھا، جیسے حکم کا منتظر ہو۔

قتل کر دو۔ بادشاہ نے کہا۔

قتل کر دو۔ گاگول نے صدا لگائی۔

قتل کر دو۔ اسکارگا بولا۔

جیسے ہی یہ الفاظ ادا ہوئے خوفناک کام تمام ہوا۔

ایک جلاد نے اپنا نیزہ اس کے سینے میں اتار دیا۔ پھر احتیاطاً مزید کے طور پر دوسرے نے اپنے ڈنڈے سے اس کے سر پر ضرب لگائی۔

"ایک" بادشاہ نے گنا۔ اور مقتول کے بے جان جسم کو وہاں سے ہٹا دیا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

وہی کچھ دوسرے مجرم کے ساتھ ہوا، جب اسے قربان گاہ پر لایا گیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ چیتے کی کھال اوڑھے ہوا ہے، اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ کوئی بڑا عہدیدار ہے۔ اس بار پھر تکلیف دہ الفاظ ادا کئے گئے اور پھر وہ گر کر مر گیا۔

"دو۔" بادشاہ نے گنا۔

اسی طرح یہ موت کا کھیل جاری رہا اور تقریباً ایک سو مردہ جسم کھینچ کر ہمارے پیچھے لائے گئے۔ ہم نے سیزر کے وحشیانہ کھیل کے متعلق سنا تھا اور اسپین کے بل فائٹ کے متعلق بھی لیکن میں رائے زنی کرنی چاہوں گا کہ ان کے مظالم کو کوتا کے مظالم کے مقابلے میں آدھے ہوتے جوان چڑیلوں کے شکار میں ہم نے دیکھے ہیں۔

ایک بار تو ہم اٹھے کہ سمجھائیں، لیکن پھر ٹوالا کے ظلم کے آگے بے بس ہو گئے۔

اے سفید فام لوگو قانون کو اپنا کام کر لینے دو۔ یہ بے حیثیت کتے جادوگر ہیں اور شیطانی فطرت کے امین۔ یہ ٹھیک ہے کہ وہ مر جائیں۔ یہ ٹوالا کی آواز تھی۔

ساڑھے دس بجے کے قریب ٹوالا کی گنتی ایک سو تین تک پہنچ چکی تھی۔ پھر گاگول کھڑی ہوئی اور آہستہ آہستہ ہماری طرف بڑھنے لگی۔

یقین کرو یہ اپنا کھیل ہمارے ساتھ کھیلنا چاہتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو مجھے پھانسی پر چڑھا دینا۔ گڈ نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

یہ بے وقوفی ہے۔ سر ہنری نے جواب دیا۔

اور جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے جب اس عفریت کو ڈانس کرتے ہوئے اپنے قریب آتے دیکھا تھا تو اسی وقت میرا دل سینہ کو توڑ کر باہر آ چکا تھا۔ میں نے اپنے پیچھے پڑی ہوئی لاشوں کو دیکھا اور کانپ گیا۔

گاگول ہمارے قریب تر آ گئی۔ اس کی خوفناک آنکھوں سے آگ کے انگارے نکل رہے تھے۔

وہ قریب، بہت ہی قریب آ گئی۔ ہر شخص اس کی حرکات کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ بالآخر وہ ساکت کھڑی ہو گئی اور اس نے اشارہ کیا۔

یہ کون ہو سکتا ہے؟ سر ہنری نے خود سے سوال کیا۔

ایک ہی لمحہ میں تمام شبہات عیاں ہو گئے۔ کچھ لوگ تیزی سے آگے بڑھے اور امبوپا یا

انگوسی کو کندھوں سے پکڑ لیا۔

میں اس میں کچھ سونگھ رہی ہوں۔ وہ چیخی۔ اسے قتل کر دو۔ اسے قتل کر دو۔ یہ پورا شیطان ہے۔ اسے قتل کر دو۔ اس سے قبل کہ اس کے لیے خون بہے۔ اسے قتل کر دو۔ او بادشاہ۔

پھر سکون چھا گیا، جس کا میں نے فوراً ہی فائدہ اٹھایا۔

او بادشاہ۔ میں اپنی نشست سے اٹھتے ہوئے چیخا۔ یہ شخص تمہارے مہمان کا خادم ہے۔ وہ انکا خدمت گزار ہے۔ جو بھی اس کا خون بہائے گا تو ہم سمجھیں گے کہ اس نے ہمارا خون بہایا ہے۔ میں مقدس قانون کے نام پر اس کی حفاظت چاہتا ہوں۔

گاگول۔ بوڑھی ماں چڑیلوں کو تلاش کرنے والی نے کچھ سونگھا ہے اس لیے اسے مرنا ہوگا۔ سفید فام، بس اس کا یہ جواب تھا۔

نہیں اسے نہیں مرنا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ جس نے بھی اسے چھونے کی کوشش کی وہ یقیناً موت کا مزہ چکھے گا۔

"اسے پکڑو۔" ٹوالا سزا پر عمل درآمد کرانے والوں پر دہاڑا جو سرخ آنکھوں کے ساتھ اپنے شکار کے قریب کھڑے ہوئے تھے۔

وہ ہماری طرف بڑھے، لیکن پھر متذبذب ہوئے۔ جہاں تک انگوسی کا تعلق ہے، اس نے اپنے نیزے پر ہاتھ رکھا اور اسے اوپر اٹھایا، جیسے اس نے فیصلہ کر لیا ہو کہ اپنی زندگی کو داؤ پر لگا دیگا۔

دور رہو۔ تم کتو۔ میں چیخا۔ اگر تم کل کی روشنی دیکھنا چاہتے ہو تو۔ تم اس کے سر کا ایک بال چھوؤ اور تمہارا بادشاہ ختم۔ اور میں نے اپنا ریوالور ٹوالا پر تان لیا۔ سر ہنری اور گڈ نے بھی اپنے پستول نکال لئے۔ سر ہنری نے اپنا پستول سزا پر عمل درآمد کرانے والے پر تان لیا جو کہ سزا پر عمل کرانے کے لیے آگے بڑھ رہا تھا۔ اور گڈ نے گاگول کا نشانہ باندھا۔

میرے پستول کی نال جیسے ہی ٹوالا کے سینے کی سیدھ میں ہوئی وہ گھبرا گیا۔

ٹھیک ہے۔ میں نے کہا۔ اب بولو کیا کرنا ہے ٹوالا؟

اپنی جادوئی ٹیوب کو پرے رکھو۔ ٹوالا نے جواب دیا۔ مہربانی کے نام پر اور اس لیے نہیں کہ میں ڈر گیا ہوں، بلکہ اس کے لیے۔ میں اسے چھوڑتا ہوں۔

یہ ٹھیک ہے۔ میں نے لاپروائی سے جواب دیا۔ ہم لوگ قتل و غارت دیکھ کر تھک چکے ہیں اب سوئیں گے۔ کیا رقص ختم ہو چکا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہاں رقص ختم ہو چکا ہے۔ٹوالا نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔اس نے لاشوں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا،ان کتوں کو یہاں سے لے جاؤ اور گدھوں کو ڈال دو۔اور پھر اس نے اپنے نیزے کو لہرایا۔

فوراً ہی رجمنٹ کیرال کے گیٹ سے ہٹنی شروع ہو گئی۔خاموشی کے ساتھ۔ایک چھوٹا سا گروپ البتہ وہاں ٹھہر گیا تا کہ وہ لاشوں کو ٹھکانے لگا سکے جنہوں نے اپنی جان کی قربانی دی تھی۔

پھر ہم لوگ بھی جانے کے لیے اٹھے اور بادشاہ کو اپنا سلام پیش کیا، جو اس نے مشکل ہی سے قبول کیا اور ہم اپنی ہٹ میں چلے آئے۔

جیسے ہی ہم بیٹھے سر ہنری نے کہا۔میں سمجھتا ہوں سب لوگوں کو دکھ ہوا ہے۔

ہمیں امبوپا کی مدد کرنے پر کوئی شبہ نہیں تھا۔گڈ نے کہا۔وہ کالے محافظ اب جا چکے ہیں۔

ہمارا وہاں بیٹھنا کتنا مشکل تھا، جب کہ ادھر قتل عام ہو رہا تھا۔میں تو اپنی آنکھیں بند کر لیتا تھا۔لیکن ہمیشہ غلط وقت پر وہ کھل جاتی تھیں۔

مجھے حیرت ہے کہ انفاڈوس کہاں ہے؟ امبوپا میرے دوست تمہیں ہمارا احسان مند ہونا چاہیے۔تمہاری کھال اتنی قریب تھی کہ بس اس میں سوراخ ہونے والا ہی تھا۔

میں احسان مند ہوں۔بھگوان۔امبوپا نے جواب دیا۔اور میں اسے بھولوں گا نہیں۔

انفاڈوس بھی تھوڑی دیر میں آ جائیگا۔ہمیں اس کا انتظار کرنا چاہیے۔

......☆☆......

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

چاند گرہن

کافی دیر تک......دو گھنٹے ..... ہم سوچتے رہے تھے۔ہم خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ہماری یادوں میں بہت سارا ظلم اور دردناک مناظر گھوم رہے تھے۔جس پر ہم بات کرنا چاہتے تھے۔بالآخر ہم سوچتے اور فکر مند رہے حتیٰ کہ رات صبح میں بدل گئی۔ہم نے قدموں کی آواز سنی۔

دوسرے ہی لمحے انفاڈوس ہٹ میں داخل ہوا، جس کے ساتھ ملک کے آدھے درجن سردار تھے۔

میرے آقا میں اپنے وعدے کے مطابق آ گیا ہوں۔میرے آقا اور اگنوسی حقیقی بادشاہ۔میں ان سرداروں کو لے آیا ہوں جو عظیم لوگ ہیں۔ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان میں سے ہر ایک تین ہزار سپاہیوں کا سردار ہے۔میں نے انہیں سب کچھ بتا دیا ہے۔جو میں نے دیکھا تھا وہ بھی جو میں نے سنا تھا۔اب ذرا انہیں بھی مقدس سانپ کی تصویر جو تمہارے جسم پر بنی ہوئی ہے۔دکھاؤ اور کہانی بھی سنا دو اگنوسی تا کہ وہ فیصلہ کر سکیں کہ وہ ٹوالا کے مقابلے میں تمہارا ساتھ دیں گے یا نہیں۔

جواب کے طور پر اگنوسی نے دوبارہ اپنا لبادہ اتارا اور گدے ہوئے سانپ کی نمائش کی۔ہر سردار نے قریب آ کر کمزور روشنی میں علامت کو دیکھا اور بغیر ایک لفظ کہے وہ ایک طرف ہو کر کھڑے ہو گئے۔

اگنوسی نے وہ کہانی دہرا دی جو اس نے صبح سنائی تھی۔

اب تم لوگوں نے اسے سردار مان لیا۔انفاڈوس نے کہا۔تم لوگ کیا کہتے ہو۔کیا تم اس کی

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

طرف کھڑے ہو اس کے باپ کا تاج اسے دلواؤ گے یا نہیں۔ پورا ملک ٹوالا کے خلاف ہے اور خون اس بری طرح بہہ رہا ہے جیسے برسات میں پانی بہتا ہے۔ آج رات بھی تم نے دیکھ لیا۔ اس لیے میرے بھائیوں اب فیصلہ کرو۔

ان چھ سرداروں میں سے ایک جو عمر میں سب سے بڑا تھا۔ ایک قدم آگے بڑھا اور جواب دیا۔

تمہاری یہ بات صحیح ہے انفاڈوس کہ ملک چیخ رہا ہے۔ میرا اپنا بھائی بھی آج مرنے والوں میں شامل ہے۔ لیکن یہ ایک بڑا مسئلہ ہے اور اس کا یقین کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔ اس کا یقین کیسے کیا جائے کہ جب ہم نیزہ اٹھائیں گے تو نہ ہم کو دھوکہ دیا جائے گا اور نہ ہم سے جھوٹ بولا جائے گا۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے میں کہتا ہوں، اس کا آخری سرا کسی نے نہیں دیکھا۔ یہ بھی سمجھ لو کہ خون بہے گا اس طرح کہ دریا سرخ ہو جائیگا۔ تب جا کر مقصد پورا ہو سکے گا۔ یہ سفید فام لوگ جو ستاروں سے آئے ہیں۔ ان کے جادو عظیم ہیں۔ اور اگنوسی ان کے پروں کے اندر محفوظ ہے۔ اگر وہ واقعی حقیقی بادشاہ ہے تو پھر اسے تمام لوگوں کو کوئی نشانی دکھانی ہوگی۔

اس کے پاس سانپ کا نشان ہے۔ میں نے کہا۔

میرے آقا یہ کافی نہیں ہے۔ سانپ کا نشان بچپن میں کسی پر بھی بنایا جا سکتا ہے۔ ہم بغیر کسی نشانی کے آگے نہیں بڑھیں گے۔

دوسرے سرداروں نے اثبات میں صرف گردن ہلا دی۔ میں اور گڈ سر ہنری کی طرف متوجہ ہوئے اور پوری صورتِ حال بیان کر دی۔

میرا خیال ہے کہ وہ ہمارے پاس ہے۔ گڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ ان سے کہہ دو کہ ہمیں تھوڑا سا وقت دو تا کہ ہم سوچ سکیں۔

میں نے ان سے کہہ دیا، چنانچہ سردار چلے گئے۔ جیسے ہی وہ گئے گڈ اپنے دواؤں کے باکس کے پاس گیا۔ اسے کھولا۔ اور ایک نوٹ بک نکالی۔ اس کے ابتدائی صفحات میں ایک جنتری تھی۔

اب ساتھیو یہ بتاؤ آج کیا چار جون نہیں ہے۔ اس نے کہا۔

ہم نے احتیاط سے دنوں کا حساب لگایا اور پھر کہا کہ ہاں آج چار جون ہے۔

بہت اچھا تو یہاں آج چار جون ہے اور آج 8.15 بجے گرینچ ٹائم کے مطابق چاند مکمل طور پر بے نور ہوگا، لیکن ساؤتھ افریقہ میں نظر آئے گا۔ یہ تمہارے لیے ایک نشانی ہے۔ ان سے کہو کہ

ہم آج رات چاند کو بے نور کر دیں گے۔

فرض کرو کہ جنتری غلط ہوئی تو۔ سر ہنری نے رائے دی جو کہ ایک کاغذ پر کچھ حساب کتاب کر رہا تھا اور انتہائی مصروف تھا۔ ہمارے پاس ایسی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ایسا سوچیں۔ یہ گڈ کا جواب تھا۔ روشنی کا رکنا اپنے وقت پر ہوتا ہے۔ اور کم از کم میرے تجربہ میں یہ بات ہے۔ اور اس میں خاص طور سے بتایا گیا ہے کہ ساؤتھ افریقہ میں یہ نظر آتا رہیگا۔ میں نے خود بھی جتنا کچھ جانتا تھا حساب کر کے دیکھ لیا ہے کہ یہاں گرہن تقریباً دس بجے لگے گا۔ جو رات کے ساڑھے بارہ بجے تک جاری رہیگا۔ اس طرح تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک مکمل تاریکی رہیگی۔

ہاں۔ سر ہنری نے کہا۔ ہمیں یہ رسک لینا پڑیگا۔

ہم نے امبوپا سے کہا کہ وہ سرداروں کو دوبارہ بلائے۔ وہ آ گئے تو میں نے ان سے خطاب کیا۔

کوکونا کے عظیم سپوتو اور تم انفاڈوس سنو۔ ہمیں اپنی طاقت کے اظہار کا شوق نہیں ہے اور جس کے کرنے سے قدرتی معاملات میں فرق پڑتا ہے اور اس طرح پوری دنیا خوف اور گومگوں کی کیفیت سے دوچار ہو جاتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور ہم بادشاہ سے ناراض ہیں کیونکہ وہ خونِ ناحق کا ذمہ دار ہے اس نے بلاوجہ خون بہایا ہے جسے ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اس لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایک قانون کو تبدیل کر دیں گے اور ایک ایسی نشانی پیش کریں گے جو ہر شخص کی آنکھ دیکھ سکے گی۔

یہاں آؤ اور میں انہیں لیکر ہٹ کے دروازے پر آ گیا اور چمکتے ہوئے چاند کی طرف اشارہ کیا۔ تمہیں کیا نظر آ رہا ہے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ چاند ڈوبنے کی تیاری کر رہا ہے۔ پارٹی کے لیڈر نے کہا۔

ہاں ایسا ہی ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ کیا کوئی فانی شخص چاند کے غروب ہونے سے قبل اسے غائب کر سکتا ہے اور دنیا میں رات کا اندھیرا لا سکتا ہے؟

سردار اس بات پر تھوڑا سا ہنسے۔

نہیں میرے آقا ایسا کوئی نہیں کر سکتا۔ چاند انسان سے زیادہ طاقتور ہے جو اسے دیکھتا ہے۔ اور یہ اپنے پروگرام کو تبدیل بھی نہیں کرتا۔

تم صحیح کہہ رہے ہو۔ اب میں تمہیں بتاؤں کہ کل رات تقریباً نصف شب سے دو گھنٹے پہلے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہم اسے ڈیڑھ گھنٹے کے لیے غائب کردیں گے۔اور دنیا پر گہرا اندھیرا چھا جائیگا اور یہ نشانی ہوگی اس بات کی کہ اگنوسی کوکونا کا حقیقی وارث ہے۔اگر ہم نے یہ کردیا تو کیا تم مطمئن ہوجاؤ گے؟

"ہاں میرے آقا۔"بوڑھے سردار نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔اسی طرح اس کے دوسرے ساتھی سردار نے بھی تجویز کو تسلیم کرلیا اور کہا اگر تم لوگ یہ کردو تو ہم مطمئن ہوجائیں گے۔

یہ کردیا جائیگا۔ہم تینوں،انکوبا، بوگوان اور میکو ماڑ ہم نے یہ کہا ہے اور یہ کردیا جائے گا۔

کیا تم نے سن لیا انفاڈوس۔

میں نے سن لیا،میرے آقا لیکن یہ عجیب حیرت انگیز بات ہوگی کہ تم لوگ چاند کو غائب کردو۔یہ تو دنیا کی ماں ہے۔

ہم پھر بھی یہ کریں گے انفاڈوس۔

ٹھیک ہے میرے آقا۔آج سورج غروب ہونے کے دو گھنٹے بعد ٹوالا میرے آقاؤں کو لڑکی کا رقص دیکھنے کے لیے بلائے گا اور رقص ختم ہونے کے ایک گھنٹہ بعد ٹوالا اپنی پسند کی سب سے اچھی لڑکی کو اسکارگا کے ہاتھوں قتل کروائیگا جو بادشاہ کا بیٹا ہے یہ خاموش پتھر کے نام کی قربانی ہوگی جو پہاڑی عجائبات کی نگرانی کرتا ہے اور اس نے تینوں چوٹیوں کی طرف اشارہ کیا جہاں شارع سلیمان کو ختم سمجھا جاتا ہے۔اس لیے میرے آقا چاند کو گہرا کردیں تاکہ لوگ اگنوسی کا یقین کرلیں اور اس کنواری کی جان بچائی جاسکے۔

اے!بوڑھے سردار نے جواب بھی مسکرا رہا تھا کہا کہ لوگ یقیناً مان لیں گے۔

لو سے دو میل دور۔انفاڈوس نے مزید کہا۔وہاں ایک پہاڑی ہے جو نئے چاند کے شکل کی ہے وہیں میری رجمنٹ اور تین دوسرے سرداروں کی رجمنٹ قیام پذیر ہے۔

آج صبح ہم ایک پلان کے تحت دو یا تین مزید رجمنٹ اس جگہ پہنچادیں گے۔تب اگر میرے آقا آپ لوگوں نے چاند کو چھپادیا تو اسی اندھیرے میں،میں آپ لوگوں کو ہاتھ پکڑ کر اسی جگہ لیجاؤں گا جہاں آپ سب قطعی محفوظ ہونگے اور پھر ہماری ٹوالا بادشاہ سے جنگ شروع ہوجائیگی۔

میں نے کہا یہ ٹھیک ہے،اب ہم کو سونا چاہیے پھر اٹھ کر ہم جادو کی تیاری کریں گے۔

انفاڈوس کھڑا ہوگیا اور سیلوٹ کرنے کے بعد سرداروں کے ساتھ چلا گیا۔

میرے دوستو۔اگنوسی نے ان کے جانے کے فوراً بعد کہا۔کیا تم یہ عجیب وغریب بات

کرسکتے ہو یا پھر تم لوگ یونہی گفتگو کررہے ہو۔

ہمیں یقین ہے کہ ہم یہ کرسکتے ہیں،امبوپا۔میرا مطلب ہے اگنوسی۔

یہ خارق عادت واقعہ ہوگا۔اس نے جواب دیا۔اگر تم انگلش نہ ہوتے تو میں یقین نہ کرتا۔ لیکن میں نے سنا ہے کہ انگلش جنٹلمین جھوٹ نہیں بولتے۔اگر ہم کامیاب ہوگئے تو میں اس کا صلا ضرور دونگا۔

"اگنوسی" سرہنری نے کہا۔مجھ سے ایک چیز کا وعدہ کرو۔

میں وعدہ کرتا ہوں،انکوبا،میرے دوست اس سے پہلے کہ میں کچھ سنوں۔بڑے شخص نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔بتاؤ کیا بات ہے؟

یہ کہ اگر تم بادشاہ بن گئے تو پھر تم جادو سے سونگھنے کا طریقہ کار ختم کردو گے جیسا کہ ہم نے رات کو دیکھا ہے اور یہ کہ بغیر مقدمہ چلائے کسی کو قتل کرنے کا طریقہ بھی ختم کردو گے۔

میں نے جب سرہنری کی درخواست کا ترجمہ کیا تو اگنوسی نے تھوڑی دیر سوچا اور پھر جواب دیا۔

کالے لوگوں کا طریقہ ویسا نہیں ہوتا جیسا سفید لوگوں کا ہوتا ہے۔انکوبا۔اور ہماری نگاہوں میں جان کی اتنی زیادہ وقعت نہیں ہوتی۔پھر بھی میں وعدہ کرتا ہوں۔اگر میرے قبضۂ قدرت میں ہوا تو میں چڑیل کے شکار کا طریقہ ختم کردونگا۔اور کوئی شخص بغیر مقدمہ اور بغیر انصاف کے تقاضوں کے پورا ہوئے قتل نہیں کیا جائیگا۔

یہ ہمارے لیے خوشی کا باعث ہوگا۔سرہنری نے کہا۔اور اب ہمیں تھوڑی دیر آرام کرنا چاہیے۔

ہم سب بری طرح تھکے ہوئے تھے۔اس لیے فوراً ہی بے خبر سو گئے اور اس وقت تک سوتے رہے جب تک کہ اگنوسی نے گیارہ بجے ہمیں اٹھا نہ دیا۔پھر ہم اٹھے،نہائے دھوئے اور پسندیدہ ناشتہ کیا۔اس کے بعد ہم باہر گئے۔چہل قدمی کرتے رہے۔کوکونا کی جھونپڑیوں کی بناوٹ اور وہاں کے رسم ورواج اور عورتوں کے طور طریقوں کو دیکھ کر محظوظ ہوتے رہے۔

مجھے امید ہے چاند گرہن ہوگا۔سرہنری نے کہا۔

اگر نہ ہوا تو ہم سب جلد ہی ختم ہوجائیں گے۔میں نے افسوس کے ساتھ کہا۔یہ سمجھو کہ بصورت دیگر کوئی نہ کوئی سردار بادشاہ کو یہ بات ضرور بتادیگا۔پھر تو ایک دوسرا ہی گرہن ہوجائیگا،

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

جسے ہم یقیناً پسند نہیں کریں گے۔

ہٹ میں واپس آ کر ہم نے تھوڑا سا ڈنر کیا۔ تقریباً ساڑھے آٹھ بجے ٹوالا بادشاہ کا پیغامبر آیا کہ سالانہ لڑکیوں کا رقص شروع ہونے والا ہے آ کر دیکھ لیں۔

ہم نے بادشاہ کی دی ہوئی چین شرٹ (زرہ) پہنی اور اپنی رائفلیں اور امونیشن لیا، جیسا کہ انفاڈوس نے ہمیں سمجھایا تھا۔ ہم بڑے اعتماد کے ساتھ اٹھ کر چلنے لگے حالانکہ اندر ہی اندر خوف سے تقریباً کانپ رہے تھے۔ بادشاہ کے محل کے سامنے بڑی جگہ دیکھنے میں گزشتہ شب سے مختلف لگی۔ جہاں کل جنگ جو کھڑے ہوئے تھے وہاں آج لڑکیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ وہ بھی زیادہ لباس میں نہیں۔ ہر لڑکی کے ایک ہاتھ میں پھولوں کا گلدستہ اور دوسرے ہاتھ میں برگ پام تھا۔ درمیان میں بادشاہ ٹوالا چاند کی روشنی میں بیٹھا ہوا تھا، اس کے ساتھ بوڑھی گا گول پیروں کے قریب بیٹھی ہوئی تھی۔ انفاڈوس اور بادشاہ کا بیٹا اسکارگا اور بارہ نگہبان بھی کھڑے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ سرداروں کا ایک گروپ بھی تھا، جس میں ہمارے کل رات کے دوست سردار بھی نظر آ رہے تھے۔

ٹوالا نے ہمیں گرمجوشی سے خوش آمدید کہا، لیکن میں نے دیکھا کہ اس کی واحد آنکھ جس میں کمینگی بھری ہوئی تھی امبوپا پر لگی ہوئی تھی۔

خوش آمدید، سفید فام لوگو جو ستاروں سے آئے ہو۔ اس نے کہا۔ اور تمہیں بھی خوش آمدید مردِ سیاہ۔ اگر گاگول جیت جاتی تو تم اب تک سرد اور سخت ہو چکے ہوتے۔ یہ تمہاری خوش قسمتی تھی کہ تم ستارے سے آئے ہو۔ ہاہاہا۔

میں خود قتل ہونے سے پہلے اسے قتل کر دیتا۔ او، بادشاہ۔ یہ اگنوسی کا آہستگی سے جواب تھا۔

ٹوالا نے کہا۔ تم بے خوف بولتے ہو لڑکے۔ بہت دور نہ خیال کرو۔

وہی بے خوف بولتا ہے جس کے ہونٹوں پر سچ ہوتا ہے اور سچائی تیز دھار نیزہ ہے۔ جو کہ گھروں میں اڑتی ہے اور کسی کو چھوڑتی نہیں ہے۔ یہ استار کا ایک پیغام ہے۔ او...... بادشاہ۔

ٹوالا کو یہ بات ناگوار گزری، اور اس کی واحد آنکھ میں نفرت کی چنگاریاں چمکیں، لیکن اس نے کہا کچھ نہیں۔

رقص شروع کیا جائے۔ اس نے حکم دیا۔

پھر پھولوں کے تاج والی لڑکیاں ایک گروپ کی شکل میں آگے بڑھیں اس طرح کہ ان کے لبوں پر ایک خوبصورت نغمہ تھا اور وہ برگ پام ہلا رہی تھیں۔ وہ چاند کی نرم لیکن غمگین روشنی میں رقص

کر رہی تھیں۔ وہ دائرے کی شکل میں رقص کرتیں۔ پھر جنگ کی نقل اتارتیں، کبھی پیچھے ہٹتیں اور کبھی آگے۔ ساری مل کر پیچھے گرنے کا مظاہرہ کرتیں۔ پھر وہ ساکت ہو گئیں۔ ایک خوبصورت خاتون اپنی جگہ سے اٹھی اور اپنے پاؤں کے انگوٹھے کے بل رقص کرنا شروع کر دیا۔ جو حسن و طاقت کا اجتماع تھا، جس نے ناچنے والی لڑکیوں کو شرما دیا۔ کچھ دیر بعد اس نے تھک کر رقص روک دیا۔ اور ایک دوسری نے اس کی جگہ لے لی۔ لیکن کوئی بھی پہلی کا مقابلہ نہ کر سکی، اس میں ملاحت، مہارت اور ذاتی کشش تھی اور وہی اول آئی۔

جب منتخب لڑکیوں نے رقص کر لیا تو بادشاہ نے اپنا ہاتھ بلند کیا۔

سفید فام لوگو، ان میں سے کون سب سے اچھی تھی۔ اس نے پوچھا۔

میں نے بغیر کچھ سوچے سمجھے کہا "پہلی۔" مجھے افسوس ہوا اس لیے کہ انفاڈوس کے الفاظ مجھے یاد آ گئے اس نے کہا تھا کہ اچھی جو ہو گی اسے قربانی پر چڑھا دیا جائیگا۔

پھر تو ہمارے اور تمہارے دماغوں اور آنکھوں میں ہم آہنگی ہے۔ وہی اچھی ہے اور نمبر ایک اور اس پر مجھے افسوس ہے کیونکہ اسے مرنا ہو گا۔

اسے! مرنا ہو گا۔ گاگول نے کہا۔ اس کی نگاہیں غریب لڑکی پر تھیں۔ جو اب تک اپنی قسمت سے ناواقف تھی۔ اور قریباً دس گز کے فاصلے پر کنواری لڑکیوں کے سامنے کھڑی تھی۔ وہ گھبرائی ہوئی اور ناامیدی میں پھول کی پتیوں کو توڑ کر مسل رہی تھی۔

"کیوں۔" او بادشاہ۔ میں نے اپنے غصہ پر قابو پاتے ہوئے کہا۔ لڑکی نے اچھا رقص پیش کیا ہے اور ہمیں خوش کیا ہے اور وہ خوبصورت بھی ہے یہ تو سخت ناانصافی ہے کہ اسے انعام کے طور پر موت دی جائے۔

ٹوالا ہنسا اور جواب دیا۔

یہ ہماری روایت ہے۔ یہ اس لیے ہے اور اس نے تین عجیب و غریب چوٹیوں کی طرف اشارہ کیا۔ اس کا حق ادا ہونا چاہیے۔ اگر میں نے سب سے اچھی لڑکی کی آج قربانی نہ دی تو پھر ہمارے لیے اور ہمارے گھر کے لیے بدقسمتی شروع ہو جائے گی۔ اس طرح ہمارے عوام کی پیش گوئی کہ اگر بادشاہ نے سب سے اچھی لڑکی کی قربانی رقصِ کنواریاں کے روز نہ دی اس کے نام جو بہت قدیم ہے اور جو پہاڑوں پر بیٹھا ہوا ہے تو بادشاہ کا زوال یقینی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے گھر کا بھی۔ بس تو پھر اس لڑکی کو مرنا ہو گا۔ وہ محافظوں سے مخاطب ہوا اور حکم دیا کہ اسے یہاں

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لاؤ اور نیزے کو تیز کرلو۔

دو آدمی آگے بڑھے اور جیسے انہوں نے ادھر کا رخ کیا، لڑکی نے پہلی بار حالات کی نزاکت کا احساس کیا اور یہ سمجھ گئی کہ اب اس کے دن پورے ہو گئے ہیں۔ وہ اپنی پوری طاقت سے چیخی اور بھاگنے کے لیے ایک طرف مڑ گئی۔ لیکن مضبوط ہاتھوں نے فوراً ہی اسے پکڑ لیا اور اس کی آزادی حاصل کرنے کی کوششوں اور واویلا کے باوجود ہمارے سامنے لے آئے۔

لڑکی تمہارا نام کیا ہے؟ گاگول نے پوچھا۔ کیا۔ کیا تم جواب نہیں دو گی تو کیا بادشاہ کے بیٹے کو اپنا کام فوراً انجام دینا چاہیے۔

اس موقع پر اسکارگا پہلے سے زیادہ وحشی نظر آنے لگا اور اپنے نیزے سمیت ایک قدم آگے بڑھا۔ عین اسی لمحے میں نے دیکھا کہ گڈ کا ہاتھ اس کے ریوالور کے جانب بڑھا۔ غریب لڑکی آنسوؤں کی جھڑی کے ساتھ بے ہوش ہو گئی جو اس کی ذہنی اور جسمانی تکلیف کی دلالت کرتی تھی۔ وہ اب آزادی کی جدوجہد سے دست بردار ہو چکی تھی اور اپنے ہاتھوں کو مروڑتے ہوئے کھڑی تھی، اس کا پورا جسم سر سے پاؤں تک کانپ رہا تھا۔

دیکھو! اسکارگا نے بلند آواز سے کہا کہ وہ میرے کھلونے سے ہٹتی جا رہی ہے حالانکہ اس نے ابھی تک اس کا مزہ بھی نہیں چکھا ہے۔ اور اس نے اپنے نیزے کے بڑے پھل کو تھپتھپایا۔

اگر مجھے کبھی موقع ملا تو میں تجھے سبق سکھاؤں گا، تجھے جوان خونی درندے۔ میں نے سنا کہ گڈ آہستگی سے کہہ رہا ہے۔

تم خاموش کیوں ہو، مجھے اپنا نام بتاؤ میری پیاری۔ آؤ اور بولو اور ڈرو نہیں گاگول نے مکاری سے کہا۔

او ماں...... لڑکی نے جواب دیا آگے جھکتے ہوئے۔ میرا نام فولاٹا ہے اور میں سوکو کے گھر میں رہتی ہوں۔ او ماں...... مجھے کیوں مارا جا رہا ہے۔ میں نے تو کوئی غلطی نہیں کی ہے۔

پرسکون ہو جاؤ۔ بوڑھی عورت نے قابلِ نفرت لہجہ میں مکاری سے کہا۔ تمہیں مرنا ہے۔ ضرور مرنا ہے۔ یہ قدیم اوپر بیٹھے ہوئے شخص کے نام کی قربانی ہے۔ اور اس نے چوٹی کی طرف اشارہ کیا۔ یہ کتنا اچھا ہے کہ رات کو آرام سے سوئیں بجائے اس کے کہ دن کو محنت مشقت کریں۔ یہ اچھا ہے کہ مر جائیں بجائے اس کے کہ زندہ رہیں۔ اور تم تو بادشاہ کے اپنے بیٹے کے ہاتھوں مرو گی۔

فولاٹا نے ذہنی تکلیف سے اپنا ہاتھ لہرایا اور انتہائی زور سے چیخی۔

او ظالمو...... میں تو بالکل جوان ہوں۔ میں نے کیا کیا ہے جو میں رات کے بعد نکلتا سورج نہیں دیکھ سکوں گی۔ اور یا پھر ستارے جو رات میں چمکتے ہیں۔ اور میں اب پھولوں کو نہیں توڑ سکوں گی جب اس پر بھرپور شبنم پڑی ہو گی۔ اور پانی کی ہنسی کی آواز نہ سن سکوں گی۔ میں کہاں ہونگی جو اپنے باپ کی جھونپڑی نہ دیکھ سکوں گی۔ اور اپنی ماں کا پیار نہ پا سکوں گی۔ اور نہ اس کے بیروں کی دیکھ بھال کر سکوں گی، جس میں تکلیف ہے۔ میں کہاں ہونگی، جس کے بازوؤں پر اس کا محبوب ہاتھ رکھ کر اس کی آنکھوں میں دیکھے گا۔ اور نہ ہی میں کوئی لڑکا پیدا کر سکوں گی۔ او ظالمو۔ ظالمو۔

اور دوبارہ اس کے ہاتھ اٹھے اور بہتے ہوئے آنسوؤں کو پونچھا، اس کا چہرہ پھول جیسا تھا، وہ مایوسی میں بھی حسن کی دیوی نظر آ رہی تھی۔ وہ حقیقتاً ایک انتہائی خوبصورت اور حسین عورت تھی۔ اسے دیکھ کر کسی ظالم کا دل بھی پسیج سکتا تھا، اگر وہ ان تینوں سے جو ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے تھے، ذرا کم ظالم اور وحشی ہوتے۔

ابھی تک گاگول یا گاگول کے آقا نے کوئی جنبش نہیں کی تھی۔ حالانکہ میں پیچھے موجود محافظوں اور سرداروں کے چہروں پر رحم کی علامات دیکھ رہا تھا۔ اور جہاں تک گڈ کا تعلق ہے اس نے غصہ سے انتہائی خطرناک انداز میں گہری سانس لی اور اس طرح جنبش کی جیسے وہ اس لڑکی کی مدد کے لیے جانے والا ہے...... انتہائی پھرتی کے ساتھ جتنا کہ عورتیں کر سکتی ہیں، وہ لڑکی اپنی سوچ کے مطابق عمل پیرا ہو گئی۔ وہ جلدی سے گڈ کی طرف بڑھی اور اپنے ہاتھوں سے اس کی خوبصورت سفید ٹانگوں کو پکڑ لیا۔

او۔ سفید باپ جو ستاروں سے آئے ہیں۔ وہ چیخی۔ او مجھے ان بے رحم لوگوں اور گاگول کی مہربانیوں سے بچاؤ۔

ٹھیک ہے میری پیاری۔ میں تمہاری حفاظت کرونگا۔ گڈ نے نغمہ سرائی کی۔ آؤ اٹھو۔ تم ایک اچھی لڑکی ہو۔ اور اس نے جھک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

ٹوالا نے گھوم کر اپنے بیٹے کو اشارہ کیا جو نیزے کے ساتھ آگے بڑھا۔

اب تمہاری باری ہے۔ سرہنری نے میرے کان میں کہا۔ اب تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو۔

میں چاند گرہن کا انتظار کر رہا ہوں۔ میں نے جواب دیا۔ میری نگاہیں آدھے گھنٹے سے

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

چاند کی طرف ہیں۔ اور میں نے اتنا روشن چاند اس سے پہلے نہیں دیکھا۔

ٹھیک ہے اب تم رسک لے لو، ورنہ لڑکی قتل کر دی جائیگی۔ ٹوالا کا سکون ختم ہو رہا ہے۔

میں نے پُر دلیل گفتگو کو تسلیم کیا اور ایک بار پھر چمکتے چاند کی طرف نظر دوڑائی اور اٹھ کر آگے بڑھا۔ اپنے پورے وقار اور تمکنت کے ساتھ اور پھر مظلوم لڑکی اور آگے بڑھتے ہوئے اسکارگا کے نیزے کے درمیان پہنچ گیا۔

"بادشاہ" میں نے کہا۔ یہ نہیں ہوگا۔ ہم یہ بات برداشت نہیں کر سکیں گے۔ لڑکی کو چھوڑ دو۔ اسے کوئی گزند نہ پہنچے۔

ٹوالا اپنی نشست سے غیظ و غضب کے عالم میں اٹھا۔ اس کے چہرے سے حیرت بھی عیاں تھی۔

نہیں ہو سکتا؟ تم سفید کتے۔ تم شیر کو اس کے اپنے کچھار میں زیر کرنا چاہتے ہو۔ کیا تم پاگل ہو؟ تم اسے کیسے بچا سکتے ہو۔ تم کون ہوتے ہو جو مجھے میری خواہشات سے روکو۔ پیچھے ہٹو۔ میں کہتا ہوں...... اسکارگا اسے قتل کر دو۔ او...... سپاہیو! ان لوگوں کو پکڑو۔

ٹوالا کے منہ سے جیسے ہی یہ الفاظ ادا ہوئے مسلح افراد جو پیچھے پہلے ہی سے بیٹھے ہوئے تھے تیزی کے ساتھ دوڑے۔

سرہنری، گڈ اور امبوپا، میرے ارد گرد کھڑے ہو گئے اور اپنی رائفل نکال لی۔

رک جاؤ۔ میں چیخا۔ بہت ہی جرأت کے ساتھ چیخا حالانکہ اس وقت میرا دل میرے، جوتوں میں چلا گیا تھا۔ رک جاؤ...... ہم سفید فام ستاروں کے باسی کہہ رہے ہیں کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک قدم بھی آگے بڑھے تو میں چاند کو اس طرح بجھا دوں گا جیسے ہوا چراغ کو بجھا دیتی ہے۔ اور پھر ساری دنیا میں اندھیرا چھا جائے گا۔ ذرا حکم عدولی کی جرأت کرو اور پھر ہمارے جادو کا مزہ چکھو۔

میری دھمکی نے اثر دکھایا۔ بڑھتے ہوئے لوگ رک گئے اور اسکارگا ہمارے سامنے خاموش کھڑا رہا۔ اسکا نیزہ اٹھا ہوا تھا۔

اے سنو...... اے سنو...... گاگول نے کہا۔ سنو جھوٹے کو جو کہتا ہے کہ وہ چاند کو چراغ جیسا بنا دیگا۔ اسے کرنے دو۔ اگر اس نے ایسا کر دیا تو پھر لڑکی کو چھوڑ دیا جائیگا۔ ہاں اسے کرنے دو۔ یا پھر لڑکی کے ساتھ اس کے ساتھی بھی مریں گے۔

میں نے چاند کی طرف مایوسی سے دیکھا اور پھر میری خوشی اور مسرت کی انتہا نہ رہی جب

میں نے دیکھا کہ ہم یا پھر جنتری نے کوئی غلطی نہ کی تھی۔ چاند کے کنارے ایک ہلکا سا سایہ آیا۔ پھر وہ دھویں جیسا سایہ بڑھا اور چاند کے چمکتے ہوئے حصے پر چھا گیا۔ میں ان لمحات کو کبھی بھول نہیں سکتا، جب ہم مکمل سکون و اطمینان کے عالم میں آ گئے تھے۔

پھر میں نے اللہ کا نام لے کر اپنے ہاتھ کو آسمان کی جانب کیا۔ پھر ایک سایہ آہستگی سے چاند کے چمکتے حصے کی طرف بڑھا۔ یہ سایہ جیسے ہی بڑھا، میں نے لوگوں کی تیز تیز سانس لینے کی آوازیں سنی، جن میں خوف کا عنصر شامل تھا۔

دیکھو! او بادشاہ...... میں نے چیخ کر کہا۔ دیکھو گاگول۔ دیکھو سردارو۔ دیکھو خواتین۔ دیکھو حضرات۔ یہ کہ سفید فام لوگ جو ستاروں کے باسی ہیں وہ وہی کرتے ہیں جو وہ کہتے ہیں۔ اور وہ جھوٹے نہیں ہیں۔

چاند تمہاری آنکھوں کے سامنے کالا ہو رہا ہے۔ جلد ہی یہاں اندھیرا چھا جائیگا۔ اور یہ اندھیرا اس وقت ہو رہا ہے جب کہ پورے چاند کا عروج ہے۔ تم نے ایک نشانی کا مطالبہ کیا تھا۔ تمہیں وہ نشانی دکھائی جا رہی ہے۔ اے چاند اندھیرا کر دے۔ روشنی کو واپس لے لے۔ تم سچے اور یکتا ہو۔ قبضۂ بالجبر کرنے والے قاتلوں کے مغرور دلوں کو خاک میں ملا دو۔ اور دنیا پر اندھیرا پھیلا دو۔

دیکھنے والوں کے منہ سے دہشت میں ڈوبی کراہ نکل گئی۔ کچھ لوگ خوف سے پتھر جیسے ہو گئے۔ کچھ اپنے گھٹنوں پر گر کر زور زور سے چلانے لگے۔ اور جہاں تک بادشاہ کا سوال ہے وہ بیٹھا رہا، لیکن خوف نے اسے پیلا کر دیا تھا۔ صرف گاگول کی ہمت و جرأت ویسی ہی برقرار رہی۔

یہ گزر جائیگا۔ گاگول چیخی۔ میں نے ایسا پہلے بھی کئی بار دیکھا ہے۔ کوئی آدمی چاند کو چھپا نہیں سکتا۔ دل نہ چھوٹا کرو۔ خاموشی سے بیٹھو۔ سایہ ختم ہو جائیگا۔

انتظار کرو تم دیکھو گی۔ میں نے جواب دیا۔ میں جذبات میں بہہ رہا تھا۔

اس درمیان اندھیرا بڑھ گیا، جب کہ پورے مجمع کی نگاہیں آسمان پر تھیں، وہ سب خاموشی سے دیکھ رہے تھے۔ سایہ نے چاند کو چھپا لیا۔ اس جگہ ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔ ہر شے ساکت تھی اس طرح جیسے موت کا شکار ہو چکی ہے۔ اس پُر ہیبت خاموشی میں وقت آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔ اور سایہ چاند پر گہرا اور گہرا ہوتا رہا۔

آگے اور آگے اندھیرا بڑھتا رہا اور اس وقت آدھے سے زیادہ کرہ خون جیسا سرخ تھا ادھر

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لوگوں کے چہرے کا رنگ خوف سے اڑا ہوا تھا۔

چاند مر رہا ہے۔ سفید جادوگروں نے چاند کو قتل کر دیا۔ شہزادہ اسکارگا نے بالآخر اونچی آواز سے کہا۔ ہم اندھیرے میں ختم ہو جائیں گے۔ خوف یا غصہ یا پھر دونوں کے تحت اس نے اپنا نیزہ اٹھایا اور اسے سرہنری کے سینے پر مار دیا۔ لیکن وہ یہ بھول گیا تھا کہ بادشاہ نے ہمیں جو قمیصیں دی تھیں وہ ہم اپنے لباس کے نیچے پہنے ہوئے تھا۔ اسٹیل نے وار کو روک لیا۔ اور اس سے قبل کہ وہ نیزہ دوبارہ چلاتا کرٹس نے آگے بڑھ کر اس سے چھین لیا اور خود اسے مار دیا۔

اسکارگا مر گیا۔

جیسے جیسے اندھیرا بڑھا سب پاگل سے ہو گئے۔ ان کی فہم کے مطابق سایہ چاند کو نگل رہا تھا۔ لڑکیاں الجھ رہی تھیں، ان کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا، وہ شدت سے چیختی ہوئی گیٹ کی طرف دوڑنے لگیں۔ سب لوگ نہ سمجھ میں آنے والی بات پر وحشت کا شکار تھے۔ خود بادشاہ اپنے محافظوں کے ساتھ، چند سردار اور گاگول لنگڑاتے ہوئے جھونپڑی کی طرف بھاگنے لگے۔ دوسرے ہی منٹ میں ہم سب، منتخب شکار فولاٹا، انفاڈوس، اور زیادہ تر سردار جنہوں نے پچھلی شب ہم سے انٹرویو کیا تھا، موقع سے ہٹ گئے۔ جہاں اسکارگا کی لاش پڑی تھی۔

سردارو! ہم نے تمہیں ثبوت فراہم کر دیا۔ اگر تم لوگ مطمئن ہو تو ہمیں وہاں لے چلو، جہاں لے جانے کا ذکر کیا تھا۔ جو کچھ چاند کے ساتھ ہوا ہے وہ اب رکے گا نہیں۔ یہ ڈیڑھ گھنٹے تک یونہی رہیگا۔ اب ہمیں اندھیرے سے بچنا ہے۔

آؤ۔ انفاڈوس نے کہا۔ وہ چلنے کے لیے مڑا۔ ہم سب اور لڑکی فولاٹا جس کا ہاتھ گڈ نے پکڑ رکھا تھا، انفاڈوس کے ساتھ ہو لئے۔

جب تک ہم گیٹ تک پہنچے چاند مکمل طور پر چھپ گیا اور پورے آسمان پر ستارے نظر آنے لگے۔

ہم ایک دوسرے کو پکڑے ہوئے اندھیرے میں ڈگمگاتے رہے۔

......☆☆......

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

جنگ سے قبل

خوش قسمتی سے انفاڈوس اور تمام سردار سارے راستوں سے اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ ہم عام راستوں سے ہٹ کر بغیر کسی مزاحمت کے اندھیرے میں آگے بڑھ رہے تھے۔

تقریباً ایک گھنٹہ یا کچھ زیادہ، ہم سفر کرتے رہے اور پھر گرہن ہٹنا شروع ہو گیا اور چاند ایک بار پھر دکھائی دینے لگا۔ پھر پانچ منٹ بعد اتنی روشنی ہو گئی کہ ہم اپنے اردگرد دیکھنے کے قابل ہو گئے۔ اب ہمیں پتہ چلا کہ ہم لوکی آبادی سے نکل چکے ہیں اور ایک بڑی پہاڑی کے قریب ہیں جسکا رقبہ دو میل کا ہوگا اور جس کی شکل گھوڑے کی نال جیسی ہے۔ جیسے ہی ہم ڈھلان سے پہاڑ کی طرف چڑھے تو ہمیں کئی رجمنٹ نظر آئی جس نے وہاں اپنا کیمپ قائم کیا تھا۔ جب ہم کچھ اور آگے بڑھے تو حیرت ہوئی کہ وہاں دو آدمی ہمارا انتظار کر رہے تھے اور ہمارا سامان اٹھائے ہوئے تھے جو ہم نے وہاں چھوڑ دیا تھا۔

انفاڈوس نے بتایا کہ میں نے یہ سب منگوایا ہے اور یہ بھی۔ اس نے گڈ کا ٹراؤزر اٹھایا۔

گڈ خوش ہو کر آگے بڑھا اور ٹراؤزر کو لے کر اسے پہننے لگا۔

مجھے امید ہے کہ میرے آقا اپنے خوبصورت پیروں کو ڈھانکیں گے نہیں۔ انفاڈوس نے معذرت خاہانہ لہجے میں کہا۔ لیکن گڈ نے اس پر دھیان نہیں دیا اور اس پر مطمئن تھا کہ ایک طرف کی مونچھیں، چمکتی آنکھ اور حرکت کرتے ہوئے دانت کافی ہیں۔ ﮧ

انفاڈوس نے ہمیں بتایا، اس نے رجمنٹ کو صبح جمع کیا ہے تا کہ اسے تمام معاملات سے آگاہ

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کیا جا سکے اور پیش آمدہ صورت حال سے نمٹنے کی تدابیر کی جا سکیں۔ یہ فیصلہ تمام سرداروں نے کیا ہے اور اسی وقت ملک کے حقیقی وارث اگنوسی سے متعارف کرا دیا جائے۔

چنانچہ سورج طلوع ہونے کے بعد بیس ہزار جوانوں پر مشتمل فوجی دستے ایک وسیع اور کھلی جگہ جمع ہو گئے۔ جہاں ہم بھی پہنچے۔ سارے جوان میدان کے تین طرف کھڑے ہو گئے اور ایک پر ہیبت منظر کی عکاسی کرنے لگے۔ ہم لوگ میدان کے خالی حصہ میں جمع ہو گئے جہاں تمام سرداروں نے ہمیں گھیر لیا۔

کچھ دیر خاموشی کے بعد انفاڈوس تقریر کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ اس نے اگنوسی کے والد کی کہانی سنائی۔ اور یہ کہ وہ کس طرح ٹوالا بادشاہ کے ہاتھوں قتل ہوا اور اس کی بیوی اور بچہ بھوکے رہنے پر مجبور ہو گئے۔ پھر اس نے بتایا کہ عوام ٹوالا کے ظالم وجود سے کراہ رہے ہیں اور کتنے لوگ جو شریف اور بے گناہ تھے جبر اور درندگی کا شکار ہو کر موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ اس کے بعد اس نے بتایا کہ سفید فام آقا جو ستاروں سے ہمارا ملک دیکھتے ہیں انہوں نے یہاں کی خرابیوں کو سمجھا اور فیصلہ کیا، جس میں انہیں بلاشبہ تکالیف برداشت کرنی ہونگی۔ لیکن وہ انہیں کم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کوکونا کے حقیقی بادشاہ اگنوسی کو حق بہ حقدار رسید کرنے آئے ہیں۔ اگنوسی جو دیارِ غیر میں جلاوطنی کی زندگی گزار رہا تھا اسے پہاڑوں پر لائے ہیں۔ انہوں نے ٹوالا کے گھناؤنے کرتوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور یہ کہ انہوں نے ایک نشانی کے طور پر چاند کو غائب کر دیا جو یقیناً ان کے عظیم جادو کا کمال ہے۔ انہی لوگوں نے فولاٹا لڑکی کی زندگی بچائی ہے اور جوان وحشی ظالم اسکارگا کو کیفرِ کردار تک پہنچایا ہے۔ اور یہ کہ یہی لوگ ہیں جو ٹوالا کو ہٹانے میں ہماری مدد کرنے کے لیے تیار ہیں اور اگنوسی جو حقیقی بادشاہ ہے اسے تخت تک پہنچانے کا عزم بالجزم کئے ہوئے ہیں۔

پھر اگنوسی آگے بڑھا اور عوام سے مخاطب ہوا۔

او سردارو، افسران، سپاہیو اور عوام۔ تم نے میرے متعلق کہے گئے کلمات سماعت کئے۔ اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم کس طرف جاتے ہو۔ میری طرف یا پھر اس کی طرف جس نے جبر سے میری جگہ پر قبضہ کر رکھا ہے۔ وہ چچا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا اور اپنے بھائی کے بیٹے کو بھوک اور برف کے حوالے کر دیا۔ میں ہی دراصل انکا حقیقی بادشاہ ہوں۔ اس نے سرداروں کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے میرے جسم پر سانپ کی تصویر دیکھی ہے۔ لہٰذا یہ سردار اس بات کی گواہی دیں

گے۔ اگر میں واقعی بادشاہ نہ ہوتا تو پھر یہ سفید فام لوگ میری طرف کبھی نہ ہوتے۔ اے سردارو، کپتان، سپاہی اور عوام! کیا ان لوگوں نے اندھیرا نہیں پیدا کر دیا تھا جس نے ٹوالا کو وحشت زدہ کر دیا اور ہمیں یہاں تک پہنچنے میں اس وقت اندھیرا کر دیا جب پورا چاند نکلا ہوا تھا، تمہاری آنکھ کے سامنے۔

ہاں تھا۔ سپاہیوں نے جواب دیا۔

میں بادشاہ ہوں۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں بادشاہ ہوں۔ اگنوسی نے بات جاری رکھی، اس نے اپنے ڈیل ڈول کا مظاہرہ بھی کیا اور ایک بڑے بلیڈ کی جنگی کلہاڑی لہرائی۔ اگر یہاں کوئی ایسا شخص موجود ہے جو یہ کہتا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے تو اسے یہاں کھڑا کرو، میں اس سے اس وقت جنگ کروں گا اور اس کا خون سرخ ہوگا، میں تم سے حقیقت بیان کر رہا ہوں۔ اسے کھڑا کرو۔ میں کہتا ہوں اور اس نے اپنی کلہاڑی کو لہرایا اور اس وقت تک لہراتا رہا جب تک کہ اس کا بلیڈ سورج کی کرنوں سے چمکنے نہ لگا۔

چونکہ کوئی شخص آگے نہیں بڑھا کہ آئے اور قتل ہو، اس لئے ہمارے دوست اور سابق ملازم نے اپنی تقریر جاری رکھی۔

میں واقعتاً بادشاہ ہوں اور تم کو چاہئے کہ تم جنگ میں میرے ساتھ کھڑے ہو۔ جب میں جیت جاؤں گا تو تم میرے ساتھ فتح مند ہو گے اور عزت پاؤ گے۔ میں تمہیں بیل دونگا اور بیگم دونگا اور تم ہر رجمنٹ میں مقام پاؤ گے۔ اور اگر تم گرے تو میں بھی تمہارے ساتھ گرونگا۔

یاد رکھو میں تم سے یہ وعدہ بھی کرتا ہوں کہ جب میں اپنے والد کی کرسی پر بیٹھوں گا تو ملک میں خون خرابہ بند کر دیا جائے گا۔ ہمیں انصاف کے لیے چیخنا نہیں پڑیگا۔ تم بلاوجہ قتل نہیں کئے جاؤ گے۔ جلد ہی چڑیل کے شکار کا کھیل ختم کر دیا جائے گا۔ جو تمہیں سونگھ کر قتل کے لئے پیش کر دیا کرتی ہے۔ قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں کے سوا کسی کو کوئی سزا نہیں دی جائیگی۔ ہر شخص اپنی جھونپڑی میں محفوظ سوئے گا۔ اور خوف زدہ نہیں ہو سکے گا اور انصاف پورے ملک میں فراہم کیا جائیگا۔

کیا تم میرا انتخاب کرو گے۔ سردارو، سپاہیو اور عوام؟

ہم نے منتخب کر لیا۔ او بادشاہ۔ پیچھے سے آواز آئی۔

بہت خوب۔ تو پھر اپنا سر گھماؤ اور دیکھو کہ ٹوالا کا پیغامبر کس طرح چاروں طرف مشرق،

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

مغرب، شمال، جنوب آرمی کے ساتھ گھوم رہا ہے تا کہ مجھے قتل کرے۔ مجھے میرے ساتھیوں کو میرے دوستوں کو اور میرے حامیوں کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لیے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ کل اپنے حامیوں کے ساتھ یہاں آئے تا کہ ہم سب کو قتل کردے۔ تب میں دیکھوں گا کہ سچ مچ کون میرا آدمی ہے۔ وہ آدمی جو اپنے مقصد کے حصول کے لیے مرنے سے نہیں ڈرتا۔ اور میں بتادوں کہ وہ شخص اچھے دنوں میں بھلایا نہیں جائیگا۔ میں نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔ اے سردارو، کیپٹن سپاہیو اور عوام۔ اب تم اپنی جھونپڑیوں میں جاؤ اور جنگ کی تیاری کرو۔

تھوڑی دیر سکوت رہا۔ پر ایک سردار نے ہاتھ بلند کر کے شاہی سلام پیش کیا۔ ”کوم“ یہ اس بات کی نشانی تھی کہ اس نے اگنوسی کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اس کے بعد وہ مارچ کرتے ہوئے اپنی بٹالین میں چلے گئے۔

آدھے گھنٹے کے بعد ہم نے ایک وار کونسل کا انعقاد کیا۔ جس میں ہر رجمنٹ کے کمانڈروں نے شرکت کی اور یہ بات واضح تھی کہ بہت دیر ہونے سے پہلے ہمیں ایک بڑا حملہ کر دینا چاہئے۔

انفاڈوس اور دیگر سرداروں کا خیال تھا کہ آج حملہ ممکن نہیں ہے، اس لیے کہ جنگ سے پہلے اس کی تیاری ضروری تھی۔ ہاں کل حملہ کیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے کہا اور اپنی بات کو انہوں نے ثابت بھی کر دیا۔

اس دوران ہم نے اپنی پوزیشن کو ہر چہار طرف سے مضبوط بنانے کی کوشش کی۔ پورا دن سخت مصروفیت میں گزرا۔ اتنا کہ وقت کم پڑ گیا، پھر بھی ہم نے بہت سارا کام کر لیا۔ پہاڑی راستوں کو انتہائی احتیاط کے ساتھ بڑے بڑے پتھروں سے بلاک کر دیا۔ یہاں پہنچنے کے دوسرے راستوں کو بھی ایسا کر دیا گیا کہ دشمن کا آنا ممکن نہ ہو سکے۔ بڑے بڑے پتھروں کو گھسیٹ کر مختلف مقامات پر اس طرح جمع کر لیے گئے کہ آگے بڑھتے ہوئے دشمنوں پر لڑھکائے جا سکیں۔ ہر رجمنٹ کے بیٹھنے کے لیے جگہیں بنائی گئیں۔

ابھی سورج غروب ہی ہوا تھا اور ہم دن کی مصروفیت سے ذرا فارغ ہوئے تھے کہ ایک چھوٹی کمپنی کو ”لو“ کی جانب سے اپنی طرف آتے دیکھا۔ ان کے ہاتھوں میں پام لیف تھی جو اس بات کی نشانی تھی کہ وہ قاصد ہیں۔

وہ لوگ جیسے ہی کچھ مزید قریب پہنچے تو اگنوسی، انفاڈوس، چند سردار اور ہم لوگ پہاڑ کے

www.pdfbooksfree.pk

دامن میں ان سے ملاقات کرنے کے لیے نیچے اترے۔ وہ ایک شاندار شخص تھا جس نے چیتے کی کھال پہنی ہوئی تھی۔

”خوش آمدید“ اس نے چیخ کر کہا۔ بادشاہ کا سلام ان لوگوں کے لیے جنہوں نے بادشاہ کے خلاف ناپاک جنگ چھیڑی۔ شیر کا سلام گیدڑوں کو جو اپنی جگہ کھڑے غراتے رہے ہیں۔

بات کرو۔ میں نے کہا۔ یہ بادشاہ کے الفاظ ہیں۔ ہتھیار ڈال دو اور بادشاہ کی عنایات و مہربانیوں کے ملتجی بنو، ورنہ نتائج کافی بھیانک ہونگے۔

ٹوالا کی شرائط کیا ہیں۔ میں نے جاننے کی خواہش کے زیر اثر پوچھا۔

اس کی شرائط رحم انگیز ہیں۔ ایک لائق اور عظیم بادشاہ کی۔ یہ ٹوالا کے الفاظ ہیں۔ ایک آنکھ والا، بہت بڑا، ایک ہزار بیویوں کا شوہر، کوکونا کا نواب، جو مالک ہے شارع سلیمان کا۔ تین چڑیلوں کا چہیتا، کالی گائے کا بچہ، جو بہت لمبا چوڑا ہے، جو کالا ہے۔ جو عقلمند ہے۔ بادشاہ نسل در نسل بادشاہ۔ یہ ٹوالا کے الفاظ ہیں۔ ”میں رحم کھاؤں گا اور مطمئن ہو جاؤں گا، لیکن کچھ خون کے عوض۔ ہر دس میں سے ایک کو موت کا مزہ چکھنا ہوگا اور باقی کو معاف کر دیا جائیگا۔ لیکن سفید فام ان کو یا جس نے میرے بیٹے اسکارگا کو قتل کیا اور وہ کالا شخص جو انکا ملازم ہے اور میرے تخت و تاج پر قبضہ کا خواب دیکھ رہا ہے۔ اور انفاڈوس میرا بھائی جس نے لوگوں کو میرے خلاف بھڑکایا۔ انہیں اذیت ناک موت سے دوچار ہونا پڑے گا۔“ یہ ہیں ٹوالا کے الفاظ جو مہربانیوں سے پُر ہیں۔

ساتھیوں سے مشورے کے بعد میں نے بلند آواز سے جواب دیا تا کہ سپاہی بھی سن لیں۔

واپس چلے جاؤ کتو، ٹوالا کے پاس واپس چلے جاؤ، جس۔ نے تمہیں بھیجا ہے اور اس سے کہو کہ ہم اگنوسی اور ستارے۔ سے آئے ہوئے عقلمند جو چاند کو غائب کر دیتے ہیں۔ انفاڈوس جو کہ شاہی گھرانے سے متعلق ہے۔ اور چیفس، کیپٹن، اور عوام یہاں ایک ساتھ موجود ہیں اور یہ جواب ان تمام لوگوں کی طرف سے ہے کہ ”ہم ہتھیار نہیں ڈالیں گے۔ اور اس سے قبل کہ سورج دوسری بار غروب ہو ٹوالا کی لاش گیٹ پر اس کے اپنے گیٹ پر اکڑی پڑی ہوگی۔ اور اگنوسی جس کے باپ کو ٹوالا نے قتل کیا تھا، وہ اس کی جگہ حکمراں ہوگا۔“ اب جاؤ اور ٹوالا کو ہمارا جواب پہنچا دو۔

ٹوالا کا ایلچی زور سے ہنسا اور کہا تم بڑے بڑے الفاظ بول کر لوگوں کو نہیں ڈرا سکتے۔ کل تم خود کو ایسا ہی بہادر ثابت کرو تو جانوں۔ او...... تم جس نے چاند کو بے نور کیا۔ جرأت مند بنو۔

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لڑو...... اور ہنس کر بولو۔ اس وقت تک کہ کوے تمہاری ہڈیاں لے جائیں اور اسے صاف کر کے تمہارے چہروں کی طرح نہ کردیں۔ الوداع...... ممکن ہے ہماری ملاقات جنگ میں ہو جائے۔ ستاروں پر نہ چلے جانا۔ میری درخواست ہے کہ میرا انتظار کرو۔ او، سفید لوگو۔

ان دھمکیوں اور بدتمیزیوں کے بعد وہ چلا گیا۔ اس وقت سورج غروب ہو رہا تھا۔

اس رات ہم لوگ بہت تھکے ہوئے ہونے کے باوجود انتہائی مصروف تھے۔ دونوں طرف کے ایلچی آ رہے تھے اور جا رہے تھے ادھر ہم کونسل میں بیٹھے لائحہ عمل کی تیاری میں مصروف تھے۔ بالآخر آدھی رات کے قریب جو کیا جا سکتا تھا وہ کر دیا گیا اور کیمپ سنتریوں کے حوالے ہوئے تو پھر خاموشی چھا گئی۔

ابھی ٹھیک طرح صبح بھی نہیں ہوئی تھی کہ انفاڈوس نے ہمیں بیدار کر کے بتایا کہ ”لو“ میں بڑے پیمانے پر فوجی نقل و حرکت کی اطلاعات ہیں اور ممکن ہے کہ بادشاہ کے حامی ہماری چھاؤنی کی جانب پیش قدمی کریں۔

ہم فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور جلدی جلدی لباس تبدیل کیا، ہر شخص نے چین کی بنی ہوئی جنگی شرٹ پہنی۔ یہ وہی شرٹ تھی جسے بادشاہ نے ہمیں تحفتاً دی تھی اور جس کے لئے ہم اس کے ممنون ہیں۔ سرہنری نے اپنی ڈریسنگ میں بڑا اہتمام کیا، ایسا لگتا تھا جیسے وہ کوئی مقامی جنگجو ہو۔ ڈریسنگ کے بعد جب وہ سامنے آیا تو کہا اگر تم کوکوانالینڈ میں ہو تو وہی کرو جو کوکوناس کرتے ہیں۔ اس نے تبصرہ کیا، اس کے چوڑے سینے پر حفاظتی اسٹیل چمک رہی تھی۔ جو اس کے جسم پر ایسی فٹ تھی جیسے دستانے ہوتے ہیں۔ اس نے اسی پر بس نہ کی، بلکہ انفاڈوس سے درخواست کی کہ وہ اسے مکمل مقامی وردی فراہم کرے جو اس نے کر دی۔ اس نے گلے سے لیکر جسم کے دوسرے حصوں تک گلدار کی کھال کا عبا پہنا جو کمانڈر کے لیے مختص ہوتا ہے۔ پیشانی پر خوبصورت پر لگایا جو صرف جنرل لگایا کرتا ہے۔ سامنے سینے پر سفید بیل کی دم جس نے وردی کو سجا دیا۔ بکری کے بچے کی کھال سے بنی ہوئی سینڈل اس کے پاؤں کی زینت بنی۔ ہاتھوں میں ایک بڑی اور بھاری جنگی کلہاڑی پکڑلی۔ ایک گول شیلڈ جو سفید بیل کی کھال سے بنی ہوئی تھی اور چاقو جس سے پھینک کر حملہ کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ اس کا اپنا ریوالور بھی شامل تھا۔ اس کا لباس یا وردی غیر مہذب دنیا کی نمائندگی کرتی تھی، لیکن میں یہ کہے بنا نہیں رہ سکتا کہ سرہنری کرٹس اس وقت انتہائی شاندار نظر آ رہے تھے۔ بہ الفاظ دیگر ان پر یہ سب کچھ سچ مچ جچ رہا تھا۔ اس تبدیلی نے اس کی شخصیت کو نکھار دیا تھا۔

اس کی وجاہت قابلِ دید تھی اور پھر اگنوسی بھی آ گیا، اس کی وردی یا لباس بھی قریب قریب ویسا ہی تھا۔ یہ شخص بھی غضب کا لگ رہا تھا، بلکہ میں یہ کہوں گا کہ ان دونوں جیسا شخص خال خال ہی ہوتا ہے یا یوں سمجھو کہ میں نے ان جیسے وجیہہ اس سے پہلے نہیں دیکھے تھے۔

جب ہم سب مکمل طور پر تیار ہو چکے تو جلدی جلدی کچھ کھایا پیا اور پھر باہر نکل کر یہ دیکھنے لگے کہ اب کیا ہو رہا ہے۔ پہاڑ کے درمیانی حصہ پر ایک چھوٹا براؤن کلر کا حصہ تھا جو دو مقاصد پورے کرتا تھا۔ ایک تو یہ ہیڈ کوارٹر تھا، دوسرے یہ ایک ٹاور کا کام بھی انجام دیتا تھا۔ جس پر چڑھ کر دشمنوں پر نظر رکھی جاتی ہے۔ یہاں انفاڈوس رجمنٹ کے درمیان گھرا ہوا تھا۔ انفاڈوس کی رجمنٹ جس کی وردی کا رنگ گرے تھا کوکونا کے دیگر رجمنٹوں میں ممتاز تھی۔ یہ رجمنٹ اس وقت تین ہزار پانچ سو جنگ جوؤں پر مشتمل تھی اور جسے رزرو فوج کے طور پر روک لیا گیا تھا۔ اس وقت یہ فوجی گھاس پر بیٹھے بادشاہ کی فوج کی نقل و حرکت دیکھ رہے تھے جو ”لو“ سے نکل رہی تھی۔ ان فوجیوں کی قطار کافی طویل تھی، بلکہ ایسا لگتا تھا کہ وہ ایک نہ ختم ہونے والی قطار ہے۔ یہ تین قطاریں تھیں اور اس میں کوئی گیارہ بارہ ہزار لوگ ہوں گے۔

وہ تینوں لائنیں جیسے ہی ٹاؤن سے نکلیں انہوں نے مارچ شروع کر دیا۔ ایک لائن دائیں طرف چلی گئی۔ دوسری بائیں جانب مڑ گئی، جب کہ تیسری نے آہستگی سے ہماری طرف بڑھنا شروع کر دیا۔

انفاڈوس نے ان کی نقل و حرکت دیکھی تو بتایا یہ لوگ ہم پر تین طرف سے حملہ کرنے والے ہیں۔

......☆☆......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

حملہ

دشمن اپنی پوری قوت سے نیزوں کولہرا۔تے ہوئے ہمارے قریب پہنچ گئے۔ اس وقت وہ پہاڑی کے نیچے بنی ہوئی ہماری خندقوں کے پاس نظر آ رہے تھے۔ چونکہ ان کے حملہ کی رفتار انتہائی سست تھی۔ اس لیے ہم نے کسی سنجیدہ جواب کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ہم چاہتے تھے کہ حملہ آور فوج پہاڑی پر مزید چڑھ جائے پھر ہم کچھ کریں۔ لیکن انہوں نے اپنی زندگیوں کا خیال کرتے ہوئے احتیاط سے اپنا سفر جاری رکھا۔ ہماری اپنی پہلی بچاؤ کی لائن جو ہم نے بنائی تھی وہ پہاڑی اور نشیب کا درمیانی حصہ تھا۔ دوسری دفاعی لائن پچاس گز کے فاصلے پر اور تیسری اوپر سطح مرتفع کے کناروں پر تھی۔

اب وہ ٹوٹ پڑنے کے انداز سے طوفان کی طرح حملہ آور ہوئے اور اپنی پوری قوت سے جنگی نعرہ لگانے لگے۔ ”ٹوالا......ٹوالا......سب کو ختم کردو۔“ اب وہ ہم سے بالکل قریب تھے اب دونوں جانب سے چاقو پھینکا جانے لگا۔

چاقو ہماری طرف آ رہے تھے اور اس طرف سے دشمنوں کی طرف جا رہے تھے۔ دونوں جانب کی افواج ایک دوسرے کے مد مقابل تھیں۔

لڑائی میں مصروف جنگجو آپس میں گڈمڈ ہونے لگے۔ دونوں جانب کے لوگ مر کر یا زخمی ہو کر زمین پر گرنے لگے اس طرح جیسے موسم خزاں میں درختوں سے پتیاں گرتی ہیں۔ تھوڑی دیر تک حملہ آوروں کا پلہ بھاری رہا۔ ہماری پہلی دفاعی لائن آہستہ آہستہ پسپا ہونے لگی اور بالآخر دوسری دفاعی لائن سے مل گئی۔ یہاں لڑائی اپنے عروج پر تھی لیکن ہماری افواج اب بھی پیچھے ہٹ رہی

تھیں۔ لڑائی شروع ہونے کے بیس منٹ بعد ہماری تیسری دفاعی لائن بھی عملی جنگ میں حصہ دار بن گئی۔

اس وقت تک حملہ آور کافی حد تک تھک چکے تھے اور کافی زیادہ لوگ یا تو مر چکے تھے یا پھر زخمی ہو چکے تھے ہماری تیسری دفاعی لائن کے سامنے ان کی طاقت جواب دے گئی کچھ دیر تک وحشیوں کا جوش و جذبہ قائم رہا اور وہ کبھی آگے بڑھتے اور کبھی پیچھے ہٹ جاتے۔ اس وقت تک کچھ کہنا محال تھا کہ کیا ہونے والا ہے۔ سرہنری اس جنگ کو جو مایوس کن تھی دیکھ رہے تھے اور پھر بالآخر کچھ کیپٹن گڈ کے ہمراہ سرگرم فوجیوں کے درمیان چلے گئے۔ میں وہیں کھڑا رہا جہاں کھڑا تھا۔

فوجیوں نے یہ دیکھا کہ ایک لحیم شحیم شخص آگے بڑھ آیا ہے تو وہ سب چیخنے لگے۔ ”نازیا ان کو نازیا ان کو“ یعنی ہاتھی آ گیا اسے ختم کردو۔

یہ وہ وقت تھا جب جنگ کا خاتمہ قریب نظر آنے لگا، ایک ایک انچ پر جنگ اپنی شدت سے جاری تھی اور حملہ آور اب نشیب کی جانب پسپا ہونا شروع ہو گئے۔ یکایک پسپائی نے محفوظ فوج کو کنفیوژن میں مبتلا کردیا۔ اس موقع پر ایک اطلاع آئی کہ حملہ آوروں کو پسپا کردیا گیا ہے اور میں نے خود کو مبارکباد دینا شروع کردی کہ فی الحال کام بن گیا لیکن پھر یہ دیکھ کر دہشت زدہ ہو گئے کہ ہم لوگ جو اپنے دفاع میں ایک طرف مصروف تھے ان کا پلہ حملہ آوروں کے مقابلے میں اس جگہ کافی کمزور ہے۔

اگنوسی جو میرے قریب کھڑا تھا۔ اس نے ایک ہی نظر میں معاملہ کو سمجھ لیا اور فوراً ہی ایک حکم جاری کردیا جسے کیپٹن نے جلدی سے آگے بڑھا دیا۔ دوسرے ہی لمحے میں نے دیکھا کہ دشمنوں پر کاری ضرب لگائی جا رہی ہے۔ میں نے خود کو اگنوسی کے دیوپیکر وجود کے پیچھے چھپا لیا اس لئے کہ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے میں قتل ہونے والا ہوں۔ میری حالت بچوں جیسی تھی ایسے بچے جو ابھی ٹھیک طرح چلنا نہیں سیکھ پائے۔ میں ڈگمگ کر رہا تھا۔ اگنوسی کے پیچھے آ کر میں خود کو محفوظ سمجھنے لگا اور میری کیفیت بہتر ہوگئی۔ لیکن چند منٹوں میں ہی اور مجھے یہ وقت بہت مختصر لگا میں نے اپنے ہی آدمیوں میں غوطہ لگاتے ہوئے جو ہمارے پیچھے کھڑے ہوئے تھے اور خود کو حملہ کے لیے تیار کر رہے تھے، کچھ پیچھے ہوئے پھر مجھے نہیں معلوم کہ کیا ہوا۔ مجھے جو کچھ یاد ہے وہ یہ کہ لڑائی خوفناک انداز سے ہو رہی تھی۔ لوگوں کی آنکھیں سروں سے باہر نکلتی محسوس ہو رہی تھیں، چند چمکتے ہوئے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

نیزے میری جانب بڑھ رہے تھے۔

لیکن یہ بات فخر سے کہوں گا کہ میں اٹھا اور لڑائی میں کود پڑا۔ یہ وہ موقع تھا جب کہ اکثر لوگ ہمیشہ کے لئے مرجاتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ اگر میں وہیں کھڑا رہتا جہاں کھڑا تھا تو میں یقیناً مر چکا ہوتا۔ میں ذہانت سے پیچھے کی جانب بھاگا اور گر گیا۔ ایک نیزہ بردار بھی اپنے کو گرنے سے نہ بچا سکا اور وہیں آ گرا جہاں میں پڑا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا میں اٹھ کھڑا ہوا اور پھر میں نے اپنے ریوالور سے اس کا کام تمام کر دیا۔

اس کے فوراً ہی بعد کسی نے مجھے مار کر گرا دیا اور پھر مجھے کچھ یاد نہیں کیا ہوا۔

جب میں ہوش میں آیا تو میں نے خود کو ایک چٹان کی آڑ میں پایا اور گڈ ہاتھ میں پانی کا برتن لئے مجھ پر جھکا ہوا تھا۔

کیسے ہو بڑے میاں؟ اس نے مجھ سے پوچھا۔

میں اٹھ بیٹھا۔ اور خود کو جواب دینے کے لیے تیار کیا۔

بہت اچھا ہوں۔ شکریہ۔ میں نے جواب دیا۔

شکریہ اللہ میاں کا۔ جب میں نے دیکھا کہ لوگ تمہیں یہاں لا رہے ہیں تو میں سمجھا کہ تم گئے۔

میرے سر سے کوئی چیز زور سے ٹکرائی جس نے مجھے پاگل کر دیا۔ پھر اسے روکا کیسے گیا؟

تھوڑی دیر کے لیے وہ لوگ ہر جگہ پسپا ہوئے۔ نقصان بھی بہت زیادہ ہوا، ہمارے تقریباً دو ہزار لوگ مرے یا زخمی ہوئے ہونگے اور ان کے تقریباً تین ہزار۔ اس طرح دیکھو اس نے فوجیوں کے اژدہام کی طرف اشارہ کیا جو چاروں طرف سے چار چار کی ٹولیوں میں آ رہے تھے۔

ہر چار کے گروپ کے بیچ میں ایک چمڑے کی ٹرے تھی جس میں کوکونا کے لوگ کچھ رکھا کرتے تھے۔

اس میں چار ہینڈل لگے ہوئے تھے۔

اس ٹرے میں جس کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ زخمیوں کو رکھ کر لایا جا رہا تھا اور ان کے پہنچتے ہی دوائیاں دینے والے اپنا کام سرانجام دے رہے تھے۔ دوائیوں سے متعلق لوگ ہر رجمنٹ میں دس دس موجود تھے۔ اگر زخمی کوئی اہم شخص ہوتا تو اسے ایک طرف لے جا کر اس کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جاتی، لیکن اگر زخمی اس کے علاوہ ہوتا تو اس کے ساتھ ہونے والا سلوک بڑا بھیانک ہوتا۔

ویسے اس سلوک کو ایک طرح سے رحم دلانہ سلوک بھی کہا جا سکتا ہے۔ اس لیے کہ ڈاکٹر زخمی کی حالت کا جائزہ لیتے پھر فوراً ہی اس کی کوئی فصد کھول دیتے۔ اس طرح زخمی بلا کسی تکلیف کے مر جاتا۔ ایسے بہت سارے زخمی تھے۔ جنہیں ان کی نس کاٹ کر ہلاک کر دیا گیا۔ جو سچ پوچھو تو زیادہ تر زخمیوں کو اسی طرح مارا گیا۔ کیونکہ کوکونا کے لوگ جو نیزے اور برچھیاں استعمال کرتے ہیں، ان سے زخمی ہونے کے بعد بچنے کے کم ہی مواقع ہوتے ہیں۔ زیادہ تر زخمی بے ہوشی کی حالت میں لائے جاتے اور جو ہوش میں ہوتے ان کی نس تیز دھار چاقو سے اس طرح کاٹی جاتی کہ کسی کو اس کی خبر ہی نہ ہو پاتی کہ ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے۔ لہٰذا وہ بغیر کسی تکلیف کے مر جاتے۔ جب میں نے دیکھا تو اس وقت بھی یہی سب کچھ ہو رہا تھا، اس لیے میں نے ادھر سے نگاہیں ہٹالیں۔

اس تکلیف دہ اور خوفناک منظر سے نگاہیں ہٹا کر میں نے دوسری جانب دیکھا تو سر ہنری جن کے ہاتھ میں اب تک جنگی کہاڑی موجود تھی، اگنوسی اور انفاڈوس اور چند دوسرے سردار باہم سر جوڑے کسی مشورے میں منہمک تھے۔

کوارٹر مین میں تو سمجھ ہی نہیں پا رہا ہوں کہ اگنوسی کیا کرنا چاہتا ہے۔ اور انفاڈوس کہتا ہے کہ واٹر سپلائی منقطع کر دی گئی ہے۔

اف خدایا۔ یہ تو بہت ہی برا ہوا۔ انفاڈوس نے کہا۔ اس کا مطلب ہے کہ آج رات ہم لوگ پیاسے رہیں گے۔ سنو میکوزہم۔ تم نے بہت ساری جنگیں اس ملک میں دیکھی ہونگی جہاں سے تم آئے ہو۔ جنگ تو یقیناً ستاروں پر بھی ہوتی ہوگی۔ اب تم مجھے راستہ دکھاؤ کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

ٹوالا نے زخمیوں اور مرنے والوں کی جگہ تازہ دم دستے بھیج دیئے ہیں۔ اس نے اب سبق سیکھ لیا ہے۔ وہ اب ہم پر پہل کرنے سے کترا رہا ہے بلکہ خوفزدہ ہے۔ ادھر ہم زخمی ہیں، وہ ہمارے مرنے کا انتظار کریگا۔ وہ ہمارے چاروں طرف سانپ کی طرح پھرتا رہے گا۔

میں نے تمہاری باتیں سن لیں۔ میں نے اس سے کہا۔

اور یہ میکوزہم کہ ہمارے پاس پانی بھی نہیں ہے اور کھانے کی اشیاء بھی تھوڑی ہیں۔ اس لیے ہمیں ان تین میں سے کوئی ایک راستہ اختیار کرنا ہوگا..... یا تو ہمیں بھوکے شیر کی طرح اپنے کچھار میں پڑے رہنا ہوگا یا پھر شمال کی جانب بھاگنا پڑے گا یا پھر۔ اس بار اس نے ہمارے دشمنوں کی جانب اشارہ کیا، ٹوالا کا حلق دبانا ہوگا اور اس پر شدت سے حملہ کرنا ہوگا۔ ان کو باایک

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

عظیم جنگ جو ہے آج وہ لڑائی میں بھینسے کی طرح لڑا۔ تو الد کے سپاہی اس کی کلہاڑی کا وار کھا کر دھڑ دھڑ گر رہے تھے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ اب تم بتاؤ میکموزہم کہ ہم کیا کریں۔ تم نے بڑی دنیا دیکھی ہے اور تجربہ رکھتے ہو اور عقلمند ہو۔

اگنوسی کیا کہتا ہے۔ میں نے پوچھا۔

نہیں میرے بزرگ۔ اس نے جواب دیا۔ وہ مجھ سے کیا بات کریگا میں عقل و خرد میں اس کے سامنے بچہ ہوں، میں اس کی بات کیا سمجھ پاؤں گا۔

میں نے مختصراً اپنا ماضی الضمیر بیان کر دیا کہ ایسی صورت میں جبکہ ہمارا پانی بند ہو چکا ہے تو ہمیں ٹوالا کی افواج پر چڑھائی کر دینی چاہیے۔ میں نے مزید سفارش کی کہ حملہ یکا یک کرنا ہوگا، اس سے پہلے کہ ہمارے زخم اور بڑھ جائیں اور اس سے بھی پہلے کہ ٹوالا کی افواج ہمارے دستوں کو ناکارہ بنانے کا کوئی حربہ استعمال کریں۔ دوسری صورت میں ممکن ہے ہمارے کچھ کیپٹن امن کی خاطر ٹوالا کی طرف ہاتھ بڑھانے پر مجبور ہو جائیں۔ ایسے حالات میں ذہن کی تبدیلی میں دیر نہیں لگا کرتی۔

میرے خیالات کو کافی سراہا گیا۔ بالخصوص کوکونا والوں نے بڑے احترام کے ساتھ انہیں تسلیم کر لیا۔ شاید اس وقت یا اس سے پہلے ایسا نہیں ہوا ہوگا۔ لیکن ہمارے پلان کی اصل منظوری تو اگنوسی کو کرنی تھی۔ اس لیے کہ وہ اب حقیقی بادشاہ تسلیم کیا جا چکا تھا۔ اور وہی تھا جو ہر مسئلہ میں قطعی فیصلہ کرنے کا مجاز تھا جس میں فوج کا اعلیٰ تر فیصلہ بھی شامل تھا۔ اسی لیے اس وقت ہر شخص کی نگاہیں اس پر لگی ہوئی تھیں۔

بالآخر تھوڑے وقفے کے بعد وہ آیا تو سوچ میں غرق تھا۔ اس نے گفتگو شروع کی۔ میرے چچا اور سردارو۔ میرا دل اب مطمئن ہے۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ میں ٹوالا پر آج ہی حملہ کروں گا اور اپنی قسمت میں لکھے کا انجام دیکھوں گا۔ اپنی خود کی زندگی اور تم سب کی زندگیوں کا انجام۔ اس لیے میں حملہ کرونگا۔ تم لوگوں نے دیکھا ہے پہاڑی کس طرح آدھے دائرے کی صورت میں ہے جیسے آدھا چاند۔ اور یہ چٹیل نصف دائرے میں زبان جیسی ہے۔

ہاں ہم نے بھی مشاہدہ کیا ہے۔ میں نے جواب دیا۔

خوب اس وقت دوپہر ہے اور سارے لوگ جنگ کے بعد کھانے پینے اور آرام میں مصروف ہیں۔ جب سورج غروب ہونے لگے اور تھوڑا سا اندھیرا چھانے لگے تو تم انفاڈوس

میرے چچا اپنی رجمنٹ کو متذکرہ زبان کی جانب پیش قدمی کا حکم دو۔ تمہاری رجمنٹ جب اس طرف بڑھے گی تو ٹوالا کو یہ خبر پہنچ جائے گی اور وہ اپنی افواج کو حکم دیگا کہ ہمارے دستوں کو یہیں ختم کر دیں، لیکن چونکہ وہاں پہنچنے کا راستہ بہت تنگ ہے اس لیے دشمن افواج ایک ایک کر کے ہی اوپر آسکیں گی۔

اور پھر وہ ایک ایک کر کے ہی اپنے انجام کو پہنچیں گی۔ اور جب ٹوالا کو علم ہوگا کہ اس کی فوجیں پہلی ہی صف میں ختم ہو رہی ہیں تو اس کا دل ڈوب جائے گا۔ دوسری رجمنٹ کے ساتھ میں پہنچوں گا میرے ساتھ میکموزہم ہونگے تاکہ اگر تم لوگ کمزور پڑو جو عام حالات میں ہوتا ہے تو پھر میری رجمنٹ مقابلہ کرے۔

یہ درست لائحہ عمل ہے۔ او بادشاہ۔ انفاڈوس نے کہا۔

حقیقت یہ ہے کہ کوکونا کے لوگ عجیب و غریب لوگ ہیں، ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ موت ان کے لیے کبھی خوف کا باعث نہیں بنتی۔ اگر وہ اپنا فرض ادا کر رہے ہوں۔

ٹوالا کی لامحدود افواج کی آنکھیں لڑائی پر لگی ہوئی ہیں۔ اگنوسی نے بات جاری رکھی۔ دیکھو ایک تہائی (تقریباً چھ ہزار) فوجی پہاڑی کی دائیں طرف سے چلتے ہوئے نیچے ٹوالا کی فوج کے بائیں طرف کے حصے پر حملہ کریں گے اور ایک تہائی پہاڑی کی بائیں جانب سے اتر کر ٹوالا کے جتھے پر دائیں طرف سے حملہ آور ہوگا۔ اور جب ہم یہ دیکھیں گے کہ ہماری فوجیں ٹوالا پر سبقت حاصل کر رہی ہیں تو ادھر سے باقی ماندہ لوگوں کے ساتھ ہم ٹوالا کے منہ کے سامنے ہونگے اور اگر قسمت نے یاوری کی تو یہ دن ہمارا ہوگا اور رات ہونے سے پہلے پہلے ہم "لو" میں امن کے گیت گا رہے ہونگے۔

اب ہم لوگوں کو کھا پی کر تیار ہو جانا چاہیے۔ اور انفاڈوس کیا تم تیار ہو۔ پلان پر پوری طرح عمل درآمد ہونا چاہیے اور انفاڈوس کیا تم تیار ہو۔ پلان پر پوری طرح عمل درآمد ہونا چاہیے اور ذرا ٹھہرو۔ میرے سفید بزرگ لوگوان کو ساتھ رکھو تاکہ اس کی چمکتی ہوئی آنکھوں کو کیپٹن دیکھیں اور ان کے حوصلے بلند ہوں۔

ایک گھنٹے کے اندر ہی اندر راشن تقسیم کر دیا گیا اور لوگ ہڑپ بھی کر گئے۔ ڈویژن قائم کر دی گئی اور حملے کی تفصیلات سے لیڈرز کو آگاہ کر دیا گیا اس طرح پوری فوج جو تقریباً آٹھ ہزار جنگ جو بہادروں پر مشتمل تھی، وہ پیش قدمی کے لیے تیار ہو گئی۔ سوائے ایک گارڈ کے جسے زخمیوں

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کی نگرانی پر مامور کر دیا گیا۔

گڈ سر ہنری اور میری جانب آیا۔

خدا حافظ۔ میرے ساتھیو۔ اس نے کہا۔ میں حکم کے مطابق رائٹ ونگ میں ہوں۔ چنانچہ ہم اس کی طرف بڑھے اور اس سے مصافحہ کیا۔ ہاں اب شاید ہماری ملاقات نہ ہو پائے۔ جیسا کہ ایسے معاملات میں اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اس نے اہمیت دیتے ہوئے کہا۔

ہم نے خاموشی سے مصافحہ کیا اور بہت زیادہ جذبات کا مظاہرہ بھی نہیں کیا۔

یہ ایک انوکھا معاملہ ہے۔ سر ہنری نے کہا، اس کی پُر توجہ آواز میں لرزش تھی۔ اور میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے کل سورج دیکھنے کی توقع نہیں تھی۔ مزید برآں میں یہ بھی سمجھتا تھا کہ گرے رجمنٹ جس کے ساتھ میں جا رہا ہوں وہ اس وقت تک لڑتی رہے گی۔ جب تک کہ خود فنا نہ ہو جائے یا پھر ٹوالا کی افواج کو نیست و نابود نہ کر دے۔ ہر صورت میں یہ آدمی کی موت ہو گی۔ خدا حافظ دوستوں اللہ تم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ میں امید کرتا ہوں تم محفوظ رہ کر جواہرات حاصل کر سکو گے۔

دوسرے ہی لمحے گڈ نے ہاتھ ہلائے اور چلا گیا۔ پھر انفاڈوس آیا اور سر ہنری کو لے کر اس کو ان کی جگہ لے گیا، یعنی گرے رجمنٹ کے اگلے مورچے پر۔ میں بھی بہت سے اندیشوں اور وسوسوں کے ساتھ اگنوسی کی معیت میں دوسری رجمنٹ میں چلا گیا۔

......☆☆......

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

گرے رجمنٹ کے بلند حوصلے

میں نے نیچے لمبی لمبی قطاروں میں ہلتی ہوئی سیاہ کلغیاں اور اس کے نیچے سنجیدہ اور سخت چہرے دیکھے اور گہری سانس لیتے ہوئے سوچنے لگا کہ ابھی تھوڑی دیر بعد ایک گھنٹے کے اندر اندر اگر سب نہیں تو بیشتر باکمال جنگجو جن کی عمریں چالیس سال سے زیادہ نہیں ہیں، وہ مردہ ہو کر گر چکے ہوں گے یا پھر گر کر مر رہے ہوں گے۔ ان تمام فوجیوں کے چہروں پر کوئی تذبذب یا خوف کی کوئی لکیر مجھے نظر نہیں آ رہی تھی۔ وہ سب کھڑے موت کی وادی میں جانے کا انتظار کر رہے تھے۔ وہ اب خوفناک نیزوں کے بل پر چڑھنا ہی چاہتے تھے اور دن کی روشنی جو اللہ کی رحمت ہوتی ہے، اس میں نکلنے والے تھے اور کامرانی کے یقین کے ساتھ تباہی کا حکم ماننے والے تھے اور ان میں کسی قسم کا کوئی ارتعاش نہیں تھا۔ میں نے اس سے پہلے فرائض کی ادائیگی میں اس درجہ انہماک کبھی نہیں دیکھا تھا۔ جس کا نتیجہ ایک تلخ پھل کی صورت میں ملنے والا تھا۔

اپنے بادشاہ کو دیکھو انفاڈوس نے اگنوسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جاؤ لڑو اور اس کے لیے قربان ہو جاؤ۔ یہی بہادروں کا شیوہ ہوتا ہے۔ اور انہیں جو اپنے بادشاہ پر مر مٹنے سے احتراز کرتے ہیں شرمندگی اور لعنت کا طوق گلے میں سجانا پڑتا ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ اور ان کے لیے بھی جو اپنے دشمن کو پیٹھ دکھاتے ہیں۔ چیفس، کیپٹن اور سپاہیو، اپنے بادشاہ کو دیکھو۔ اب اپنی اطاعت مقدس سانپ کے لیے وقف کر دو اور اس پر چلتے رہو۔ میں اور انکوباٹوالا کی میزبانی کا دل دیکھنے کے لیے تمہیں راستہ دکھائیں گے۔

پھر تھوڑے توقف کے بعد یکایک چہ میگوئیوں کی سی آوازیں آئیں، یہ ایسی آواز تھی جیسے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

کہیں دور سمندر کانا پھوسی کر رہا ہو۔ دراصل یہ آواز چھ ہزار نیزوں کی تھی، جنہیں ان کے ہولڈر سے نکالا جا رہا تھا۔ یہ آواز کچھ بڑھی اور پھر بہت زیادہ ہو گئی، پھر گرج میں تبدیل ہو گئی۔ جس کی بازگشت سے ایسا لگ رہا تھا کہ طوفان آ گیا ہو اور پہاڑوں کو لرزا رہا ہو۔ پھر یہ کم ہو گیا۔ یہ آواز آہستہ آہستہ ختم ہو کر سکوت میں بدل گئی۔ پھر یکا یک شاہی سلام سے پوری وادی گونج اٹھی۔

اگنوسی نے لاجواب اطاعت کا جواب اپنی جنگی کلہاڑی کو لہرا کر دیا اور پھر کر۔۔ے رجمنٹ تین لائنوں میں تقسیم ہو گئی۔ ہر لائن میں افسروں کے علاوہ ایک ہزار افراد تھے۔ جب کہ آخری کمپنی تقریباً سو گز آگے بڑھی تو اگنوسی نے اپنی رجمنٹ یعنی بفیلو رجمنٹ پر توجہ دی۔ اس نے بھی اسی طرح تین قطاریں بنائیں اور پھر انہیں مارچ کا حکم دیا۔ ہم لوگ بھی چلے۔ یہ کہنا ضروری نہیں کہ ہم نے دل ہی دل میں تمام اچھی دعائیں پڑھنی شروع کر دیں۔ رجمنٹ میں میری تعیناتی بڑی خاص جگہوں پر ہوئی۔ بعض وقت تو انتہائی خطرناک جگہ جہاں سے بچ کر آنا مشکل تر تھا۔

جب تک ہم سطح مرتفع کے کنارے پہنچیں، گرے رجمنٹ کافی آگے ڈھلان عبور کرتی ہوئی نیچے پہنچ چکی تھی اور اب وہ تقریباً پہاڑ کے دامن میں تھے۔ ٹوالا کے کیمپ میں جوش کا عالم دیدنی تھا۔ رجمنٹ پر رجمنٹ پیش قدمی کر رہی تھی اور وہاں پہنچنے کی تگ و دو کر رہی تھی۔ جہاں سے انہیں اٹیک کرنا تھا۔ یہ مقام جہاں سے حملہ کرنا تھا وہ چار سو گز آگے نشیب میں تھا۔ اور جسے زبان سے تشبیہ دی جاتی تھی اور جس کا سب سے چوڑا حصہ ساڑھے چھ سو قدم سے زیادہ نہیں تھا، جب کہ اس کا شروع کا حصہ 90 قدم تھا۔ گرے رجمنٹ جو نیچے جا رہی تھی وہ پہاڑی کے دامن اور زبان کے قریب پہنچ گئی۔ وہاں پہنچتے ہی ان تینوں لائنوں نے کالم کی شکل اختیار کر لی اور رک گئے۔

اس کے بعد ہم یعنی بفیلو رجمنٹ بھی زبان کے دہانے سے سو گز پہلے اور گرے رجمنٹ کی آخری لائن کے بعد رک گئے جو کہ صبح حملہ کے لیے تیار کھڑی تھیں۔ اور ان کی تعداد نقصان کے باوجود چالیس ہزار سے کسی قدر کم نہ تھی اور جو تیزی سے اوپر ہماری جانب بڑھ رہی تھیں۔ لیکن جیسے ہی وہ زبان کے قریب پہنچے، ہچکچاہٹ کا شکار ہو گئے۔ اس لیے کہ انہیں اب اندازہ ہوا کہ صرف ایک رجمنٹ ہی ایک وقت میں ایڈوانس کر سکتی ہے۔ ہر طرف گرے رجمنٹ کے لوگ چھائے ہوئے تھے جو ہر طرف بڑے بڑے پتھروں، ٹیلوں اور اونچائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور گرے رجمنٹ کی کوکوناآرمی میں بڑی اچھی شہرت تھی۔ وہ بہادری اور جانثاری میں اپنا جواب آپ تھی۔

وہ اس مقام پر اس طرح بیٹھے تھے جیسے تمام راستوں پر انکا قبضہ ہو۔

وہ ہچکچائے اور بالآخر انہوں نے اپنی پیش قدمی روک دی اس لیے کہ نیزوں کا استعمال ان بہادر جنگ جوؤں پر جو مضبوطی سے کھڑے تھے بے کار تھا۔ اس وقت ایک لمبا چوڑا جنرل مقامی فوجی یونیفارم پہنے نظر آیا، جس کے ساتھ بہت سارے سردار تھے۔ جو یقیناً خود ٹوالا تھا۔ اس نے ایک حکم جاری کیا اور اس کی پہلی رجمنٹ نعرہ لگاتے ہوئے گرے رجمنٹ کی طرف بڑھنے لگی۔ جو انتہائی سکون اور خاموشی سے اپنی جگہ قائم رہی تاوقتیکہ حملہ آور فوج چالیس گز دور رہ گئی اور اب فضا میں چاقو چمکتے نظر آنے لگے جو گرے کی طرف پھینکے گئے تھے۔

پھر یکا یک نعروں اور باڑ کے ساتھ گرے رجمنٹ والے نیزے لہراتے آگے بڑھے اور دونوں گروپ ایک دوسرے سے قریب ہو گئے۔ یوں جان لیوا جنگ شروع ہو گئی۔ دوسرے ہی سیکنڈ میں شیلڈ سے نکلتی ہوئی آواز نے ہمارے کان کے پردے پھاڑ دیئے۔

نعروں اور شور نے مل کر طوفان کا سماں پیدا کر دیا۔ ادھر چمکتے ہوئے نیزوں سے نکلتی ہوئی چمک آنکھوں کو خیرہ کیے دیتی تھی۔ اس دوران سخت مقابلہ ہوا، بلکہ انسانیت کے جسم میں چھرا گھونپا گیا۔ لیکن یہ سب زیادہ دیر تک نہیں ہو سکا۔ یکا یک حملہ آور فوج مختصر ہونے لگی اور پھر آہستگی کے ساتھ وہ انہیں پامال کرتے نکل گئے، جیسے سمندر کی بڑی لہر کسی چیز کو بہا کر لی جاتی ہے۔ یہ تو ہو گیا لیکن گرے کو بھی کافی نقصان اٹھانا پڑا، اس لیے کہ اس کی تین لائنوں میں سے ایک ختم ہو چکی تھی اور اب دو لائنیں بچی تھیں۔

کندھے سے کندھا ملائے وہ اب بھی کھڑے تھے اور کسی حملے کا انتظار کر رہے تھے۔ اس کے ساتھ میری نگاہیں سرہنری پر پڑیں، جو صفوں کو درست کر رہا تھا۔ شکر ہے وہ ابھی تک زندہ ہے۔

ادھر ہم لوگ میدانِ جنگ کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ تقریباً چار ہزار مردہ، مرتے ہوئے یا زخمی پڑے ہیں اور ان کے جسم حقیقتاً خون میں نہائے ہوئے ہیں۔ اگنوسی نے ایک حکم دیا جو انتہائی تیز رفتاری سے تمام فوجیوں کو پہنچا دیا گیا۔ حکم یہ تھا کہ کسی ایک زخمی کو بھی ہلاک نہ کیا جائے، جس پر مکمل طور سے عمل درآمد کیا گیا۔

اب دشمن کی ایک دوسری رجمنٹ سامان حرب کے ساتھ گرے رجمنٹ کے باقی ماندہ دو ہزار افواج پر حملہ کے لیے آگے بڑھ رہی تھی۔ گرے رجمنٹ خاموشی سے کھڑی رہی۔ تاوقتیکہ وہ تیس گز کے فاصلے پر نہ پہنچ گئے۔ اب یہ اپنے دفاع میں نیزے لہرانے پر مجبور ہو گئے۔ پھر وہی

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

منظر دوبارہ دیکھا گیا۔ ویسا ہی شور، ویسی ہی چمک، ویسی ہی چیخ۔

لیکن اس بار یہ بھیانک منظر طویل تھا اور ایسا لگتا تھا کہ گرے کا اس بار ٹھہرنا اور فتح مند ہونا مشکل ہے۔

لیکن مکمل ڈسپلن اور حوصلہ اور جذبۂ شجاعت عجوبہ دکھا سکتا ہے۔ اور ایک تجربہ کار سپاہی دو جوانوں کے برابر ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس معرکہ میں مزید ثبوت مل گیا۔ ہم جب کہ یہ سوچ رہے تھے کہ گرے پسپا ہو جائیں گے اور اب ہمیں اس کی جگہ لینی ہوگی کہ یکایک جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور ہم نے دیکھا کہ سرہنری اپنی کلہاڑی کو بلند کیے ادھر سے ادھر آ جا رہے ہیں اور فوجیوں کو ہدایات دے رہے ہیں۔ اس کے بعد کچھ تبدیلیاں نظر آئیں۔ گرے رجمنٹ ٹھہری تھی اور ایک چٹان کی طرح ساکت ہوگئی، جن کے سامنے نیزہ بردار جھپٹتے رہے، جس سے ان کی نفرت کا اظہار ہو رہا تھا۔ اب وہ ایک بار پھر حرکت میں آئے، اس بار ایسا لگتا تھا کہ جدید اسلحہ کا قطعاً استعمال نہیں ہو رہا ہے۔ اس لیے کہ وہاں دھوئیں کا نام ونشان بھی نہ تھا۔ اس لیے ہمیں ہر چیز واضح نظر آ رہی تھی۔

لیکن دوسرے ہی منٹ میں ایسا لگا جیسے لڑائی ختم ہو رہی ہے۔

آہ۔ یہ تو ہمارے فوجی ہیں، یقیناً یہ دوبارہ فتح کر لیں گے۔ اگنوسی نے چیخ کر کہا۔ جو کہ شدتِ جذبات سے اپنے دانت پیس رہا تھا اور میرے قریب ہی کھڑا ہوا تھا۔ اور دیکھو انہوں نے فتح کر لیا۔

یکایک حملہ آور افواج نے بھاگنا شروع کر دیا اور نظروں کے سامنے سے اس طرح غائب ہونے لگیں جیسے توپ کے گولے کے ساتھ نکلتا ہوا دھواں غائب ہو جایا کرتا ہے اور انہوں نے اپنے فاتح کو کھلی چھٹی دیدی۔ اب جو سچ پوچھیں تو وہاں کوئی رجمنٹ نام کی چیز نہیں تھی۔ چالیس منٹ پہلے تینوں شاندار لائنیں جن میں تین ہزار جری لوگ جنگ میں حصہ لے رہے تھے۔ ان میں سے اب صرف چھ سو بچے تھے وہ بھی خون میں نہائے لگ رہے تھے۔ باقی اپنی جان سے گزر کر قدموں میں پڑے ہوئے تھے۔ بچے ہوئے لوگ اب بھی خوشی سے نعرے لگا رہے تھے اور اپنے نیزوں کو کامیابی سے لہراتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے، جب کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ وہ بھاگ کر ہماری طرف آئیں گے، لیکن وہ تو بھاگتے ہوئے دشمن کی طرف لپک پڑے۔

میں نے دیکھا کہ سرہنری جن کے ہمراہ انفاڈوس تھا وہ بظاہر ٹھیک ٹھاک دکھائی دے رہے تھے۔ پھر ٹوالا کی رجمنٹ مقامِ جنگ تک پہنچ گئی اور لڑائی ختم ہوگئی۔

سطح زمین کے دائیں اور بائیں حصے میں جنگ جوؤں کی کلغی لہرا رہی تھی۔ باہر بچے ہوئے فوجی فوراً ہی ہماری امداد کے لیے گئے۔ لیکن شاید انہوں نے وقت کا مناسب انتخاب نہیں کیا تھا۔ ٹوالا کی پوری فوج جیسا کہ اگنوسی نے پیش گوئی کی تھی، نے اپنی توجہ خونی جدوجہد پر لگا رکھی تھی اور انہیں گرے رجمنٹ کے ساتھ ساتھ بفیلو رجمنٹ پر بھی شدید غصہ تھا جو تھوڑے فاصلے پر اپنی جنگ میں معروف تھے۔ ادھر دونوں رجمنٹوں کی حیثیت ہماری فوج میں سینے جیسی تھی۔

پانچ منٹ میں ہی جنگ کا فیصلہ ہو گیا۔ ٹوالا کی افواج بھاگ کھڑی ہوئیں اور جلد ہی پورا سطح حصۂ زمین جو ہمارے اور "لو" کے درمیان واقع تھا اس میں ہر چہار طرف فوجیوں کے گروپ دوڑتے نظر آ رہے تھے تاکہ اپنی جانیں بچا سکیں۔

یہ عجیب منظر تھا۔ ہمارے چاروں طرف مردہ جسموں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اور گرے رجمنٹ کے 95 سپوت اپنے پیروں پر کھڑے تھے۔ صرف اس ایک رجمنٹ کے تین ہزار چار سو لوگ سے زیادہ میدانِ جنگ میں گر چکے تھے اور ان میں سے زیادہ تر دوبارہ کھڑے نہیں ہو سکیں گے۔

اوہو۔ انفاڈوس نے دھیمی آواز میں اس وقت کہا جب ایک زخمی کے مرہم پٹی کے بعد دوسرے کی مرہم پٹی کی جا رہی تھی۔ وہ اپنے جسم کو بغور دیکھ رہا تھا اور یہ سوچ رہا تھا کہ اسے ایک لاش بننے میں کتنی کسر باقی رہ گئی ہے۔ تم نے اپنی رجمنٹ کی شہرت کو برقرار رکھا ہے اور آج کی لڑائی کے چرچے تمہارے بچوں کے بچوں میں بھی فخر سے کیے جائیں گے۔ پھر وہ مڑا اور سرہنری کرٹس کو اپنے ہاتھوں سے تھپتھپایا۔ تم ایک عظیم کیپٹن ہو، انکوبا اس نے بڑی سادگی سے اظہار کیا۔ میں ہمیشہ جنگ جوؤں کے ساتھ رہا ہوں اور میں بہت بڑے بڑے بہادروں کو جانتا ہوں، لیکن میں نے تمہارے جیسا شخص نہیں دیکھا۔

ہم اگنوسی سے ملے جس نے ہمیں بتایا کہ وہ "لو" جا رہا ہے تاکہ اپنی فتح کی تکمیل کر سکے اور اگر ہو سکے تو ٹوالا کو اسی وقت یا تو گرفتار کر لے یا پھر موت کے گھاٹ اتار دے۔ اس سے پہلے کہ ہم جاتے، ہماری نگاہیں گڈ پر پڑیں جو ایک ٹیلے پر ہم سے تقریباً سو قدم دور بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے قریب ہی ایک کوکوناس کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

ممکن ہے وہ زخمی ہو۔ سرہنری نے زور دیتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی اس نے یہ بات کہی ایک غیر معمولی واقعہ پیش آیا۔ کوکوناس کی لاش یا جو دیکھنے میں لاش نظر آتی تھی۔ وہ اٹھی اور اس نے گڈ کے سر پر ایک بھرپور وار کیا اور وہ ٹیلے سے گر گیا۔ پھر اس نے اس پر اپنے نیزے سے وار کرنا چاہا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہم بے تحاشا دوڑے ہم میں سخت غصہ اور جوش تھا۔ جیسے ہی ہم اس کے قریب پہنچے جنگجو نے یکے بعد دیگرے اس پر کئی وار کر ڈالے۔

گڈ ہر وار پر جھٹکا کھاتا اور اس کے پیر فضا میں بلند ہو جاتے۔ جب کوکوناس نے ہمیں آتے دیکھا تو اس نے ایک آخری اور بھرپور وار کیا اور چیخا کہ لو چکھو مزا۔ اور بھاگ کھڑا ہوا۔ گڈ نے کوئی جنبش نہ کی اور ہم یہ سمجھے کہ ہمارا پیارا ساتھی چل بسا۔ ہم سب غم و اندوہ میں ڈوب گئے اور اس کے قریب پہنچے اور یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے کہ وہ بے شک بے ہوش تھا، لیکن اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی اور اس کا چشمہ اس کی ایک آنکھ پر بدستور لگا ہوا تھا۔

"یہ کیپٹن آرمر ہے۔" وہ بڑبڑایا جب کہ اس کی نگاہیں ہمارے چہروں پر پڑیں جو اس پر جھکے ہوئے تھے۔ یہ بھکاری کس طرح بکے ہونگے۔ یہ کہہ کر وہ پھر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہم نے غور کیا تو پتہ چلا کہ اسے اس کی ٹانگوں پر سخت ضربات لگائی گئی تھیں۔ لیکن جسم کے دوسرے حصوں خصوصاً سینے کو آرمر چین (زرہ) نے بچا لیا تھا۔ چونکہ فی الوقت اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا، اس لیے اسے ایک شیلڈ پر لٹا کر ہم اپنے ساتھ لے آئے۔

جتنی بھی احتیاط کی جا سکتی تھی، اسے مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم ٹاؤن میں داخل ہوئے۔ روڈ کے دونوں جانب ہزاروں لوگ جن میں جنگی بھی شامل تھے ان کی شیلڈ اور نیزے نیچے پاؤں میں پڑے تھے اور ان کے سر جھکے ہوئے تھے۔ وہ سب اور ان کے افسران اگنوسی کو سلیوٹ کر رہے تھے، یعنی اسے بادشاہ تسلیم کر رہے تھے۔ جب کہ اگنوسی اور ہم سب ان کے سامنے سے گزرے۔ ہم اسی طرح ٹوالا کے کرال تک مارچ کرتے رہے۔ جب ہم اس وسیع و عریض جگہ پہنچے جہاں چند دن قبل ہم نے چڑیل کا شکار اور کنواریوں کا رقص دیکھا تھا وہ جگہ ویران پڑی تھی۔ نہیں بالکل ویران نہیں تھی یہ جگہ بلکہ اس میں ایک جانب ٹوالا بیٹھا ہوا تھا۔ لیکن خدام میں سے کوئی نہیں تھا، صرف گاگول تھی۔

جیسے ہی ہم لوگ ٹوالا کے قریب پہنچے اس نے اپنا کلغی سے سجا سر اٹھایا اور اپنی واحد آنکھ سے ہمیں دیکھا جس میں غصہ اور نفرت کے الاؤ دھک رہے تھے اور وہ اس طرح چمک رہی تھی، جیسے اس کے ماتھے پر لگا ہیرہ چمک رہا تھا۔ اس کی واحد آنکھ اپنے مخالف اگنوسی پر آ کر ٹھہر گئی۔

لعنت! او بادشاہ! اس نے کہا۔ اس کے انداز میں تمسخر تھا۔ تم نے میری روٹی اور نمک کھایا اور پھر سفید فاموں سے مل کر ہماری افواج کو شکست دی۔ لعنت۔ اب میری قسمت کا فیصلہ کرو۔ او

بادشاہ۔

تمہاری قسمت کا فیصلہ تو میرا باپ کرے گا۔ جس کے تخت پر تم سالہا سال سے بیٹھے ہوئے ہو۔ ٹوالا کو یہ سخت جواب تھا۔

یہ تو بہت اچھا ہے۔ میں تمہیں دکھاؤں گا کہ مرتے کیسے ہیں۔ اور تم اسے مرتے وقت تک نہ بھول سکو گے۔ دیکھو سورج خون میں ڈوب رہا ہے۔ اس نے اپنی جنگی کلہاڑی سے ڈوبتے ہوئے سورج کی جانب اشارہ کیا۔ یہ اچھا ہے کہ میرا سورج اپنی کمپنی کے پاس پہنچ جائیگا۔ اور اب۔ او۔ بادشاہ! میں مرنے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن کوکونا کے شاہی گھر کے لیے میری التجا ہے کہ ہم دونوں میں مقابلہ ہو میرا خیال ہے کہ تم میری یہ درخواست قبول کر لوگے، ورنہ کل جو لوگ یہاں آئیں گے وہ تم پر ہنسیں گے۔ بلکہ جو لوگ آج آئیں گے وہ بھی ہنسیں گے۔

تمہاری درخواست منظور کی جاتی ہے۔ انتخاب کر لو تم کس سے لڑنا پسند کرو گے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں لڑائی نہیں کروں گا۔ اس لیے کہ کوئی بادشاہ جنگ کے علاوہ لڑتا نہیں ہے۔

ٹوالا کی نگاہیں اوپر سے نیچے ہمارے رینکس پر پڑیں اور مجھ تک آ کر ایک لمحے کے لیے ٹھہر گئیں اور اب صورتِ حال پھر خوفناک ہو گئی۔ یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ وہ مقابلہ کے لیے میرا انتخاب کر لیتا۔ اگر ایسا ہوتا تو کیا ہوتا، میں کس طرح فٹ پانچ انچ لمبے موٹے تازے جنگلی سے مقابلہ کرتا۔ میں تو فوراً ہی خودکشی کر لیتا۔ بالآخر میں نے فیصلہ کر لیا کہ میں لڑائی سے انکار کر دوں گا چاہے اس کے نتیجہ میں لوگ میرا مذاق ہی کیوں نہ اڑائیں۔ میرے خیال سے شرمندگی زیادہ بہتر تھی، اس کی بجائے کہ کلہاڑی سے میرے ٹکڑے کر دیے جائیں۔

اب ٹوالا نے گفتگو شروع کی۔

انکوبا تم کیا کہتے ہو۔ کیا ہمیں لڑنا چاہیے یا پھر لوگوں کو کہنے دیں کہ یہ بزدل ہے۔

"نہیں۔" اگنوسی نے سختی سے مخالفت کرتے ہوئے کہا۔ تم انکوبا سے لڑائی نہیں کرو گے۔

"ہاں۔" اگر وہ خوفزدہ ہے تو نہیں کرونگا۔ ٹوالا نے کہا۔

بدقسمتی سے سرہنری نے ان الفاظ کا مطلب سمجھ لیا اور اس کے رخسار سرخ ہو گئے۔

میں اس سے مقابلہ کروں گا۔ سرہنری نے کہا۔ وہ دیکھے گا کہ میں خوف زدہ ہوں یا نہیں۔

جس نے بھی تمہیں آج میدان جنگ میں دیکھا ہے وہ جانتا ہے کہ تم ایک بہادر شخص ہو۔

میں اس سے مقابلہ کرونگا۔ سرہنری نے پھر وہی کچھ کہا جو پہلے کہا تھا۔ کوئی بھی زندہ شخص

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

مجھے بزدل نہیں کہہ سکتا۔ میں اب تیار ہوں۔اور وہ آگے بڑھا اور اپنی جنگی کلہاڑی اٹھالی۔

نہ لڑو۔ میرے سفید فام بھائی۔ اگنوسی نے درخواست کی اور اپنا ہاتھ محبت سے سرہنری کے بازو پر رکھا۔ تم پہلے ہی کافی لڑ چکے ہو۔اور اگر اس نے تمہیں زیر کرلیا تو پھر میرا دل کٹ کر دو ٹکڑے ہو جائے گا۔

اگنوسی۔ میں لڑونگا۔ سرہنری کا وہی جواب تھا۔

ٹھیک ہے انکوبا۔ تم ایک بہادر آدمی ہو۔ یہ ایک مثالی جنگ ہوگی۔ دیکھو ٹوالا ہاتھی تیار بیٹھا ہے۔

سابق بادشاہ نے جنگلی انداز میں قہقہہ لگایا۔ آگے بڑھا اور اپنا رخ کرٹس کی طرف کیا۔ ایک لمحے کے لیے دونوں ویسے ہی کھڑے رہے۔ ڈوبتے سورج کی کرنیں ان پر پڑ رہی تھیں۔ دونوں لمبے چوڑے لحیم شحیم تھے۔ دونوں کا مقابلہ خوب تھا۔

اب دونوں ایک دوسرے کے گرد دائرے کی شکل میں چل رہے تھے اور ان کی جنگی کلہاڑی لہرا رہی تھی۔

یکا یک سرہنری نے آگے بڑھ کر ٹوالا پر حملہ کردیا، لیکن ٹوالا ایک جانب ہوگیا۔ حملہ آور کا وار اتنا بھرپور تھا کہ وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ سکا، جس کی وجہ سے مدِ مقابل کو موقع مل گیا کہ وہ اس کا فائدہ اٹھائے۔ اس نے اپنی جنگی کلہاڑی کو اپنے سر کے گرد دائرے کی شکل میں گھمایا اور پھر انتہائی شدت سے اسے نیچے مارا۔ میرا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔ میں سمجھا کہ معاملہ ختم ہوگیا، لیکن نہیں سرہنری نے پھرتی سے پینترا بدلا اور اپنی شیلڈ کو اپنے جسم اور کلہاڑی کے درمیان کردیا۔ جس کے نتیجے میں شیلڈ کے فریم کا ایک حصہ ٹوٹ گیا اور کلہاڑی اس کے بائیں کندھے پر آن پڑی۔ لیکن اتنی زور سے نہیں کہ کوئی بڑا زخم یا نقصان پیدا کرسکے۔ دوسرے ہی لمحے سرہنری نے دوسرا وار کردیا تو ٹوالا نے اپنا شیلڈ پر روک لیا۔

پھر بار بار حملے ہوئے جو یا تو شیلڈ پر روک لئے گئے یا پھر خالی گئے۔ جوش و خروش اتنا بڑھا کہ اعصاب میں تناؤ پیدا ہوگیا۔ رجمنٹ جو محوِ تماشہ تھی وہ ڈسپلن بھول گئی اور قریب آ کر یا تو نعرہ زن ہوتی یا پھر افسوس کا اظہار کرتی۔ عین اس وقت گڈ جو کہ میرے قریب ہی لیٹا ہوا تھا ہوش میں آ گیا اور بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگا کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ فوری عمل کے تحت بیٹھ گیا اور میرے ہاتھ کا سہارا لیتے ہوئے اپنے زخمی پیروں کو بے اختیاری سے زمین پر جمانے لگا، اس کے ساتھ ساتھ

سرہنری کی ہمت افزائی کے لیے چیخنے لگا۔

اسے نہ جانے دو میرے بزرگ ساتھی۔ وہ زور سے چیخا۔ یہ بہت عمدہ وار تھا۔

اس لمحے سرہنری پر ایک نیا حملہ ہوا جسے انہوں نے اپنی شیلڈ پر روک کر خود ایک بھرپور وار کیا اور یہ حملہ ایسا تھا جس نے ٹوالا کی شیلڈ کے پیچھے لگی ہوئی سخت آرمر جیکن کو کاٹ ڈالا اور اس کے کندھے کو بری طرح زخمی کردیا۔ ٹوالا تکلیف سے چیخ پڑا۔اور گھوم کر جوابی حملہ کیا، جس سے کرٹس کا چہرہ زخمی ہوگیا۔

بفیلو رجمنٹ کے لوگوں کے منہ سے افسوس اور صدمے کے زیر اثر چیخ نکل گئی۔ جب کہ ان کے ہیرو کے ہاتھ سے جنگی کلہاڑی نیچے زمین پر گر گئی۔ اور ٹوالا اپنا ہتھیار لہراتے سرہنری پر دوبارہ ٹوٹ پڑا۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اس وقت تک اس کی شیلڈ بھی نیچے زمین پر پہنچ چکی تھی اور خود سرہنری اپنے عظیم لمبے ہاتھوں سے ٹوالا کو اپنی گرفت میں لئے ہوئے تھے۔ دونوں ایک دوسرے کو دھکیل رہے تھے جیسے دو ریچھ اور دونوں اپنے توانا مسلز کا استعمال کر رہے تھے، تا کہ اپنی جانیں بچاسکیں اور اس سے بھی بڑھ کر اپنی عزت۔ ٹوالا نے اپنی انتہائی جدوجہد سے ہنری کو اوپر اٹھالیا، لیکن فوراً ہی دونوں زمین پر آ رہے اور ایک دوسرے کو رول کرنے لگے۔ ٹوالا نے اپنی کلہاڑی سے سرہنری کے سر کو ضرب لگانا چاہی جب کہ سرہنری نے اپنی بیلٹ پر لگے چاقو کو نکال لیا۔

یہ ایک عظیم جدوجہد تھی اور ایک ایسی جنگ جس کو دیکھ کر خوف آتا تھا۔

اس کی کلہاڑی چھینو۔ گڈ چیخا اور شاید سرہنری نے اس کی آواز سن لی۔

اس نے فوراً ہی چاقو کو پھینک دیا اور اس کی کلہاڑی کو نوچ لیا، جو اس کی کلائی سے بندھی ہوئی تھی۔ وہ اب بھی جھتے ہوئے تھے اور ایک دوسرے کو رول کر رہے تھے۔ اس وقت وہ اس طرح لڑ رہے تھے جیسے جنگلی بلیاں لڑا کرتی ہیں اور وہ گہری گہری سانسیں لے رہے تھے۔ پھر ایسا ہوا کہ کلہاڑی جسے سرہنری نے چھینی تھی اور جو اس کی کلائی پر ایک چمڑے کی پٹی سے بندھی ہوئی تھی، وہ پٹی ٹوٹ گئی اور سرہنری خود کو ٹوالا کی گرفت سے آزاد کرانے میں بھی کامیاب ہوگئے۔ کلہاڑی اس کے ہاتھ میں اب بھی تھی۔ دوسرے ہی سیکنڈ میں وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہوگئے۔ ان کے چہرے کے زخم سے سرخ خون جاری تھا اور اسی طرح ٹوالا بھی خون میں شرابور تھا۔ اس نے اپنا بڑا چاقو اپنی بیلٹ سے کھینچا اور سرہنری کے سینے پر بھرپور وار کیا۔ اس کا حملہ بڑا اچھا تھا، اگر

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سرہنری کے جسم پر آرمر چین (زرہ) نہ ہوتی تو ان کے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ لیکن آرمر چین بنانے والے اس فن سے مکمل طور پر واقفیت رکھتے تھے۔ اس لیے چاقو کا وار کارگر نہ ہوسکا۔ ٹوالا نے بار دگر حملہ کیا اور جنگلیوں کی طرح چیخا۔ اس بار بھی چاقو چین سے ٹکرا کر واپس ہوگیا اور سرہنری پیچھے ہٹ گئے۔ ایک بار پھر ٹوالا سرہنری پر جھپٹا، لیکن سرہنری نے جنگی کلہاڑی کو دونوں ہاتھوں ... پکڑ کر ٹوالا کے سر پر اپنی پوری قوت سے وار کر دیا۔

اس وقت لوگوں کے جوش کا عالم دیدنی تھا۔ ایک ہزار حلق ایک ساتھ نعرہ زن ہوئے۔ دیکھو ٹوالا کا سر اس کے شانوں پر اچھل رہا ہے۔ بالآخر وہ گر گیا اور لڑھکتا ہوا اگنوسی کے قدموں کے آگے آ کر رک گیا۔ ایک سیکنڈ تک لاش عمودی طور پر کھڑی رہی پھر دھب سے زمین پر آ رہی۔ اور اس کے گلے میں پڑا ہوا سونے کا نکلس الگ ہو کر سامنے گر گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ سرہنری جو زیادہ خون بہہ جانے اور مسلسل پر مشقت جنگ سے تھک چکے تھے، وہ ٹوالا کی لاش پر گر پڑے۔

دوسرے ہی لمحے لوگوں نے انہیں اٹھایا اور پانی کے چھینٹے ڈالے۔ چند منٹ بعد ان کی بھوری آنکھیں کھل گئیں۔ وہ مرا نہیں تھا۔

اب میں جب کہ سورج غروب ہو چکا تھا اس طرح بڑھا جدھر ٹوالا کا سر پڑا ہوا تھا اور اس کے مردہ ماتھے پر لگا ہوا ہیرا نکال کر اگنوسی کے حوالے کر دیا۔

"یہ لو......" میں نے کہا۔ کوکونا کا قانونی بادشاہ۔ پیدائشی بادشاہ اور فتح مند بادشاہ۔

اگنوسی نے ہیرے کو اپنی پیشانی پر سجا لیا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور اپنے پاؤں بے سر لاش کے سینے پر رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

خوش ہو جائیں......میرے عوام خوش ہو جائیں۔

پورے جہان کو خوش ہو لینے دو کہ یہ باغی نیست و نابود ہو چکا اور میں بادشاہ ہوں۔

اگنوسی نے اپنا ترانہ بند کر دیا۔ اور لوگوں نے اندھیرے سے نکل کر بھرپور انداز میں جواب دیا۔

تم بے شک تم ہمارے بادشاہ ہو۔

......☆☆......

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

کیپٹن گڈ کی علالت

جیسے ہی جنگ ختم ہوئی سرہنری اور گڈ کو توالد کی ہٹ میں لایا گیا۔ میں بھی وہیں پہنچ گیا۔ وہ دونوں بے پناہ تھکاوٹ اور خون بہہ جانے کے باعث نقاہت کا شکار تھے۔ جب کہ میری حالت قدرِ بہتر تھی۔ ہم اس شام جس مصیبت کا شکار رہے اور جتنی تکلیفیں اور پریشانیاں برداشت کیں اس کا اندازہ لگانا ناممکن ہے۔ ان پریشانیوں کے مقابلے میں صرف یہ احساس کہ ہم خوش قسمت ہیں اور ان جانکاہ واقعات کے بعد بھی زندہ سلامت ہیں، بس یہی ہماری فرحت کے لیے بہت تھا ورنہ آج ہم بھی زندوں میں نہ ہوتے، بلکہ دیگر ہزاروں لوگوں کے ساتھ میدان جنگ میں پڑے پیوند زمین ہو چکے ہوتے، جیسا کہ تندرست و توانا لوگ جب صبح اٹھے تھے تو ہنس بول رہے تھے، لیکن اب میدانِ جنگ میں پڑے تھے۔

ہم لوگ حسین فولاٹا کی مدد سے، جس کی ہم لوگوں نے جان بچائی تھی جو اس وقت سے ہمارے ہی ساتھ تھی، زرہ کو اتارنے کا انتظام کیا، جس نے بے شک گڈ اور سرہنری کی جان بچانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ دونوں سرہنری اور گڈ کو بے شمار چھوٹے چھوٹے زخم آئے تھے۔

خیر چھوٹے موٹے زخم کے علاوہ گڈ اور سرہنری کو بڑے گھاؤ بھی لگے تھے۔ گڈ کی خوبصورت ٹانگ میں ایک باقاعدہ سوراخ بن گیا تھا، جس سے اس کا کافی خون بہہ چکا تھا اور سرہنری کے چہرے پر ایک بڑا زخم ٹوالا کی کلہاڑی سے لگا تھا اس سے بھی خون کے فوارے چھوٹے تھے۔ اسے خوش قسمتی ہی کہیے کہ گڈ ایک اچھا سرجن بھی تھا۔ جس نے اپنے میڈیسن باکس کی مدد

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سے سب سے پہلے سرہنری کے زخموں کو اچھی طرح دھویا اور پھر اس کی مرہم پٹی کی، اس کے بعد اس نے اپنے زخموں پر توجہ دی، اسے بھی اسی عمل سے گزارا جس سے سرہنری کے زخموں کو گزارا تھا۔

اس درمیان فولاٹا نے طاقتور یخنی تیار کردی، جسے ہم بے پناہ تھکاوٹ کے باعث مزے مزے سے پی گئے اور پھر خود کو انتہائی نفیس قالین پر ڈال دیا۔ جو کہ مردہ بادشاہ کے محل سے لایا گیا تھا۔ بلکہ ستم ظریفی یہ تھی کہ یہ ٹوالا کا اپنا کوچ تھا جس پر سرہنری خاص طور سے لیٹے جنہوں نے اسے قتل کیا تھا۔ اس کے بعد ہم ایسی نیند سوئے جس میں ہماری آنکھیں بار بار کھل جاتیں اور ہم سوچنے لگتے کہ پچھلے چوبیس گھنٹوں میں کون کون سے کردار ادا کیے۔

بالآخر کسی نہ کسی طرح رات گزر گئی اور جب صبح ہوئی تو مجھے پتہ چلا کہ ہمارے ساتھی بھی مجھ سے بہتر انداز میں رات نہیں گزار سکے۔ گڈ کو سخت بخار تھا کچھ دیر بعد اس کا سر ہلکا محسوس ہونے لگا اور اس کے منہ سے خون کا اخراج شروع ہو گیا، جو کہ میرے خیال سے اندرونی چوٹ کا نتیجہ تھا جو اس کے سینے پر نیزے سے شدید ضربات کی وجہ سے آیا ہوگا۔ وہ تو زرہ کی وجہ سے نیزہ اپنا کام نہ کر سکا، ورنہ گڈ آج دنیا میں نہ ہوتا۔ سرہنری سخت تکلیف میں ہونے کے باوجود اچھے خاصے تازہ دم دکھائی دے رہے تھے۔ حالانکہ ان کے جبڑے میں زخم تھا، جس کی وجہ سے وہ نہ تو کچھ کھا پی سکتے تھے اور نہ ہی ہنس سکتے تھے۔

آٹھ بجے کے قریب انفاڈوس ہم سے ملنے آیا، وہ بہ ظاہر تو بہتر نظر آ رہا تھا، لیکن حقیقتاً اتنا بہتر نہیں تھا۔ وہ ایک سخت جان پرانا جنگ جو تھا، لیکن جنگ کی دلیل نے اسے بے حال کر دیا تھا۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اس کی رات اچھی گزری تھی۔ اس نے انتہائی گرم جوشی سے مصافحہ کیا اور ہمیں دیکھ کر خوش ہوا، لیکن گڈ کی حالت دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ بہرحال میں نے یہ بات نوٹ کی کہ اس نے سرہنری سے بہت ہی احترام سے مخاطب کیا اس طرح جیسے وہ انسان نہیں بلکہ فرشتے ہوں اور حقیقتاً اس کے بعد ہم نے یہی محسوس کیا کہ کوکونا کے تمام لوگ اسے مافوق البشر ہستی سمجھتے ہیں۔ فوجی تو یہ کہتے ہیں کہ کوئی آدمی اس طرح نہیں لڑ سکتا جیسے وہ لڑا ہے۔ اور آخری دن جب جنگ ختم ہوئی اور کافی خون خرابہ ہو چکا، اس کے بعد ٹوالا کو قتل کرنا ناممکنات میں سے تھا، اسلئے کہ بادشاہ ہونے کے ناتے وہ ملک کا سب سے طاقتور شخص سمجھا جاتا تھا، اس کا سر ایک ہی وار میں اڑا دینا کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ اس کی لگائی ہوئی ضرب پورے کوکونا میں ضرب المثل بن گئی اس کے

تذکرے ہر چہار طرف ہونے لگے۔ کوئی اگر طاقت کا مظاہرہ کرتا یا پھر اچھا وار کرتا تو لوگ کہتے اس نے انکوبا ضرب لگائی ہے۔

انفاڈوس نے ہمیں یہ بھی اطلاع بہم پہنچائی کہ ٹوالا کی تمام افواج نے اگنوسی کے آگے ہتھیار ڈال دئے ہیں اور اسے بادشاہ تسلیم کر لیا ہے۔ دور دراز کے سرداروں نے بھی اگنوسی کو بادشاہ تسلیم کرتے ہوئے اس کی اطاعت شروع کر دی ہے۔

اس کے بعد صبح اگنوسی بھی ہم سے ملاقات کے لیے بنفس نفیس چلا آیا جس کی پیشانی پر شاہی ہیرا جگمگا رہا تھا۔ جیسے ہی میں نے ارادہ کیا کہ اسے شاہی احترام دوں، مجھے یہ بات یاد نہیں آئی کہ یہ وہی زولو ہے جو آج سے چند ماہ قابل ڈربن میں ہم سے ملا تھا اور خود کو ہماری خدمات کے لیے پیش کیا تھا اور آج ایک انقلاب کے ذریعے ایک ملک کا بادشاہ بن گیا ہے۔ اسے قسمت کا چکر کہا جائے تو بہتر ہوگا۔

مبارک ہو۔ او بادشاہ۔ میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ہاں...... میکوزہم۔ بالآخر بادشاہ۔ تم تینوں کی مدد سے۔ اس کا جواب اس طرح تھا۔

اس نے کہا کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے۔ اور وہ پرامید ہے کہ اگلے دو ہفتوں میں وہ سالانہ مذہبی تقریب کا انعقاد بھی کر دیگا، جس میں وہ عوام سے ملاقات کریگا اور اپنا دیدار بھی کرائے گا۔

میں نے پوچھا کہ تم نے گاگول کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے؟

وہ ملک کی ذہین ترین شیطان ہے۔ اس نے جواب دیا۔ اور میں اسے دیگر تمام چڑیل ڈاکٹروں کے ساتھ قتل کر دوں گا۔ وہ بہت ہی زیادہ عمر رسیدہ ہے۔ اتنی بوڑھی کہ کسی کو یہ بات یاد نہیں ہے کہ وہ کب اس سے کم بوڑھی تھی۔ اور یہ وہی ہے جو چڑیل کے شکاریوں کی استانی ہے اور اسی نے پورے ملک کو جہنم بنا رکھا ہے۔ یہاں بھی اور اللہ کی نظروں میں بھی۔

ہاں۔ وہ بہت کچھ جانتی ہے۔ میں نے جواب دیا۔ علم و آگہی کو ضائع کر دینا آسان ہے بجائے اس کے کہ اسے رکھا جائے۔

ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ اس نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔ وہ اور صرف وہ تمام خفیہ باتیں جانتی ہے، مثلاً تینوں چڑیلوں کے متعلق، یہ بڑا روڈ کہاں جا کر ختم ہوتا ہے اور بادشاہ کہاں دفن ہوتے ہیں۔ ہاں اور ہیرے کہاں ہیں۔ یہ نہ بھولو کہ تم نے وعدہ کیا ہے اگنوسی کہ تم ہمیں ہیروں کی کان

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تک لے جاؤ گے۔ چاہے تمہیں گاگول کو چھوڑنا ہی کیوں نہ پڑے تا کہ وہ راستہ بنا سکے۔

میں بھولوں گا نہیں میکوزہم بلکہ میں مزید سوچوں گا کہ تم نے اور کیا کچھ کہا ہے۔

اگنوسی کے جانے کے بعد ہم گڈ کو دیکھنے گئے اس کی طبیعت قطعی اطمینان بخش نہیں تھی۔ اس کے زخموں کی وجہ سے آیا ہوا بخار کافی تیز تھا اور اس نے پورے سسٹم کو اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا۔ اور کسی اندرونی چوٹ کے باعث انتہائی پیچیدہ ہو گیا تھا۔ میں انتہائی وثوق سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اگر فولاتا اس کی دیکھ بھال نہ کر رہی ہوتی تو وہ مر چکا ہوتا۔

رات دن وہ اس کا خیال رکھتی اور اسے دوا دیتی، پھر ایک مقامی مشروب جو دودھ سے بنایا جاتا ہے اور جس میں پھلوں کا رس اور کنول جیسے پھول کا عرق ہوتا ہے، اسے دیتی۔ اور ہر وقت مکھیاں اڑاتی رہتی تا کہ اس کے زخموں پر کوئی مکھی نہ بیٹھے۔ میں یہ سارے مناظر روزانہ دیکھا کرتا ہوں اور رات میں بھی جب ہمارا پرانا لیمپ اپنی کمزور روشنی سے تاریکی کو دور بھگانے کی کوشش کرتا ہے۔ گڈ درد سے کروٹیں بدلتا رہتا، اس کا چہرا بدل چکا تھا، اس کی آنکھیں چمکیلی اور بڑی ہو گئی تھیں اور وہ جانے کیا کیا بکتا جھکتا رہتا تھا اور وہ زمین پر بیٹھی رہتی، اس کی کمر ہٹ کی دیوار کا سہارا لئے رہتی۔ اس کی آنکھیں نرگس کی مانند، وہ کوکونا کی بیوی تھی، اس کا چہرہ تھکاوٹ کی غمازی کر رہا تھا، اس لیے کہ وہ مسلسل گڈ کی دیکھ بھال پر مامور تھی، اس میں خدا ترسی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔

ہم لوگ دو دن سے سوچ رہے تھے کہ وہ اب اللہ کو پیارا ہو جائے گا۔ اس سوچ سے ہمارا دل بھر آتا لیکن ہم کیا کر سکتے تھے۔

صرف فولاتا ایسا نہیں سمجھتی تھی۔

وہ زندہ رہے گا۔ وہ اعتماد سے کہتی تھی۔

ٹوالا کی خاص ہٹ سے تقریباً تین سو گز یا کچھ زیادہ جہاں متاثرین قیام پذیر تھے مکمل خاموشی تھی۔ بادشاہ کے حکم سے قرب و جواب کے تمام لوگ سوائے سرہنری اور میرے ہر شخص کو وہاں سے ہٹا دیا گیا تھا، تا کہ بیمار شخص کے کانوں میں کوئی آواز نہ آ سکے۔ ایک رات اور وہ گڈ کی بیماری کی پانچویں رات تھی، میں اپنی عادت کے مطابق گڈ کو دیکھنے گیا کہ اب اس کا کیا حال ہے۔ میں ہٹ میں بڑی احتیاط سے داخل ہوا۔ نیچے زمین پر لیمپ رکھا ہوا تھا جس کی روشنی میں گڈ خاموش پڑا نظر آیا۔ اس میں کوئی حرکت نہیں ہو رہی تھی۔

اف۔ بالآخر یہ بات ہو گئی۔ اور میرے غمگین دل سے آہ نکل گئی۔

عین اس وقت گڈ کے سرہانے سے جہاں اندھیرا تھا، ایک آواز آئی۔ ہاش......

آواز سن کر میں کچھ مزید قریب گیا اور یہ جان کر خوشی ہوئی کہ گڈ مرا نہیں ہے بلکہ وہ گہری نیند سو رہا ہے اور اس کے کمزور ہاتھ میں فولاتا کی انگلیاں ہیں، جسے اس نے سختی سے پکڑا ہوا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دشوار وقت گزر چکا اور اب وہ زندہ رہے گا۔ وہ اس طرح تقریباً اٹھارہ گھنٹے تک سوتا رہا۔

یہ لڑکی دل جمعی کے ساتھ پورے وقت ایک پہلو پر بیٹھی رہی۔ تا کہ اس کے ہلنے کے باعث کہیں گڈ نیند سے بیدار نہ ہو جائے۔ اتنی طویل بیٹھک ایک ہی انداز میں کافی مشکل کام تھا اس طرح جسم کے عضلات اینٹھ جاتے ہیں اور تھکاوٹ سے انسان بے حال ہو جاتا ہے۔ اسے کھانے پینے کا بھی ہوش نہیں رہا تھا۔ یہ بات کسی کے علم میں نہیں آ سکے گی۔ بالآخر وہ جب ہوش میں آیا تو وہ چیخ اٹھی اور جب اس نے اٹھنا چاہا تو اس کے پیر اتنے سخت ہو چکے تھے کہ وہ اٹھ بھی نہ سکی۔

اب گڈ دن بدن بہتر ہوتا جا رہا تھا۔ ابھی وہ پوری طرح صحت یاب نہیں ہوا تھا کہ سرہنری نے اسے بتا دیا کہ فولاتا نے کس طرح اٹھارہ گھنٹے تک مسلسل ایک پہلو بیٹھ کر گزارے۔ تا کہ اس کے ہلنے سے تم نیند سے بیدار نہ ہو جاؤ۔ یہ سن کر گڈ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ مڑا اور سیدھا اس ہٹ کی طرف چلا جہاں فولاتا کھانا پکا رہی تھی۔ پہلے وہ وہاں آیا جہاں ہم سب قیام پذیر تھے، اس نے مجھ سے ساتھ چلنے کی درخواست کی تا کہ میں اس کی باتوں کا ترجمہ کر سکوں، اگر فولاتا گڈ کی کوئی بات نہ سمجھ سکے تو، لیکن میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ فولاتا نے حیرت انگیز طور پر تمام باتیں سمجھ لیں، حالانکہ غیر ملکی ذخیرۂ الفاظ اس کا محدود تھا۔

اس کو بتاؤ۔ گڈ نے کہا۔ کہ تم نے میری جان بچائی ہے اور یہ کہ میں تمہاری مہربانی کبھی نہیں بھولوں گا جو تم نے میرے ساتھ کی ہے۔

میں نے جب اس کی وضاحت کی تو ڈارک اسکن ہونے کے باوجود اس کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔

وہ جلدی سے ایک جانب مڑ گئی، یہ دیکھ کر مجھے جنگلی چڑیا یاد آ گئی۔ پھر اس نے گڈ کی جانب دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

نہیں میرے آقا...... میرے آقا بھول گئے۔ کیا تم نے میری زندگی نہیں بچائی۔ کیا میں اپنے آقا کی خادم نہیں ہوں۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

چند دنوں بعد اگنوسی نے ایک بڑی کونسل کا انعقاد کیا، جس میں کوکونا کے تمام بڑوں نے اسے بادشاہ تسلیم کیا۔ یہ نظارہ بہت ہی شاندار تھا، جس میں فوجیوں نے بھی حصہ لیا تھا۔ اس دن بچے ہوئے گرے رجمنٹ کے جوانوں نے پریڈ میں حصہ لیا تھا اور پوری آرمی کے سامنے اس کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے جنگ میں قابل قدر خدمات انجام دیں۔ بادشاہ نے ہر شخص کو بھیڑوں کا تحفہ دیا اور تمام مرے ہوئے فوجیوں کے ورثاء کو بھی۔

بادشاہ نے ایک حکم جاری کیا، جو پورے کوکونا لینڈ کے لوگوں کو بتا دیا گیا کہ ہم تینوں ملک میں جہاں بھی جائیں، انہیں اسی طرح سلامی دی جائے، جیسے کہ قانوناً بادشاہ کو دی جاتی ہے۔ ان کی عزت واحترام ہر شخص پر لازم ہوگا۔ ہمیں زندگی اور موت کا اختیار بھی دیا گیا جسے فوراً ہی مشتہر کر دیا گیا۔ اگنوسی نے بھی تمام لوگوں کے سامنے اپنے وعدہ کا اعادہ کیا کہ کسی شخص کا خون نہیں بہایا جائے گا۔ سوائے اس کے کہ اسے عدالت نے سزا دی ہو۔ اور یہ کہ چڑیل کے شکار کا کھیل اب اس ملک میں نہیں کھیلا جائیگا۔

جب تقریب ختم ہوگئی تو ہم نے اگنوسی کا انتظار کیا اور اسے بتایا کہ اب ہم اس بات کی تحقیق کرنی چاہیں گے کہ ہیروں کے خزانے کا راز کیا ہے اور شارع سلیمان کہاں جاتی ہے اور اس سے پوچھا کہ کیا اسے اس کے متعلق کچھ علم ہے؟

میرے دوستو! اس نے جواب دیا۔ میں نے اس کا پتہ چلا لیا ہے۔ اور اس بات کا بھی کہ تینوں چوٹیوں کا کیا راز ہے، جسے یہاں "خاموش ہستی" کہا جاتا ہے اور ٹوالا نے فولاٹا کی قربانی کیوں دینی چاہی۔ پہاڑ پر ایک بڑا اغار ہے، جس میں بادشاہوں کو دفن کیا جاتا ہے۔ وہیں تمہیں ٹوالا کی لاش بھی ملے گی۔ جو دوسرے مرے ہوئے بادشاہوں کے ساتھ رکھی ہوئی ہے۔

وہیں پر ایک بڑا گڑھا بھی ہے جسے کچھ دن پہلے اس زمانے کے لوگوں نے کھودا تھا اور وہیں پر وہ چمکیلے پتھر ہیں جس کا تم لوگ ذکر کرتے ہو۔ اور نٹال میں بھی میں نے اس کے متعلق سنا تھا۔ وہیں پر جہاں مرنے کے بعد بادشاہ رکھے جاتے ہیں، ایک خفیہ کمرہ ہے۔ اس کے راز سے بادشاہ اور گاگول واقف تھی۔ لیکن ٹوالا جو کہ یہ جانتا تھا اب مر چکا۔ اور میں نہیں جانتا کہ اس میں کیا ہے۔ ایک کہانی بے شک ملک کے لوگ جانتے ہیں کہ بہت سال پہلے ایک سفید فام پہاڑوں کو عبور کرتا یہاں آیا اور ایک عورت کی قیادت میں اس اندھیرے کمرے میں چھپی ہوئی بے پناہ دولت کو دیکھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس دولت کو لے جاتا، اس عورت نے اسے دھوکہ دے دیا اور اس

وقت کے بادشاہ نے اسے ملک سے نکال دیا، چنانچہ وہ پہاڑوں پر چلا گیا، اس کے بعد اس جگہ تک کوئی نہیں پہنچ سکا۔

یہ کہانی یقیناً صحیح ہے اگنوسی۔ ہم نے پہاڑوں پر اس سفید فام کو دیکھا ہے۔ میں نے کہا۔

ہاں ہم نے اسے دیکھا ہے۔ اور تم نے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم اس جگہ تک پہنچ گئے تو پھر ہیرے وہیں ہیں۔

اور یہ جو تمہاری پیشانی پر چمک رہا ہے۔ وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ وہاں ہے میں نے کہا۔ ہیرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جسے میں نے ٹوالا کی مردہ پیشانی سے نکالا تھا۔

اگر وہ وہاں ہیں۔ اس نے جواب دیا۔ تو تم جتنے لے جاسکتے ہو لیجاؤ، لیکن کیا تم مجھے چھوڑ کر چلے جاؤ گے؟ میرے بھائی۔

سب سے پہلے ہمیں وہ جگہ تلاش کرنی ہے۔ میں نے کہا۔

ابھی گاگول ہے جو تمہیں دکھا سکتی ہے۔

اور اگر اس نے نہ دکھایا تو؟

تو پھر وہ زندہ نہیں رہ سکتی۔ اگنوسی نے سختی سے کہا۔ میں نے اسے ابھی تک محفوظ رکھا ہوا ہے صرف اسی چیز کے لیے۔

ٹھہرو۔ وہ انتخاب کرے گی۔ اس نے ایک خادم کو آواز دی اور حکم دیا کہ گاگول کو فوراً اس کے سامنے پیش کیا جائے۔

چند منٹ میں وہ حاضر کر دی گئی۔ اسے دو محافظوں کے ساتھ لایا گیا۔ جسے وہ برا بھلا کہتی رہی، جب تک کہ وہ چلتی رہی تھی۔

اسے چھوڑ دو۔ بادشاہ نے محافظوں کو حکم دیا۔

جیسے ہی دونوں محافظوں نے اسے چھوڑا ایسا لگا کہ وہ کوئی بنڈل ہے، عورت نہیں ہے۔ لیکن اس کی دونوں آنکھیں اس طرح چمک رہی تھیں جیسے سانپ کی آنکھیں چمکتی ہیں۔ وہ دھب سے زمین پر بیٹھ گئی۔

اگنوسی تم میرے ساتھ کیا کرو گے۔ اس نے کہا۔ تم مجھے چھونے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اگر تم نے مجھے چھوا تو میں تمہیں اور دوسرے بیٹھے ہوئے لوگوں کو قتل کر دوں گی۔ میرے جادو سے ہوشیار رہنا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تمہارے جادو نے تو ٹوالا کو محفوظ نہیں رکھا۔تم بوڑھی بھیڑیا۔ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔اگنوسی نے جواب دیا۔سنو۔تم ان لوگوں کی رہنمائی اس جگہ تک کردو جہاں چمکدار پتھر رکھے ہوئے ہیں۔

ہاہا۔وہ ہنسی۔اس کا علم کسی کو بھی نہیں سوائے میرے۔اور میں اسے تمہیں کسی قیمت پر بھی نہیں بتاؤں گی۔یہ سفید شیطان یہاں سے خالی ہاتھ جائیں گے۔

تم مجھے نہیں بتاؤ گی۔یہ سفید شیطان یہاں سے خالی ہاتھ جائیں گے۔

تم مجھے نہیں بتاؤ گی۔اور میں تم سے پوچھ کر رہونگا۔

کیسے!او بادشاہ؟ تمہارا جادو تمہارا آرٹ یقیناً بڑا ہے،لیکن کیا اس میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ایک عورت سے حقیقت کو جان لے۔

حالانکہ یہ کافی مشکل ہے،لیکن میں پھر بھی کر کے رہونگا۔

کس طرح!او بادشاہ؟

اس طرح کہ اگر تم نے انکار کر دیا تو پھر میں تمہیں سسکا سسکا کر مار ڈالونگا۔

سسکا کر ماردو گے؟ وہ غصے اور جوش سے پاگل ہو گئی۔تم مجھے چھونے تک کی جرأت نہیں کر سکتے۔تم نہیں جانتے کہ میں کون ہوں۔میں کتنی بوڑھی ہوں۔ذرا سوچو۔میں تمہارے باپ کو جانتی ہوں،اس کے باپ کے باپ کو۔جب ملک جوان تھا اس وقت میں یہاں تھی اور جب ملک بوڑھا ہو جائیگا تو بھی میں یہیں رہونگی۔میں کبھی مر نہیں سکتی تاوقتیکہ مجھے کوئی اتفاق سے قتل نہ کردے اور کوئی شخص اتنی ہمت والا نہیں کہ مجھے قتل کردے۔

یہ شیطانی گفتگو بند کرو اور میرے سوال کا جواب دو۔اگنوسی نے غصہ سے کہا۔کیا تم وہ مقام دکھاؤ گی جہاں ہیرے ہیں یا پھر نہیں؟ اگر تم نے انکار کر دیا تو پھر یہ سمجھو کہ تم مر چکی ہو اور اس نے نیزہ اٹھا کر اس پر تان لیا۔

میں تمہیں دکھاؤ نگی اور تم مجھے قتل نہیں کر سکتے۔نہیں کر سکتے۔جو بھی مجھے قتل کریگا وہ ساری عمر روئے گا۔زندگی اور موت دونوں صورتوں میں غم والم اس کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔

اگنوسی نے آہستہ آہستہ نیزہ نیچے کرنا شروع کر دیا تاوقتیکہ وہ قالین کے قریب تک نہ پہنچ گیا۔

ایک باریک چیخ کے ساتھ گاگول کھڑی ہو گئی اور پھر فوراً ہی گر گئی اس کے بعد وہ فرش پر گیند

کی طرح رول ہونے لگی۔

"نہیں......میں دکھاؤ نگی۔صرف مجھے زندہ رہنے دو۔مجھے سورج کے نیچے چند سو سال اور بیٹھنے دو تا کہ میرے جسم کا گوشت مزید سوکھ جائے اور میں دکھاؤ نگی۔

اب ٹھیک ہے۔میں سوچ رہا تھا کہ تم سے کس طرح نمٹا جائے۔بہر حال اب ٹھیک ہے کل تم انفاڈوس اور سفید فام لوگوں کو لیکر اس جگہ جاؤ گی اور خیال رکھنا کہ تم ناکام نہ جاؤ۔اس لئے کہ اگر تم نے وہ جگہ نہیں دکھائی تو سمجھ لینا کہ تمہیں بھوکا رکھا جائیگا اس وقت تک کہ تم مر نہ جاؤ۔جیسا کہ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔

میں ناکام نہیں ہونگی اگنوسی۔میں ہمیشہ اپنے الفاظ کا لحاظ پاس رکھتی ہوں۔ہاہاہا۔صدیوں پہلے ایک عورت نے ایک سفید فام کو خزانہ دکھایا تھا اور پھر شیطان نے اسے پکڑ لیا اور یہ کہتے ہوئے اس کی خطرناک آنکھیں چمکنے لگیں۔اس کا نام بھی گاگول تھا۔اور وہ عورت میں ہی تھی۔

میں نے کہا یہ تو کم از کم دس نسلوں پہلے کی بات ہے۔

ہوسکتا ہے......ہوسکتا ہے۔جو صدیوں زندہ رہے۔اسے یہ سب یاد نہیں رہتا۔شاید میری ماں کی ماں نے مجھ سے یہ کہا تھا اور اس کا نام بھی گاگول تھا۔لیکن تم وہاں پہنچ جاؤ گے جہاں چمکدار کھلونوں سے بھرا ایک بیگ پوشیدہ ہے۔ایک شخص نے یہ بیگ بھرا تھا،لیکن وہ لیجا نہیں سکا۔شیطان نے اسے پکڑ لیا۔میں کہتی ہوں شیطان نے اسے پکڑ لیا۔شاید یہ میرے ماں کی ماں نے مجھے بتایا تھا۔یہ ایک شاندار سفر ہوگا۔جب ہم جائیں گے تو ان لوگوں کی لاشیں دیکھیں گے جو اس جنگ میں مرے تھے۔ان کی آنکھیں گل کر ختم ہو گئی ہونگی اور وہاں غار بن چکے ہوں گے اور ان کی پسلیوں کا گوشت ختم ہو چکا ہوگا اور کھوکھلی ہو چکی ہوگی۔ہا۔ہا۔ہا۔

......☆☆......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

موت کا گھر

اس وقت اندھیرا ہو چکا تھا اور پچھلے باب میں بیان کئے گئے سین کو تین دن گزر چکے تھے۔ جب کہ ہم نے اپنا کیمپ تین عمودی چوٹیوں والے پہاڑ جسے "تین چڑیلیں" کہا جاتا تھا کے دامن میں قائم کیا تھا۔ عظیم شارع سلیمان یہاں تک آ تا تھا۔ ہماری موجودہ پارٹی میں تین ہم تھے اور فولاتا تھی اس کے علاوہ انفاڈوس، گاگول جو ایک الگ ہٹ میں قیام پذیر تھی اور وہ کچھ بڑبڑاتی جاتی، برا بھلا کہتی رہتی جسے سنا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ محافظوں کی ایک جماعت تھی۔ میں اس منظر کو کبھی نہیں بھول سکتا جو دوسری صبح سورج کی کرنوں کے پڑنے سے بلند و بالا چوٹیوں نے پیدا کیا تھا۔

اونچا۔ ہم سے بہت اونچا نیلے رنگ کے خلاء میں برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ کی چوٹی اور برف کے نیچے چھوٹے اور گھنے درختوں کی وادی تھی۔ اور وہیں جنگلی جھنٹی ڈھلان پر اس کی جانب بڑھ رہے تھے۔ ہمارے بالکل سیدھ میں شارع سلیمان تھی جو درمیان کی چوٹی کے قدموں تک پہنچ کر ختم ہو گئی تھی، جب کہ چوٹی ابھی پانچ میل کے فاصلے پر تھی۔

بہتر یہ ہوگا کہ اس پر ہیجان کیفیات کو جو ہم نے اس صبح سفر شروع کرتے وقت محسوس کی تھی، پڑھنے والوں کے تخیلات اور ان کی سوچ پر چھوڑ دیں جو اس تاریخ کا مطالعہ کریں گے۔ بالآخر ہم اس عجیب کان کے قریب پہنچ گئے، جس کے باعث آج سے تین سو سال پہلے ایک پرتگالی کو اذیت ناک موت سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ پھر اس کے بعد میرے غریب دوست، اور اس کے بعد سر ہنری

کا بھائی جارج کرٹس جس کے متعلق ہمیں خوف تھا کہ کہیں وہ بھی اسی صف میں نہ ہو۔ ہم نے خود کو جہاں کے لیے مامور کیا تھا وہاں پہنچنے والے تھے۔ انہیں شیطان نے پکڑا تھا جیسا کہ بوڑھی گاگول نے بتایا۔ کیا وہ شیطان ہمیں بھی پکڑ لیگا؟ ہم اس خوبصورت سڑک پر کچھ آگے بڑھے اور مجھے مافوق الفطرت چیزوں کا کوئی احساس نہیں ہو سکا اور میرا خیال ہے کہ ایسا ہی گڈ اور سر ہنری کے ساتھ بھی ہوا ہوگا۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ یا کچھ زیادہ ہم اوپر چڑھتے گئے، جس کے راستے میں خوبصورت جھاڑیاں اگی ہوئی تھیں۔ ہم جوش میں اتنی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہے تھے کہ گاگول کو جالی دار جھولے میں لیکر چلنے والوں کو ہمارے ساتھ چلنے میں دشواری ہو رہی تھی اور اس میں بیٹھی ہوئی شخصیت کو ہمیں رکنے کے لیے کہنا پڑا۔

آہستہ چلو۔ سفید لوگو...... اس نے کہا۔ اس وقت اس نے اپنا گھناؤنا سراپا گھاس کے پردے میں چھپایا ہوا تھا۔ لیکن اس کی تیز نگاہیں ہم پر تھیں۔ تم کیوں اس چیز کے لیے دوڑ رہے ہو۔ جو تمہیں پکڑ لیں گی۔ تم خزانے کے لیے پاگل ہو رہے ہو؟ اور پھر اس نے اس طرح قہقہہ لگایا، خوفناک قہقہہ جسے سن کر میری ریڑھ کی ہڈی میں شدید سردی کا احساس اجاگر ہو جایا کرتا تھا اور تھوڑی دیر کے لیے ہمارے اندر سے اسے حاصل کرنے کا جذبہ معدوم ہو جاتا تھا۔

بہر حال، ہم بڑھتے گئے اور پھر ہم نے اپنے سامنے یا یوں کہیئے کہ ہمارے اور چوٹی کے درمیان ایک بہت بڑا سوراخ دکھائی دیا جو ڈھلان کی جانب دائرے کی شکل کا تھا۔ جس کی گہرائی تین سو فٹ یا اس سے زیادہ تھی۔ اور وہ تقریباً نصف میل دائرے کی شکل میں تھا۔

تم لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ یہ کیا چیز ہے۔ میں نے سر ہنری اور گڈ سے کہا جو حیرت سے اپنے سامنے موجود گڑھے کو دیکھ رہے تھے۔

انہوں نے جواب میں اپنا سر ہلا دیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم نے کمبرلے میں ڈائمنڈ کی کھدائی نہیں دیکھی ہے۔ تمہارا انحصار اس پر ہے کہ یہ سلیمان کے ہیروں کی کان ہے۔

انفاڈوس ہمارے قریب آیا تو پوچھا کہ کیا تمہارا ارادہ فوراً ہی موت کے گھر میں جانے کا ہے یا پھر تم تھوڑا انتظار کرو گے تاکہ ہم تھوڑا بہت دوپہر کا کھانا کھا لیں۔ اگر ہم فوراً ہی جانا چاہتے ہوں تو گاگول ہماری رہنمائی کے لیے تیار ہے۔ اس وقت تقریباً گیارہ بجے تھے۔ ہم نے فوراً ہی موت کے گھر میں چلنے کی خواہش ظاہر کی اور یہ تجویز پیش کی کہ ہمیں تھوڑی خوراک ساتھ رکھلینی چاہیے،

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ممکن ہے اس غار میں ہمیں رکنا پڑ جائے۔

گاگول کی ڈولی بھی اوپر لائی گئی اور اس چڑیل نے نیچے اترنے میں خود اپنی مدد کی۔ اس دوران فولاٹا نے میری درخواست پر کھانے پینے کی کچھ چیزیں جمع کیں، مثلاً خشک گوشت، پانی وغیرہ ہمارے بالکل سامنے ایک بہت بڑی چٹان کی دیوار تھی جس کی بلندی کوئی اسی فٹ ہوگی اور جو بلندی کی جانب سلوپ کی شکل میں چوٹی کی بنیاد تک پہنچ کر ختم ہوگئی تھی۔ اور اس کے اوپر تین ہزار فٹ اونچی چوٹی موجود تھی۔

گاگول کو جیسے ہی جالی دار جھولے سے اتارا گیا اس نے ہمیں شیطانی نگاہوں سے دیکھا اس کے بعد ایک چھڑی کے سہارے جھکی ہوئی اس عظیم دیوار کی جانب رخ کئے چلنے لگی۔ ہم اس کے پیچھے پیچھے چلتے رہے اور پھر ایک تنگ سی جگہ پہنچ گئے جو ایسا لگتا تھا کہ خزانے کی گیلری کا ابتدائی حصہ ہے۔

یہاں گاگول ہماری منتظر تھی، اس کے خوفناک چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ رقصاں تھی۔

اب۔ سفید فام لوگو جو ستارے سے آئے ہوئے ہو۔ اس نے کہا۔ عظیم جنگجو انگوبا، یوگوان اور میکوز ہم عقلمند، کیا تم تیار ہو؟ دیکھو میں اپنے بادشاہ سے کئے گئے وعدے کی بنا پر یہاں ہوں تاکہ تمہیں چمکدار پتھروں کا خزانہ دکھا سکوں۔ ہاہاہا۔

ہم تیار ہیں...... میں نے کہا۔

اچھا...... اچھا...... اپنے اپنے دلوں کو مضبوط کرلو جو تم دیکھو گے۔ انفاڈوس تم بھی آؤ...... تو جس نے اپنے آقا سے بے وفائی کی۔

انفاڈوس نے جواب دیتے ہوئے سوچا۔

نہیں۔ میں نہیں آؤں گا۔ مجھے اندر نہیں جانا ہے۔ لیکن تم گاگول اپنی زبان کو لگام دو اور خیال رکھو تم میرے آقاؤں کے ساتھ مناسب رویہ رکھنا۔ اگر انکا ایک بال بھی بیکا ہوا تو گاگول چاہے تم پچاس چڑیلوں کی ایک چڑیل، ہو لیکن تمہیں مرنا ہوگا۔ کیا تم نے سن لیا؟

میں نے سن لیا انفاڈوس۔ میں جانتی ہوں تم ہمیشہ سے بڑی بڑی باتیں کرتے ہو جب تم بچے تھے، مجھے یاد ہے۔ تم نے تو اپنی ماں کو بھی دھمکی دی تھی۔ خیر یہ پرانا قصہ ہے۔ لیکن ڈرو نہیں ڈرو نہیں، میں تو بادشاہ سے کئے گئے وعدہ کو نباہ رہی ہوں۔ میں نے اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل کردی ہے۔ انفاڈوس۔ ہاہاہا۔ میں ایک بار پھر ان کے چہرے دیکھوں گی اور ٹوالا کا بھی۔ آؤ۔

آؤ۔ یہ لیمپ ہے۔ اس نے کدو کا ایک بڑا خول نکالا، جس میں تیل بھرا ہوا تھا اور اس میں بتی لگی ہوئی تھی۔

کیا تم بھی چلو گی فولاٹا۔ گڈ نے پوچھا۔

مجھے خوف آتا ہے میرے آقا۔ اس نے ڈرتے ہوئے جواب دیا۔

پھر مجھے باسکٹ دیدو۔

نہیں میں آقا۔ اگر تم جاؤ گے تو پھر میں بھی جاؤں گی۔

کچھ مزید کہے بغیر گاگول اندر داخل ہوئی۔ یہ ایک طرح کا راستہ تھا جو اتنا چوڑا تھا کہ اس میں دو آدمی ایک ساتھ چل سکتے تھے۔ اور اس میں سخت اندھیرا تھا۔ ہم نے اس کی آواز سنی جو کہہ رہی تھی کہ جلدی کرو۔ اس کے لہجے میں خوف اور کپکپاہٹ تھی۔ ایسا لگتا جیسے کوئی پرندہ اپنے پر پھڑ پھڑا رہا ہو۔

ہیلو! یہ کیا ہوا؟ گڈ نے کہا۔ کسی شخص نے میرے چہرے پر ضرب لگائی ہے۔

یہ چمگادڑیں ہیں۔ میں نے کہا۔ تم چلتے رہو۔

ہم نے اندازہ لگایا کہ ابھی ہم پچاس قدم چلے ہونگے کہ راہداری میں ہلکی روشنی دکھائی دی۔ دوسرے ہی منٹ میں شاید ہم بہت ہی اچھی جگہ پہنچ چکے تھے۔ جہاں کسی انسان کی آنکھیں نظر آرہی تھیں۔

میرا خیال ہے کہ قاری کو تصور کرنا چاہئے، اگر اس نے کبھی کسی بڑے چرچ میں پہنچ کر دیکھا ہو کہ اس کی چھت کتنی اونچی ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ چرچ کی طرح اس میں کھڑکیاں نہیں تھیں۔ لیکن اس میں اوپر سے ہلکی روشنی آرہی تھی۔ شاید چھت میں کوئی سوراخ تھا، جو اوپر تک چلا گیا تھا۔ جو تقریباً سو فٹ ہمارے سروں سے اوپر تھا۔ یہ ایک چرچ نما بڑا غار تھا جس میں ہم لوگ اس وقت موجود تھے۔ بس فرق یہ تھا کہ اس چرچ کو انسانی ہاتھوں نے نہیں بلکہ قدرت نے بنایا تھا اور یہ اتنا بڑا تھا کہ ہاتھوں سے بنانا ممکن ہی نہیں تھا۔

لیکن لمبائی چوڑائی اور اونچائی کے اعتبار سے یہ جگہ عجائبات میں سے ایک معلوم ہوتی تھی۔ اس میں قطار اندر قطار پلرز تھے۔ جس کی عظمت بجائے خود قابلِ دید تھی۔ یہ پلرز ایسا لگتا تھا کہ برف کے ہیں، لیکن وہ حقیقتاً کیلشیم کے جمع ہوجانے کی وجہ سے بنے تھے۔ جو سچ پوچھیے تو یہ بات میرے بس میں نہیں ہے کہ میں ان ستونوں کی خوبصورتی اور عظمت کا ذکر الفاظ میں بیان کرسکوں۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ان میں سے کچھ کے نچلے حصے کا قطر بیس فٹ یا کچھ زیادہ ہوگا۔ اسی طرح اسکی اونچائی اور خوبصورتی جو چھت تک قائم تھی، اس کا بیان محال ہے۔ دوسرے ابھی تک تکمیل کے مراحل میں تھے۔

بہرحال ہمارے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ ہم اس کی مزید خصوصیات پر گہری نظر ڈالتے جیسا کہ ہم چاہ رہے تھے۔ بدقسمتی سے گاگول کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، وہ بہرصورت اپنا کام کرنا چاہتی تھی۔ اس چیز نے مجھے کبیدہ خاطر کر دیا۔ اس لئے کہ میں تو خاص طور سے اس کا جائزہ لینا چاہتا تھا کہ اس میں روشنی کس طرح آ رہی ہے اور یہ کہ یہ قدرت کی صناعی ہے یا پھر انسانی ہاتھوں کی کرشمہ سازی اور یہ بات بھی معلوم کرنا چاہتا تھا کہ پہلے کبھی یہ جگہ کسی استعمال میں ہی ہے جو ممکنات میں سے تھا۔ بہرحال ہم نے یہ طے کیا کہ واپسی میں ہم ان باتوں کا جائزہ لینگے اور جلدی سے اپنی گائنڈ کے پیچھے ہو لئے۔

وہ ہمیں لیکر سیدھی عظیم الشان خاموش غار کی طرف چلی جہاں ایک دوسرا دروازہ تھا، لیکن اس میں آرچ نہیں تھی، جب کہ پہلے دروازے میں تھی۔ اس دروازے کا اوپری حصہ چوکور تھا۔ جیسا کی مصری عبادت گاہوں میں ہوتا ہے۔

کیا تم لوگ موت کے گھر میں داخل ہونے کے لئے تیار ہو۔ سفید فام لوگو؟ گاگول نے پوچھا۔ اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ ہمیں خوفزدہ کرنے کے لیے کہہ رہی ہے۔

یہ تو خوفناک ہوتا جا رہا ہے۔ سر ہنری نے کہا۔ انہوں نے اندھیرے راستے کی طرف دیکھا۔ کواٹر مین آؤ۔ ہمیں بوڑھی عورت کو زیادہ انتظار نہیں کرانا چاہئے۔ اور اس نے میرے لیے رستہ بنایا تاکہ میں ان کے آگے چل سکوں۔

ٹپ ٹپ۔ راستے میں گاگول کی چھڑی کی آواز آ رہی تھی۔ وہ ہمارے آگے آگے چلتی رہی۔ اس کی چال کی آواز مکروہ تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہاں لاتعداد شیطان جمع ہوں۔ میں نے پیچھے دیکھا۔

آؤ۔ چلو۔ بوڑھے ساتھیو۔ گڈ نے کہا۔ ورنہ ہم اپنے گائنڈ کو کھو دیں گے۔

میں نیچے راہداری کی جانب بڑھا۔ اور ابھی بیس قدم چلا تھا کہ خود کو ایک نیم تاریک اپارٹمنٹ میں پایا جو کہ پچاس فٹ لمبا تھا۔ اس کی چوڑائی تین فٹ اور اونچائی بیس فٹ تھی۔ یہ یقیناً ماضی میں ہاتھوں سے پہاڑ کاٹ کر بنایا گیا ہوگا۔ یہ اپارٹمنٹ اتنا روشن نہیں تھا جتنا کہ وہ غار تھا۔ جس میں بڑے بڑے ستون بنے ہوئے تھے۔ پہلی نظر پڑتے ہی نگاہوں میں پتھر کی بنی ہوئی بہت

بڑی میز آئی تھی۔ جس کی لمبائی کافی زیادہ تھی۔ اس کے سرے پر ایک سفید شخص جو ہیڈ دکھائی دیتا تھا۔ جب کہ اس کے چاروں طرف دیگر سفید فام بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد میں نے ایک براؤن رنگ کی چیز دیکھی جو کہ میز پر درمیان میں بیٹھی ہوئی تھی۔ دوسرے ہی لمحے میں میری آنکھیں نیم تاریکی میں دیکھنے کی عادی ہو گئیں۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ یہ کیا چیزیں تھیں۔ پھر میں فوراً ہی پیچھے مڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔

میں عام حالات میں گھبرانے والا شخص نہیں ہوں۔ اور نہ ہی مافوق الفطرت چیزیں مجھے پریشان کرتی ہیں، بلکہ میں تو حماقتیں اور بے وقوفیاں دیکھنے کے لیے زندہ تھا۔ لیکن اب میں کہہ سکتا ہوں کہ اس منظر نے مجھے پریشان کر دیا تھا۔ اور اگر سر ہنری نے مجھے پکڑ نہ لیا ہوتا تو میں یقیناً وہاں سے بھاگ کر باہر آ جاتا اور پھر ان ہیروں کا خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوتا۔ لیکن چونکہ انہوں نے مجھے سختی سے پکڑ رکھا تھا۔ اس لیے میں رک گیا۔ کیونکہ میں کچھ اور کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھا اور جلد ہی اس کی اپنی آنکھوں نے اندھیرے سے مانوس ہو کر تھوڑا بہت دیکھنا شروع کر دیا، لہٰذا اس نے مجھے چھوڑ کر اپنے ماتھے کا پسینہ پونچھا۔ گڈ نے جلدی جلدی دعائیں پڑھنی شروع کر دیں اور فولاتا نے اپنے گلے پر ہاتھوں کا حصار بنا کر دبانا شروع کر دیا۔

صرف گاگول تھی جس کے چلنے کی آواز آ رہی تھی۔

یہ ایک خوفناک منظر تھا۔ وہاں طویل پتھر کی میز پر بیٹھا ایک ڈھانچہ جس کی انگلیوں میں ایک نیزہ تھا، یہ موت تھی جو خود بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ دیوہیکر انسانی ڈھانچہ تقریباً پندرہ فٹ اونچا تھا۔ اور اپنے سر سے اونچا اس کا نیزہ تھا اور ایسا لگتا تھا کہ بس وہ اب وار کرنے ہی والا ہے۔ ایک ہڈی جیسا ہاتھ پتھر کی میز پر اس کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ اس طرح جیسے ایک شخص سیٹ سے اٹھتے ہوئے رکھتا ہے، جب کہ اس کا فریم آگے کی جانب جھکا ہوا تھا اور اس کی گردن، اس کا مجسم چہرہ، چمکدار کھوپڑی سب ہماری جانب متوجہ تھیں۔ اور اس کی آنکھوں کا غار بھی ہماری طرف تھا۔ اس کا جبڑا تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ اور ایسا لگتا تھا کہ وہ باتیں کرنے والا ہے۔

یا اللہ۔ میں چیخ پڑا۔ آخر یہ کیا چیز ہو سکتی ہے؟

یہ چیزیں ہیں کیا؟ گڈ نے پوچھا اور سفید لوگوں کی طرف اشارہ کیا جو میز کی چاروں طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔

دنیا میں ایسی کیا چیز ہے۔ سر ہنری نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہی۔ہی۔ہی۔گا گول ہنسی۔ جو لوگ مردوں کے ہال میں آتے ہیں تو شیطان ان کے قریب پہنچ جاتا ہے۔ہی۔ہی۔ہی۔ہا۔ہا۔

انکوبا آؤ۔تم جنگ میں سب سے بہادر تھے۔آؤ اور دیکھو۔ اور بوڑھی مخلوق نے سرہنری کے کوٹ کا کالر اپنی استخوانی انگلیوں سے پکڑ لیا اور اسے میز کی طرف لے گئی۔ہم بھی ساتھ ہو لیے۔

اب وہ ٹھہر گئی اور براؤن جسم جو سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اس کی طرف اشارہ کیا۔سرہنری نے اس کی طرف دیکھا اور چیختے ہوئے پیچھے ہٹنے لگے۔یہ لاش تھی۔توالا کی لاش جسے سرہنری نے اپنی جنگلی کلہاڑی سے ہلاک کیا تھا۔اس کا کٹا ہوا سر اس کے گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا۔یہ کوکونا کا آخری بادشاہ تھا۔اس کا سر جو اس کے گھٹنوں پر رکھا ہوا تھا، اس میں اب تک ساری خباثتیں نظر آ رہی تھیں۔سیاہ لاش پر جو باریک پردہ پڑا ہوا تھا اس سے وہ اور زیادہ بھیانک نظر آ رہا تھا۔اب ہم نے دیکھا کہ ہال کی چھت سے پانی کے مسلسل قطرے جاری ہیں۔ٹپ۔ٹپ۔ٹپ۔جو مردہ شخص کی گردن پر گر رہا تھا۔پانی کے یہ قطرے پورے جسم سے گزر کر میز میں بنے ہوئے چھوٹے سوراخ سے غائب ہو جاتے تھے۔اب ہماری سمجھ میں آیا کہ یہ دراصل توالا کی باڈی کو حنوط کیا جا رہا ہے۔ کیلشیم اور دیگر چیزوں کے آمیزے سے۔

اور پھر ہم نے جب سفید اجسام کو دوبارہ دیکھا جو میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارے خیال کی تصدیق ہو گئی۔وہ تمام اجسام یقیناً انسان کے تھے یا جو کبھی انسان رہے ہوں، لیکن اب وہ حنوط ہونے کے بعد چونے کے جسم بن کر رہ گئے تھے۔کوکونا کے لوگوں کا اپنے اکابرین کو محفوظ رکھنے کا یہ ایک طریقہ تھا، جس میں تمام باشاہوں کو مرنے کے بعد رکھ دیا جاتا تھا۔ان لوگوں نے اپنے بادشاہوں کو پتھر کا بنا دیا تھا۔قطعی طریقہ کار کیا ہو سکتا ہے۔اگر کوئی ہے تو۔کہ انہیں کافی سالوں تک ان قطروں کے نیچے رکھا جائے۔اس کے علاوہ میں نہیں سمجھ سکا کہ کیا ہوتا ہوگا۔بہرحال شاید اسی طرح وہ بادشاہوں کی لاشوں کو ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لیا کرتے تھے۔

حنوط شدہ بادشاہوں کی یہ قطاریں خوف اور دہشت کا جو منظر پیش کر رہی تھیں اس کا بیان محال ہے۔وہ سارے 27 لوگ تھے اور آخری بادشاہ اگنوسی کا باپ تھا۔اور ہر شخص کے جسموں سے لگا ایک برف کا نیزہ کھڑا تھا، جس کے پیچھے جسم تھوڑا تھوڑا نظر آتا تھا، وہ سب میز کے گرد بٹھائے گئے تھے۔اور ان کے ساتھ مری ہوئی موت خود بھی تھی، جسے میزبان کی حیثیت حاصل

تھی۔اسے تصور میں لانا کتنا مشکل ہے۔ان کا لاشوں کو محفوظ کرنے کا طریقۂ کار کافی پرانا لگتا ہے۔اس بات کی تصدیق بادشاہوں کی وہاں موجود لاشوں سے بھی ہوتی ہے۔اتنی لاشیں کتنی مدت میں جمع ہو سکتی ہیں، جب کہ ہر بادشاہ نے 15 سال حکومت کی ہو۔فرض کریں کہ ہر بادشاہ کی لاش وہاں موجود ہے جو کہ ناممکنات میں سے ہے، اس لیے کہ بعض جنگ میں کہیں دور دراز مرے ہوں گے، جنہیں یہاں تک پہنچانا ممکن نہ ہوگا یا پھر ان کی لاش اس قابل نہ رہ گئی ہو۔جسے وہاں لایا جا سکے۔بہرحال پندرہ سال فی لاش کے حساب سے ان کے حنوط کرنے کا عرصہ تقریباً سوا چار سو سال بنتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ چار صدیوں قبل بھی محفوظ کرنے کے عمل سے پوری طرح واقف تھے۔

لیکن دیو پیکر شبیہ جو ہیڈ کی حیثیت سے بیٹھی ہوئی تھی وہ تو بہت ہی پرانی لگتی ہے۔اور وہ ایک ہی پیس سے بنی ہوئی معلوم ہوتی ہے جو یقیناً آرٹ کا ایک بہترین نمونہ کہی جا سکتی ہے۔گڈ جوان باتوں کو سمجھتا ہے اس نے رائے دی کہ وہ جہاں تک سمجھتا ہے انسانی جسم اور ڈھانچہ چھوٹی سے چھوٹی ہڈی تک انتہائی مہارت سے بنائی گئی ہے، جس پر اصل کا گمان کیا جانا تعجب خیز نہیں ہے۔

میرا اپنا خیال ہے کہ یہ قیامت کا عجوبہ دنیا کے کسی بڑے سنگ تراش کا کارنامہ ہے اور اسی کو دیکھ کر کوکونا والوں کو لاشوں کو محفوظ رکھنے کا خیال آیا ہوگا۔یا ممکن ہے یہ اس لیے بنایا گیا ہوتا کہ خزانے کی تلاش میں آنے والوں کو ڈرایا جا سکے۔بہرحال میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔میرا کام تو یہ ہے کہ وہ جیسا ہے بیان کر دوں، اب پڑھنے والوں پر منحصر ہے کہ وہ کیا رائے قائم کرتے ہیں۔

کچھ بھی ہو۔حقیقت یہ ہے کہ وہ سفید فضا تھی اور وہ سفید مردے۔

......☆☆......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سلیمانی خزانہ

"اب گاگول۔" میں نے سرگوشی میں کہا، اس لیے کہ وہاں کوئی اونچی آواز میں بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ "ہم لوگوں کو چیمبر میں لے چلو۔"

بوڑھی چڑیل یہ سن کر بل سی گئی۔

کیا میرے آقاؤں کو کوئی خوف نہیں آیا؟ اس کی نگاہیں میرے چہرے پر تھیں۔

ہمیں لے چلو!

اچھا میرے آقا۔ وہ عظیم قضا کے گرد گھومی اور کہا۔ چیمبر یہ رہا۔ میرے آقا اب لیمپ جلا لیں اور اندر چلیں اور اس نے تیل سے بھرا ہوا لیمپ نیچے رکھ دیا اور غار کے ایک طرف ہو گئی۔ میں نے ماچس نکالی، جس میں اب بھی چند تیلیاں بچی پڑی تھیں اور لیمپ کو روشن کر دیا اور پھر دروازے کی طرف دیکھا، لیکن ہمارے سامنے کچھ بھی نہیں تھا۔ سوائے اس کے ایک بڑی چٹان پڑی ہوئی تھی۔ گاگول استہزائی انداز میں ہنسی اور کہا۔

میرے آقا لوگ۔ راستہ اس طرف ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔

ہم سے مذاق نہ کرو اور سنجیدگی سے جواب دو۔

میں مذاق نہیں کر رہی ہوں میرے آقا۔ دیکھو۔ اور اس نے چٹان کی طرف اشارہ کیا۔

اس نے جیسے ہی یہ کیا ہم نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا پتھر کا ٹکڑا اوپر اٹھ رہا ہے۔ شاید وہاں پہلے سے اتنی جگہ بنی ہوئی تھی جو وہ اس میں سما رہا تھا اور چھت میں غائب ہوتا جا رہا تھا۔ یہ پتھر کا ٹکڑا ایک بڑے دروازے کے برابر تھا جس کی اونچائی دس فٹ اور چوڑائی پانچ فٹ ہو گی اور اس کا وزن قریب بیس ٹن ہو گا۔ جو بڑے اطمینان سے توازن کے اصول کے مطابق

حرکت کر رہا تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے اس ترقی یافتہ دور کی کھڑکیاں آرام سے حرکت کرتی ہیں۔ اس اصول کو یہاں کس طرح کام میں لایا گیا تھا وہ ہم نہیں دیکھ سکے۔ گاگول اسے چھپانے میں کافی محتاط تھی۔ لیکن مجھے کچھ شبہ ضرور تھا کہ وہاں کوئی لیور لگا ہوگا، جو کہ کسی خفیہ جگہ پر کسی دباؤ کے نتیجہ میں حرکت کر رہا ہوگا۔ جس کے نتیجہ میں اس کا وزن کسی دوسرے بیلنس پر منتقل ہو جاتا ہوگا اور جو وجہ ہو گی چاند کی روشنی اندر آنے کی۔

بہت ہی آہستگی کے ساتھ پتھر کا بڑا حصہ اٹھتا رہا اور پھر کہیں چھت میں غائب ہو گیا اور اس جگہ ایک بڑا سوراخ نمودار ہو گیا، جہاں سے وہ پتھر ہٹا تھا۔

ہمارا اضطراب اب اپنی انتہا کو پہنچ گیا، جب ہم نے سلیمانؑ کے خزانے کا چیمبر اپنی آنکھوں کے سامنے کھلا دیکھا، کم از کم مجھے چکر سا آنے لگا۔ کیا اس میں کوئی دھوکہ تو نہیں۔ میں نے سوچا۔ یا پھر قدیم "ڈاسلوسٹرا" صحیح ہے؟ کیا یہاں موجود ذخیرہ جو اندھیری جگہ چھپا ہوا ہے یہ ہمیں پوری دنیا کا سب سے امیر شخص بنا دے گا؟ یہ بات ہمیں ایک یاد و منٹ میں معلوم ہو جائے گی۔

چلو داخل ہو جاؤ، سفید فام لوگو جو ستاروں سے آئے ہو۔ گاگول نے کہا۔ اور خود دروازے میں داخل ہو گئی۔ لیکن پہلے اپنی خادمہ کی بات سنو گاگول کی جو انتہائی قدیم ہے۔ تم لوگ جو چمکدار پتھر دیکھو گے اسے گڑھے سے کھود کر یہاں جمع کیا گیا ہے اور یہ بہت پہلے کی بات ہے جیسا کہ مجھے یاد آ رہا ہے۔ اس جگہ کوئی شخص پہلی مرتبہ داخل ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے صرف وہ شخص یہاں آیا تھا جو جلدی میں یہ خزانہ چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کی خبر ملک کے دیگر لوگوں تک پہنچی اور ہر دور میں پہنچتی رہی، لیکن کوئی نہ جان سکا کہ چیمبر کہاں ہے اور یہ کہ اس کے دروازے کا کیا راز ہے۔ لیکن یہ ضرور ہوا کہ ایک سفید فام پہاڑوں کو عبور کرتے یہاں تک آیا، شاید وہ بھی ستاروں سے آیا ہو اور جسے اس وقت کے بادشاہ نے خوش آمدید کہا۔

یہ کہتے ہوئے اس نے پانچویں بادشاہ کی طرف اشارہ کیا جو مرنے کے بعد پتھر کی میز پر حنوط شدہ بیٹھا تھا۔ وہ اور اس ملک کی ایک عورت یہاں تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی، پھر اتفاقاً یا پھر سحر کی طاقت سے اس عورت کو دروازے کا راز معلوم ہو گیا۔ حالانکہ یہ راز ایسا ہے جسے تم ایک ہزار سال تک تلاش کرنے کے باوجود نہیں پا سکتے۔ اور پھر سفید فام اس عورت کے ساتھ اس میں داخل ہو گیا اور خزانے کو پا لیا۔ اس نے ایک بھیڑ کی کھال میں پتھروں کو بھرا۔ یہ وہ کھال تھی جس میں عورت کھانے پینے کی چیزیں لائی تھی۔ اور پھر جب وہ چیمبر سے جانے لگا تو اس نے ایک اور

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

پتھر اٹھالیا۔ یہ کافی بڑا چمکدار پتھر تھا جسے اس نے ہاتھوں میں پکڑ لیا۔

یہاں پہنچ کر وہ خاموش ہوگئی۔

ہاں تو پھر۔ ہم نے آہستگی سے سانس روک کر پوچھا۔ ''ڈاسلوسٹرا۔'' کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا۔ میں نے جب اسکا نام لیا تو بوڑھی گاگول نے یکا یک سوال کر دیا۔

تم کو مرے ہوئے شخص کا نام کیسے معلوم ہوا؟ اس نے تیزی سے پوچھا۔ اور پھر جواب کا انتظار کئے بغیر سلسلۂ کلام جاری کیا۔

کوئی نہیں جانتا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا۔ لیکن خیال کیا جاتا ہے کہ وہ خوفزدہ ہوگیا اور اس نے بھیڑ کی کھال جس میں ہیرے بھرے ہوئے تھے وہیں چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا، صرف ایک ہیرا جو اس کے ہاتھ میں تھا، وہ لے گیا، جسے بادشاہ نے ضبط کرلیا اور وہ ہیرا وہی ہے جسے میکوزم تم نے توالا کی پیشانی سے نکالا تھا۔

اس کے بعد کیا یہاں کوئی نہیں آیا؟ میں نے سوال کیا۔ میری نگاہیں اس وقت سیاہ راہداری کو دیکھ رہی تھیں۔

کوئی نہیں۔ میرے آقا۔ کوئی نہیں۔ صرف دروازے کا راز خفیہ ہے اور ہر بادشاہ نے اپنے دور میں اسے کھولا بھی ہے، لیکن کوئی اس میں داخل نہیں ہوا۔ یہاں یہ کہاوت مشہور ہے کہ جو بھی اس میں داخل ہوگا، وہ ایک چاند کی مدت میں مرجائے گا۔ جیسا کہ ایک سفید فام پہاڑ پر ایک غار میں مرچکا ہے جہاں تم اسے دیکھ سکتے ہو، میکوز ہم اس لئے بادشاہ اس میں داخل نہیں ہوتے۔ ہا۔ ہا۔ میرے الفاظ سچ پر مبنی ہوتے ہیں۔

جب اس نے یہ کہا تو میری آنکھیں اس کی آنکھوں سے ملیں اور میں خوف سے لرزہ براندام ہوگیا یہ بوڑھی عورت ہر بات کس طرح جانتی ہے؟

داخل ہو جاؤ میرے آقاؤ...... اگر میں سچ بول رہی ہونگی تو تم فرش پر بھیڑ کی کھال دیکھ لوگے۔ جس میں ہیرے بھرے ہوئے ہیں۔ اور جہاں تک موت کے متعلق میرا سچ ہے اس کا مزہ تم بعد میں چکھوگے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ یہ کہتے ہوئے وہ اندر داخل ہوگئی اور اس کے ہاتھ میں جلتا ہوا چراغ تھا۔ لیکن میں اقرار کرتا ہوں کہ مجھے اس کے پیچھے جانے میں تذبذب تھا۔

اوہ یہ سب بکواس ہے۔ گڈ نے کہا۔ میں اس بوڑھی شیطان سے خوفزدہ نہیں ہوں اور فولاٹا کے ساتھ اندر چلا گیا جو یہاں آنا اور اندر جانا پسند نہیں کرتی تھی اور اس وقت خوف سے کانپ

رہی تھی۔ بہرحال وہ گاگول کے پیچھے ہولی۔ یہ ہمارے لیے ایک مثال تھی چنانچہ ہم بھی ساتھ ہولئے۔ چند گز کے فاصلے پر ایک تنگ راستہ تھا جو ایک چٹان میں بنا ہوا تھا جہاں پہنچ کر گاگول رک گئی۔

دیکھو میرے آقاؤ۔ اس نے کہا۔ لیمپ کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے، جنہوں نے اس خزانے کو یہاں رکھا تھا۔ وہ اس کی حفاظت کے لیے بھی فکر مند تھے۔ ان میں سے کسی نے حفاظت کے راز کو دریافت کرلیا۔ لیکن اتنا وقت نہیں تھا۔ یہ کہتے ہوئے اس نے چوکور پتھروں کی طرف اشارہ کیا جو دیوار بنانے کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ راہداری میں بھی اسی قسم کے پتھر استعمال کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ وہاں ایک ڈھیری جوڑنے والے مسالے کی اور چند کرنیاں رکھی ہوئی تھیں، جو کہ راج آج بھی استعمال کرتے ہیں۔

یہاں پہنچ کر فولاٹا خوف سے کانپ رہی تھی کہنے لگی میں بے ہوش ہونے والی ہوں اور مزید آگے نہیں جاسکتی۔ ہاں وہ یہیں انتظار کریگی۔ چنانچہ ہم نے اسے نامکمل دیوار کے پاس بٹھادیا اور کھانے کی اشیاء اس کے قریب رکھ کر آگے چل دیئے۔ راہداری میں پندرہ قدم آگے چلنے کے بعد ہم نے ایک لکڑی کا دروازہ دیکھا جو رنگ وروغن سے آراستہ تھا۔ یہ پورا کھلا ہوا تھا۔ جو بھی آخری شخص یہاں آیا تھا وہ یا تو اسے بند کرنا بھول گیا یا پھر اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ اسے بند کرسکے۔ اس دروازے کے سامنے بھیڑ کی کھال کا ایک بیگ رکھا ہوا تھا جس میں جواہرات بھرے ہوئے تھے۔

ہی۔ ہی۔ سفید فام لوگو۔ گاگول نے کہا، جیسے ہی کہ لیمپ کی روشنی اس پر پڑی۔ میں نے تم سے کیا کہا تھا کہ جو سفید فام یہاں آیا تھا اس نے عجلت میں اسے بھرا اور عورت کا بیگ پھینک دیا۔ اسے دیکھو۔ اور یہ بھی دیکھو کہ اندر کیا ہے۔ تم دیکھو گے کہ ہیرے ایک مشک میں رکھے ہوئے ہیں۔

گڈ نے جھک کر اسے اٹھایا۔ یہ بھاری تھا اور اس میں سے جھنکار کی آواز آرہی تھی۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ہیروں سے بھرا ہوا ہے۔ اس نے خوف اور رازداری سے کہا۔ اور حقیقتاً ہیروں سے بھرے ہوئے بیگ کو دیکھ کر خوف زدہ ہونا کوئی غیر معمولی بات نہیں تھی۔

''چلو'' سرہنری نے غیر مطمئن لہجے میں کہا۔ یہاں بوڑھی عورت نے لیمپ مجھے دیدیا۔ میں نے اسے گاگول کے ہاتھوں سے لیکر اوپر اٹھایا، جب کہ سرہنری دروازے کی طرف تھوڑا سا بڑھ گئے۔

ہم اس کے پیچھے ہولئے اور ہیروں سے بھرے بیگ کو بھول گئے اور خود کو بادشاہ سلیمان کے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

خزانے میں پایا۔ سب سے پہلے ہمیں لیمپ کی ہلکی روشنی میں چٹانوں میں بنا ہوا پندرہ فٹ کا ایک چوکور کمرہ نظر آیا۔ دوسری چیز جو ہمیں دکھائی دی وہ ہاتھی دانت تھے جو فرش سے چھت تک دو ڈھیریوں میں جمع تھے۔ وہ تعداد میں کتنے تھے یہ تو میں نہیں بتا سکتا، لیکن اندازہ ہے کہ چار یا پانچ سو نہایت اعلیٰ درجے کے ہاتھی دانت ہونگے، جسے ہماری نگاہیں دیکھ رہی تھیں۔ وہاں اتنے ہاتھی دانت بے شک پڑے تھے جو ایک شخص کو ہمیشہ کے لیے امیر بنا دے۔ میں نے سوچا شاید بادشاہ سلیمان نے اپنا تخت و تاج یہیں سے لئے گئے خام مال سے تعمیر کیا تھا، جس کی کوئی نظیر نہیں تھی۔ عظیم تاج جو ہاتھی دانت سے بنایا گیا تھا۔ اسے بھی یہیں سے لئے گئے خام مال سے بنایا گیا ہوگا۔

چیمبر کے مخالف سمت میں کچھ لکڑی کے صندوق تھے جنہیں سرخ رنگ سے پینٹ کیا گیا تھا۔

یہ دیکھو یہ ہیرے ہیں۔ میں چیخا۔ لیمپ لے آؤ۔

سرہنری نے ویسا ہی کیا۔ لیمپ کو پکڑے ہوئے سب سے اوپر والے صندوق کے قریب لائے جس کا ڈھکنہ اس خشک جگہ بھی گل سڑ رہا تھا اور کچھ ٹوٹا ہوا تھا جو شاید سلوسٹرا کے ہاتھوں ہوا ہوگا۔ میں نے اپنا ہاتھ صندوق میں ڈالا اور ایک مٹھی بھر کر نکالا جو ہیرے نہیں تھے بلکہ سونے کے ایسے ٹکڑے تھے جس کی شکل ایسی تھی جسے ہم میں سے کسی نے بھی نہیں دیکھی تھی اور جس پر ایک مہر لگی ہوئی تھی۔

آہ۔ میں نے سکوں کو رکھتے ہوئے کہا۔ بہر حال ہم خالی ہاتھ واپس نہیں جائیں گے۔ کم از کم ہر صندوق میں کئی ہزار سکے ہونگے اور یہاں اٹھارہ صندوق ہیں۔ میرا خیال ہے یہ وہ پیسے ہیں جو کام کرنے والوں اور تاجروں کو دیئے جاتے ہونگے۔

ہاں تو گڈ لے چلو۔ میرے خیال سے ساری لاٹ یہی ہے۔ ہم نے کہیں ہیرے نہیں دیکھے، اس کا مطلب یہ ہے کہ قدیم پرتگیزی نے سارے کا سارا اپنے بیگ میں رکھ لیا تھا۔

میرے آقا اس اندھیرے میں بھی جا کر دیکھو شاید وہاں ہیرے مل جائیں۔ گاگول نے کہا۔

وہاں میرے آقا تمہیں تین ہیروں سے بھرے صندوق ملیں گے جو ایک کونے میں رکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے دو سر بمہر ہیں اور ایک کھلا ہوا ہے۔

اس سے قبل کہ میں سرہنری کو جو لیمپ لئے ہوئے تھے ترجمہ کر کے بتاتا، گاگول سے پوچھا تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا، جب کہ سیکڑوں سال پہلے ایک سفید فام کے علاوہ یہاں کوئی

ذی روح نہیں آیا۔

آہ میکو زہم اس نے جو رات میں حفاظت کی غرض سے پھرتے رہے ہیں۔ یہ اس کا جواب تھا۔ تم جو کہ ستاروں کے باسی ہو کیا یہ نہیں جانتے کہ کچھ لوگ طویل عرصے تک زندہ رہتے ہیں اور چٹانوں کے پیچھے کیا ہے۔ یہ بھی دیکھ لیتے ہیں۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔

کرٹس اس کونے میں دیکھو۔ میں نے کہا۔ اور اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جسے گاگول نے بتایا تھا۔ او خدا۔ ساتھیو ادھر دیکھو۔ وہ چیخا۔

ہم سب اس طرف دوڑے جہاں وہ کھڑا تھا یہ گوشہ ایک چھوٹی کھڑکی کی مانند تھا۔ وہاں دیوار سے لگے تین صندوق رکھے ہوئے تھے۔ تینوں تقریباً دو فٹ چوکور صندوق تھے۔ دو صندوق پر پتھر کا ڈھکنا تھا جب کہ تیسرے صندوق کا ڈھکنا صندوق سے لگا کھڑا تھا۔ اور یہ کھلا ہوا تھا۔

دیکھو! اس نے اضطرابی لہجے میں کہا اور لیمپ کی روشنی کھلے ہوئے صندوق پر ڈالی۔ ہم نے دیکھا اور ایک لمحہ قطعی خاموش رہے اس لیے کہ ہماری آنکھیں چکا چوند ہو گئی تھیں۔ جب ہم دیکھنے کے قابل ہوئے تو دیکھا صندوق کے تین حصے بلا کٹے ہیروں سے بھرے ہوئے تھے۔ اور جس میں سے زیادہ تر بڑے تھے نیچے جھکتے ہوئے میں نے ایک مٹھی بھر لی۔ بے شک وہ ہیرے ہی تھے۔

میں تقریباً ہانپ رہا تھا جب میں نے مٹھی میں موجود ہیروں کو واپس صندوق میں رکھا۔

ہم لوگ دنیا کے امیر ترین لوگ ہیں۔ میں نے جذباتی لہجے میں کہا۔

مونٹی کرسٹو کی ہمارے سامنے کوئی حیثیت نہیں۔

ہم مارکیٹ میں ہیروں کا سیلاب لے آئیں گے۔ گڈ نے کہا۔

پہلے اسے وہاں تک لے تو چلو...... سرہنری نے تجویز پیش کیا۔

ہم سب زرد چہروں کے ساتھ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ ہمارے درمیان لالٹین تھی اور لگتا تھا کہ ہم کسی جرم کی پلاننگ کر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم تو دنیا کے خوش قسمت ترین لوگ تھے۔

ہی۔ ہی۔ ہی۔ گاگول ہنسی اور ایسا لگا جیسے چمگادڑ کے روپ میں کوئی عفریت ہمارے پیچھے کھڑا ہے۔ یہ چمکتے ہوئے پتھر ہیں، جن سے تم عشق کرتے ہو۔ سفید فام لوگو۔ تم جتنا چاہو لے لو۔ اسے اپنی انگلیوں میں پہنو اسے کھاؤ۔ اسے پیو۔ ہا۔ ہا۔

اس وقت میرے ذہن میں عجیب مضحکہ خیز خیال آیا کہ ہیرا پینا، ہیرا کھانا جس کی وجہ سے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

میں بے اختیار ہنسنے لگا۔ مجھے دیکھا دیکھی دوسرے لوگ بھی ہنسنے لگے یہ جانے بغیر کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں۔ ہم جواہرات کے پاس کھڑے بے ساختہ ہنس رہے تھے۔ جو ہمارے تھے۔ جو ہمارے لیے ہی دریافت ہوئے تھے۔

آج سے ہزاروں سال پہلے کسی مہربان شخص نے اس عظیم غار میں ہمارے لیے لا کر رکھا تھا، جسے کوئی دوسرا حاصل نہیں کر سکا۔ لیکن ہم نے حاصل کر لیا۔ ہمارے سامنے کروڑوں پونڈ مالیت کے ہیرے پڑے تھے، اس کے علاوہ کروڑوں پونڈ مالیت کے سونے کے سکے اور ہاتھی دانت جو لیجانے کا انتظار کر رہے تھے۔

یکا یک دورہ ختم ہو گیا اور ہم نے ہنسنا بند کر دیا۔

دوسرا صندوق کھولو۔ سفید قام لوگو۔ گاگول چہکی۔ اس میں یقیناً اس سے زیادہ ہوگا لے جاؤ۔ سفید آقاؤ۔ ہا۔ ہا۔ لے جاؤ لے جاؤ۔

ہم نے دوسرے دونوں صندوقوں کے ڈھکنے کھولے۔ اوہو۔ دونوں ہیروں سے بھرے ہوئے تھے۔ لبالب۔ ڈاسلوسٹرا نے بھیڑ کی کھال والے بیگ کو پہلے صندوق سے بھرا تھا۔ بہر حال تمام ہیرے تقریباً بیس قیراط وزن کے تھے اور کچھ تو اتنے بڑے تھے جیسے کہ کبوتر کے انڈے ان بڑے ہیروں میں سے کچھ ہلکے پیلے یا زرد رنگ کے تھے، جسے ہم روشنی میں دیکھ رہے تھے، جب کہ چند سیاہ تھے۔

ہم اتنا مگن تھے کہ گاگول کو سانپ کی طرح لہراتے ہوئے خزانے کے چیمبر سے نیچے راہداری سے ہوتے ہوئے خالص چٹان کے دروازے کی طرف جاتے ہوئے نہیں دیکھا۔

☆......☆......☆

اتنے میں فولاتا کے چیخنے کی آواز آئی۔

اوباگوان۔ مدد۔ مدد۔ چٹان کا دروازہ گر رہا ہے۔

جانے دو لڑکی۔

مدد۔ مدد۔ اس نے مجھے چاقو مار دیا۔

اب ہم نیچے راہداری میں دوڑ رہے تھے اور ہمیں لیمپ کی روشنی میں دکھائی دیا کہ چٹان کا دروازہ آہستہ آہستہ نیچے آ رہا ہے اور اس وقت وہ زمین سے تین فٹ اونچا ہے۔ اور اس کے قریب فولاتا اور گاگول ایک دوسرے کو زیر کرنے کی جدوجہد کر رہی ہیں۔ فولاتا کے گھٹنوں تک

سرخ خون بہہ رہا ہے۔ لیکن پھر بھی بہادر لڑکی نے بوڑھی چڑیل کو دبوچ رکھا ہے۔ جو کہ اس طرح لڑ رہی ہے جیسے جنگلی بلی۔

دیکھو وہ آزاد ہو گئی فولاتا گر گئی اور گاگول نے خود کو زمین پر گرا دیا اور سانپ کی طرح بند ہوتے ہوئے دروازے سے باہر کی طرف لپکی۔ وہ نیچے دبی۔ آہ۔ خدا۔ کافی دیر ہو گئی۔ کافی دیر۔ چٹان کے دروازے نے اسے کچل دیا۔ اور وہ تکلیف سے چیخی۔ نیچے۔ نیچے۔ وہ آ رہا ہے۔ تیس ٹن وزنی دروازہ آہستگی سے بوڑھے جسم کو دباتا۔ نیچے پڑی ہوئی چٹان پر...... چیخ پر چیخ...... ایسی جو ہم نے کبھی نہیں سنی تھی۔ پھر موت کا سناٹا تھا۔ دروازہ اب بند ہو چکا تھا۔ ہم راہداری میں دوڑتے چلے آئے اور آپس میں ٹکرا گئے۔

یہ سب کچھ چار سیکنڈ میں ہوا۔

پھر ہم فولاتا کی جانب مڑے۔ یہ غریب لڑکی جس کے جسم میں خنجر مارا گیا تھا اور دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ اب یہ نہیں بچ سکے گی۔

آہ بوگوان۔ میں لڑ رہی ہوں۔ خوبصورت تخلیق ہانپ رہی تھی۔ وہ بولی۔ گاگول۔ میں نے اسے نہیں دیکھا۔ میں بے ہوش تھی۔ اور دروازہ نیچے ہونا شروع ہو چکا تھا۔ پھر وہ واپس آئی اور اوپر راہدری میں دیکھتی رہی۔ میں نے دیکھا کہ وہ آہستہ آتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ رہی ہے۔ میں نے اسے پکڑ لیا۔ اور اس نے مجھ پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ اور میں مر رہی ہوں بوگوان۔

غریب لڑکی۔ غریب لڑکی۔ گڈ چیخا۔ اور پھر جب وہ کچھ نہ کر سکا تو وہ اس پر گر کر پیار کرنے لگا۔

بوگوان۔ اس نے کہا۔ پھر ذرا وقفے کے بعد۔ کیا میکوزہم یہاں ہے؟ کافی اندھیرا ہے۔ مجھے دکھائی نہیں دے رہا۔

میں یہاں ہوں فولاتا۔

میکوزہم۔ تم تھوڑی دیر کے لئے میری زبان بن جاؤ۔ میں تمہیں دعا دونگی۔ بوگوان میری بات نہیں سمجھ سکتا۔ اور اس سے قبل کہ تاریکی میں چلی جاؤں۔ میں اس سے ایک لفظ کہنا چاہتی ہوں۔

کہو فولاتا۔ میں اسے سمجھا دونگا۔

میرے آقا۔ بوگوان سے کہو کہ میں اس سے محبت کرتی ہوں۔ اور یہ کہ میں مرنے سے خوش ہوں کیونکہ میں جانتی ہوں کہ وہ اپنی زندگی میرے لئے برباد نہیں کر سکتا۔ ویسے ہی جسے چاند اور

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سورج ساتھ نہیں رہ سکتے اور نہ ہی سفید فام کے ساتھ کالے رہ سکتے ہیں۔

کہو کہ جب سے میں نے اسے دیکھا ہے اس وقت سے اکثر میں محسوس کرتی ہوں کہ میرے سینے میں ایک چڑیا ہے جو ایک دن اڑ جائے گی اور کہیں جا کر گائے گی۔ اب جب کہ میں اپنا ہاتھ بھی نہیں اٹھا سکتی اور میرا دماغ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ یہ محسوس نہیں کر رہی ہوں کہ میرا دل موت کی آغوش میں جا رہا ہے۔ اس میں بس محبت ہی محبت بھری ہوئی ہے جو کہ دس ہزار سال تک زندہ رہیگی۔ اور پھر بھی جوان رہے گی۔ کہو کہ اگر میں نے دوبارہ زندگی پائی تو ممکن ہے میں اسے ستاروں میں تلاش کرونگی۔ میں اسے ہر جگہ تلاش کروں گی۔ اگر اتفاق سے میں اس جنم میں بھی کالی رنگت میں پیدا ہوئی اور وہ سفید فاموں میں تو..... کہو میکوزہم۔ نہیں اور کچھ نہ کہو بس اتنا بتا دو کہ میں تم سے پیار کرتی ہوں۔ اوہ۔ مجھے قریب سے پکڑو بوگوان میں تمہارے ہاتھ نہیں محسوس کر پا رہی ہوں۔ اوہ۔ اوہ۔

وہ مر گئی...... وہ مر گئی..... گڈ منہ ہی منہ میں ہڑبڑایا۔ اور جب وہ اٹھا تو اس کے چہرے پر غم کے آنسو جھلملا رہے تھے۔

تم اس سے جدا نہیں ہو گے۔ میرے پرانے ساتھی۔ سر ہنری نے کہا۔

تمہارا کیا مطلب ہے۔ گڈ نے پوچھا۔

میرا مطلب ہے کہ تم جلد ہی اس پوزیشن میں ہو گے کہ اس سے مل سکو۔ یار کیا تم یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ ہم لوگ زندہ دفن کر دیئے گئے ہیں؟

جب تک سر ہنری نے یہ الفاظ نہیں ادا کیے تھے۔ مجھے اس دہشت کا اندازہ نہیں تھا۔ میں تو فولاٹا کے انجام سے غمگین تھا۔ لیکن اب میں سمجھ گیا۔ بڑی چٹان کا دروازہ اب بند ہو چکا تھا۔ شاید ہمیشہ کے لیے۔ صرف ایک ذہن تھا جو اس راز سے واقف تھا اور اب وہ ٹنوں وزنی دروازے کے نیچے دب کر پوڈر بن چکی تھی۔ یہ تو وہ دروازہ ہے جسے توڑنے کے لیے ڈائنامائیٹ کی بڑی مقدار درکار تھی۔ اور ہم اس کے بالکل مخالف سمت میں تھے۔

چند منٹ ہم فولاٹا کی لاش کے قریب خوفزدہ کھڑے رہے۔ ایسا لگتا تھا کہ ہم سے انسانیت جدا ہو چکی ہے۔ ہمیں یہ جان کر کرب کی کیفیت سے گزرنا پڑ رہا تھا کہ ہم تڑپ تڑپ کر مرنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہمیں یہ دکھائی دے رہا تھا کہ گاگول نے پہلے سے ہی یہ پلان بنا رکھا تھا۔ یہ قطعی طور پر ایک مذاق لگ رہا تھا کہ وہ شیطانیت سے پر ذہن کی مالک ہمیں کب خوش ہونے کا موقع دیگی۔ ان تینوں سفید فاموں سے وہ ہمیشہ اپنے مطلب کے حصول کے لیے نفرت ہی کرتی

تھی۔ آہستگی سے بھوک اور پیاس سے ایک ساتھ ہمیں خزانے کے اندر تڑپ کر مرنا تھا۔ اب میری سمجھ میں اس کے طنز کا مطلب آ رہا تھا۔ ہیرے پیو، ہیرے کھاؤ۔ ممکن ہے کسی نے ڈام کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا ہو، جب کہ وہ ہیروں سے بیگ بھر کر جانا چاہ رہا ہو۔ اور وہ "کسی" کون ہو سکتا ہے؟

اس طرح کام نہیں چلے گا۔ سر ہنری نے کہا۔ تھوڑی دیر میں لیمپ کا تیل ختم ہو جائیگا۔ اور وہ بجھ جائیگا۔ چلو دیکھیں شاید ہمیں وہ اسپرنگ مل جائے جو دروازہ کھولنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

ہم سب نا امیدی کی کیفیت میں اٹھے اور دروازے کے چاروں طرف کسی بٹن یا اسپرنگ کو تلاش کرتے رہے، جس سے دروازہ کھل سکے، لیکن بے سود۔

میں نے کہا کہ وہ چیز اندر نہیں بلکہ باہر سے آپریٹ ہوتی ہوگی۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو گاگول بند ہوتے ہوئے دروازے کے نیچے سے نکلنے کا رسک کبھی نہ لیتی۔ یہی وجہ تھی جو اس نے ایسا خطرناک قدم اٹھایا۔

بہر حال اسے سزا ہی مل گئی۔ اس کا خاتمہ اذیت ناک تھا اور ایسا لگتا ہے ہمارا بھی جلد ہی ہو جائیگا۔ ہم دروازے کو نہیں کھول سکتے۔ چلو ہم خزانے والے کمرے میں چلتے ہیں۔

ہم واپس چلنے کے لیے مڑے اور دیکھا کہ راہداری میں وہ باسکٹ دیوار سے لگی رکھی ہے۔ جسے فولاٹا لائی تھی اور اس میں کھانے پینے کی اشیا تھیں۔ میں نے اسے اٹھایا اور خزانے والے منحوس کمرے میں لایا جو عنقریب ہماری قبر بننے والا تھا۔ پھر ہم دوبارہ فولاٹا کی لاش کے پاس آئے جو وہیں سکے والے صندوقوں کے پاس پڑی تھی۔

پھر ہم وہیں بیٹھ گئے۔ اس طرح کہ تینوں صندوق جو ہیروں سے بھرے تھے اس سے ہم نے اپنی پیٹھ سے ٹیک لگا رکھی تھی۔ سر ہنری اب ہمیں کھانے کو تقسیم کر دینا چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ دن تک اس پر انحصار کیا جا سکے۔

چنانچہ ہم نے یہ کام کر لیا۔ کھانے کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں بانٹ دیا تاکہ کچھ دنوں تک چل سکے۔ خشک شکاری گوشت کے علاوہ ہمارے پاس پانی کے دو برتن تھے جو کدو کو سکھا کر بنائے گئے تھے۔ جس میں چند گلاس سے زیادہ پانی نہیں تھا۔

اب ہمیں کچھ کھا پی لینا چاہیے۔ سر ہنری نے کہا۔ کیونکہ کل تو ہمیں مرنا ہی ہے۔

ہم سب لوگوں نے خشک گوشت کا تھوڑا تھوڑا حصہ کھایا اور ایک ایک گھونٹ پانی پیا۔

یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ ہمیں کھانے کی بہت ہی کم خواہش تھی، جب کہ ضرورت بہت

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

زیادہ تھی۔ بہر حال جب ہم نے گوشت کو نگلا تو بہتر محسوس کیا۔ پھر ہم کھڑے ہو گئے اور اپنے قید خانے کی دیواروں کا اچھی طرح جائزہ لینے لگے۔ ایک امید موہوم کے ساتھ کہ شاید باہر نکلنے کا کوئی راستہ مل جائے۔ فرش اور دیواروں پر دھب دھب ہاتھ مارتے کہ کہیں اندر خلا ہے یا نہیں۔

لیکن وہاں کوئی خلا نہیں تھا۔ اور ظاہر ہے کہ خزانے کے چیمبر میں اس طرح کا خلاء ہونے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

اب ہمارے لیمپ کی روشنی بھی کم ہو چکی تھی۔ تیل قریب قریب ختم ہو چکا تھا۔ کوارٹر مین۔ سر ہنری نے مخاطب کیا۔ کیا وقت ہوا ہے؟ تمہاری گھڑی کیا ہو گی۔

میں نے اسے نکالا اور دیکھا۔ اس وقت چھ بجا تھا۔ ہم لوگ غار میں گیارہ بجے داخل ہوئے تھے۔

انفاڈوس ہمارا انتظار کر رہا ہوگا۔ اگر ہم آج رات واپس نہ پہنچے تو وہ صبح ہمیں تلاش کریگا۔

اس کی تلاش بے سود ہوگی۔ وہ خزانے کے دروازے کے راز سے ناواقف ہے۔ اسے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ یہ ہے کہاں۔ یہ تو صرف گاگول جانتی تھی جو مر چکی، دوسرا کوئی شخص اس سے واقف نہیں ہے۔ اس لیے کل کون جان سکے گا کہ یہ غار کہاں ہے۔ آج بھی کوئی نہیں جانتا۔ اگر فرض کیا کسی کو دروازے کا علم ہو بھی گیا تو وہ اسے توڑے گا کیسے۔ کوکونا کی پوری آرمی مل کر اسے توڑنا چاہے تو بھی وہ نہیں توڑ سکے گی۔ میرے دوست! میں سمجھتا ہوں کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہمیں اپنا سر اللہ کی مرضی کے آگے جھکا دینا چاہئے۔ خزانے کی تلاش نے بہت سے لوگوں کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب ان کے بعد ہماری باری ہے۔

لیمپ مزید دھیما ہو گیا۔

اس وقت وہ بھڑکا اور ہر چیز واضح طور پر نظر آنے لگی۔ ہاتھی دانت کا سفید انبار سونے سے بھرے صندوق۔ غریب فولاتا کی لاش جس کے سامنے ہیروں سے بھرا تھیلا اور ہمارے وحشت ناک چہرے جو بیٹھے ہوئے اپنی موت کا انتظار کر رہے تھے۔

اس کے بعد لیمپ کی لو بجھ گئی۔

......☆☆......

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ہم نا امید تھے

میں رات کی تاریکی میں خوف و دہشت کا نقشہ کھینچنے سے خود کو قاصر پاتا ہوں۔ لیکن میں نے کسی بھی طرح سونا ممکن نہ پایا۔ اپنی قسمت کے تکلیف دہ خیالات کو ایک طرف رکھا جو دنیا کا بہادر ترین شخص بھی شاید نہ کر سکتا تھا۔ جیسا کہ ہم اپنی بدنصیبی کے نتائج کا انتظار کر رہے تھے۔ حالانکہ مجھے اپنے بہادر ہونے کا کوئی دعوٰی نہیں ہے۔ صرف خاموشی ہی تمام ضبط کے بندھن توڑ دینے کے لیے کافی تھی۔

ہم لوگ ایک برف سے ڈھکی چوٹی میں بنے غار کے اندر دفن تھے۔ ہم سے ہزاروں فٹ کی بلندی پر تازہ ہوا برف سے اٹھکیلیاں کر رہی تھی، لیکن اس کی آواز ہم تک نہیں پہنچ پا رہی تھی۔ ہمارے اور موت کے چیمبر کے درمیان ایک لمبی سرنگ اور پانچ فٹ موٹی چٹان حائل تھی اور ظاہر ہے کہ مرے ہوئے لوگ آواز نہیں پیدا کر سکتے۔ ہمیں یہ بھی نہیں معلوم تھا کہ فولاتا جہاں پڑی ہوئی ہے اس کے پیچھے کیا ہے۔ ہم تو ہر قسم کی آواز سے قطعی کٹے ہوئے تھے۔ ہم اس طرح تھے جیسے کہ لوگ مرنے کے بعد قبر میں رہتے ہیں۔

رات اسی طرح چھائی رہی۔

گڈ۔ سر ہنری نے مخاطب کیا اور اس آواز نے ہمیں ڈرا دیا۔ ماچس کی کتنی تیلیاں بچی ہیں؟

آٹھ۔ کرٹس۔

ایک جلا کر وقت دیکھو۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اس نے جب ماچس جلائی تو اس سے اتنی زیادہ روشنی پیدا ہوئی جس نے ہمیں تقریباً اندھا کر دیا۔ اس وقت میری گھڑی میں 5 بجے ہیں۔

میرا خیال ہے کہ ہم لوگ کچھ کھا لیں تاکہ جسم کو قوت مل سکے۔ میں نے تجویز پیش کی۔

کھانے کا کیا فائدہ ہے۔ گڈ نے کہا۔ ہم لوگ جلد ہی موت کی آغوش میں پہنچ چکے ہوں گے۔

جب تک سانس تب تک آس۔ سر ہنری نے جواب دیا۔

چنانچہ ہم نے تھوڑا سا کھایا اور پانی کی چسکی لی اور وقت کا دوسرا حصہ گزارا۔

سر ہنری نے تجویز پیش کی کہ ہمیں دروازے کے پاس ہی رہ کر شور مچانا چاہیے تاکہ باہر کوئی خدا کا بندہ۔ جس کی امید کم ہے۔ ہماری طرف متوجہ ہو جائے۔

اس کے بعد گڈ جسے آوازیں نکالنے کا خاصا تجربہ تھا وہ نیچے راہداری میں گیا اور کام شروع کر دیا۔ مجھے کہنے دیجیے کہ اس نے بہت تیز آوازیں نکالیں۔ میں نے ایسی چیخ کبھی نہیں سنی تھی۔ یہ آوازیں کچھ اس طرح کی تھیں جیسے مچھر بھنبھناتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا، لیکن سخت پیاسا تھا اور پانی پینا ضروری تھا۔ اس لیے اب ہم نے چیخنا بند کر دیا کیونکہ اس طرح پانی فوراً ہی ختم ہو جاتا۔

اب ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ ہم بے وقعت ہیروں کے پاس بیٹھ جائیں۔ اور میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ میں قطعی مایوس ہو گیا تھا۔ میں نے اپنا سر، سر ہنری کے چوڑے شانوں پر رکھا اور بے اختیار رونے لگا۔ اور میرا خیال ہے کہ دوسری جانب گڈ کی بھی یہی کیفیت تھی۔

آہ وہ کتنا اچھا اور بہادر شخص تھا جب کہ ہم دونوں بچوں کی طرح خوف زدہ تھے اور وہ ہمیں تسلیاں دے رہا تھا۔ وہ دراصل ہمارا محافظ تھا۔ اس نے خود اپنی تکلیفوں کو بھول کر ہمارے ٹوٹے ہوئے اعصاب پر مرہم رکھا اور ہمیں بہت ساری کہانیاں سنائیں، جس میں ہماری طرح مصیبت کا شکار کوئی شخص پھنستا ہے اور بالآخر معجزاتی طور پر اس سے نکل جاتا ہے۔

وہ ایک انتہائی خوبصورت کردار ہے۔ بہت خاموش لیکن انتہائی مضبوط۔

بہرحال دن بھی رات کی طرح گزر گیا۔ اور جب ہم نے وقت دیکھنے کے لیے ماچس جلائی تو اس وقت سات بجے تھے۔

ایک بار پھر ہم لوگوں نے کھایا پیا عین اسی وقت میرے ذہن میں ایک خیال آیا۔

یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے کہا۔ یہاں ہوا ہمیں کس طرح زندہ رکھے ہوئے ہے۔ جو مکمل طور پر تازہ ہے۔

او خدا۔ گڈ نے کہا۔ اور کھڑا ہو گیا۔ میں نے یہ سوچا ہی نہیں۔ یہ پتھر کے دروازے سے تو نہیں آ سکتی، اس لیے کہ وہ تو ایئر ٹائٹ ہے۔ کیا کوئی اور دروازہ ہے۔ یہ کہیں اور سے آ رہی ہو گی۔ اگر ہوا نہ ہوتی تو ہم یہاں آتے ہی بے ہوش ہو جاتے یا زہر کا شکار ہو جاتے۔ ہمیں دیکھنا چاہیے۔

اس ایک ذرا سی امید نے ہمارے ماحول کو یکسر تبدیل کر دیا۔ دوسرے ہی لمحے ہم سب ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل آگے بڑھے اور ایسا محسوس کیا جیسے کسی جال میں پھنس رہے ہیں۔ اس وقت میں نے کچھ محسوس کیا۔ میرا ہاتھ کسی ٹھنڈی چیز پر پڑا جو یخ بستہ تھا۔ یہ مردہ فولاتا کا چہرہ تھا

تقریباً ایک گھنٹہ تک ہم اندھیرے میں ہر چیز چھو کر محسوس کرتے رہے۔ بالآخر مایوس ہو کر سر ہنری اور میں نے اپنی جدوجہد ترک کر دی، اس لیے کہ ہم مسلسل ہاتھی دانت، ہیروں کے صندوق اور چیمبر کی دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر زخمی ہو چکے تھے۔ لیکن گڈ اپنے کام میں ہنسی خوشی لگا رہا اور کہا کہ کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے۔

اس نے بھرپور لہجے میں کہا...... تم لوگ میرے ساتھیو یہاں آؤ۔

ظاہر ہے ہم فوراً اس کی طرف بڑھے۔

کواٹرمین۔ اپنا ہاتھ یہاں رکھو۔ جہاں میرا ہے۔ کیا تم کچھ محسوس کر رہے ہو۔

میرا خیال ہے کہ میں یہاں ہوا آتی ہوئی محسوس کر رہا ہوں۔

اب سنو۔ وہ کھڑا ہو گیا اور ایک جگہ ہاتھ سے تھپتھپایا اور اس کے ساتھ ہی امید کی کرن ہمارے دلوں میں روشن ہو گئی۔ آواز سے لگتا ہے اس جگہ خلاء ہے۔

میں نے مرتعش ہاتھوں سے ماچس جلائی۔ اب ہمارے پاس صرف تین تیلیاں رہ گئی تھیں۔ ہم نے دیکھا کہ ہم لوگ چیمبر کے انتہائی دور ایک کونے میں موجود ہیں۔ یہی وجہ تھی جو ہم نے پہلی تلاش میں اس ہالو یا خلاء کو محسوس نہیں کیا تھا۔ جیسے ہی ماچس جلی ہم نے اس مقام کو ٹھیک طرح دیکھ لیا۔ وہاں فرش پر دو چٹانوں کا جوڑ تھا۔ خدا کی پناہ۔ اور چٹان میں ایک دائرہ سا بنا ہوا تھا۔ ہماری زبانوں سے کوئی لفظ نہیں نکلا۔ ہم کافی پرجوش تھے اور ہمارا دل اتنی زوروں سے اچھل رہا تھا کہ ہم گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ گڈ کے پاس ایک چاقو تھا اس کے پیچھے ایک ہک لگا ہوا تھا جو گھوڑے کی کھر

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سے پتھر نکالنے کے کام آتا ہے۔ اس نے اسے کھولا اور دائرے کو کھرچنے لگا۔ اس کے بعد اس نے دائرے کے نیچے اسی ہک سے کچھ کیا اور پھر احتیاط سے ہک کو نکالیا۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ ٹوٹ ہی نہ جائے۔

اور پھر دائرے میں حرکت پیدا ہوگئی۔ چونکہ یہ پتھر کا تھا، اس لیے صدیوں کے گذرنے کے باوجود اس میں زنگ وغیرہ نہیں لگا تھا، جیسا کہ لوہا ہونے کی صورت میں ہو سکتا تھا۔

دائرہ عمومی شکل میں تھا۔ گڈ نے اس میں ہاتھ ڈال کر اپنی پوری قوت سے کھینچا، لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔

مجھے کوشش کرنے دو۔ میں نے بے تابی سے کہا۔ پتھر کی پچویشن کچھ ایسی تھی کہ دو آدمی مل کر ایک ساتھ زور نہیں لگا سکتے تھے۔ میں نے پکڑا اور کھینچا، لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا۔

پھر سر ہنری نے کوشش کی اور ناکام رہے۔

گڈ نے دوبارہ ہک سے پورے دائرے کو کھرچا جہاں سے ہمیں ہوا آتی محسوس ہو رہی تھی۔

اس نے کہا کہ کرٹس تم طاقت میں دو کے برابر ہو۔ آؤ اور اپنی پشت اس پر رکھو .....رکو! اور اس نے سیاہ سلک کا رومال نکالا جو انتہائی صاف ستھرا تھا یہ اس کی صاف ستھرا رہنے کی عادت کے مطابق تھا اور پھر رومال سے دائرے کو صاف کیا۔ کوارٹر مین اب تم کرٹس کے ساتھ مل کر اپنی قیمتی زندگی کے لیے زور لگاؤ۔

اب۔ سر ہنری نے اپنی پوری طاقت سے اور ہم دونوں نے مل کر قدرت نے جتنا زور دیا تھا۔ لگا دیا۔

ہاں۔ ہاں۔ یہ آ رہا ہے۔ سر ہنری نے ہانپتے ہوئے کہا اور مجھے ایسا لگا جیسے اس کی پیٹھ کے مسلز پھٹ رہے ہیں۔ فوراً ہی کچھ آوازیں آئی اور پھر ہوا کا جھونکا آیا۔ اب ہم سب لوگ فرش پر پیٹھ کے بل پڑے ہوئے تھے اور ہم پر ایک وزنی پتھر پڑا ہوا تھا۔ یہ سر ہنری کی قوت کا کمال تھا اور کسی نے بھی اپنی طاقت کا اتنا زیادہ استعمال نہیں کیا ہوگا۔

کوارٹر مین ایک ماچس جلاؤ۔ اس نے کہا۔ ہم سب جتنی جلدی ممکن ہو سکتا تھا اٹھ کر کھڑے ہوئے اور احتیاط سے اپنی سانس کو بحال کیا۔

میں نے اس کے کہنے کے مطابق ماچس جلائی۔ ہمارے منہ سے نکلا اللہ تیرا شکر۔ ہمارے

سامنے سیڑھی کا پہلا قدم تھا۔

اب کیا کرنا چاہئے۔ گڈ نے پوچھا۔

اب ہم کو یقینی طور پر سیڑھی کو استعمال کرنا چاہئے اور قدرت کی مہربانیوں پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

رکو! سر ہنری نے کہا۔ کوارٹر مین کھانا اور پانی لے لو، ممکن ہے ہمیں اس کی ضرورت پڑے۔

میں ٹٹولتا ہوا واپس وہاں گیا، جہاں ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں واپس آنے لگا تو مجھے ایک خیال آیا۔ ہم نے چوبیس گھنٹوں سے ہیروں کے متعلق کچھ نہیں سوچا تھا۔ حقیقتاً اب تو ہیروں کے خیال سے متلی آتی تھی۔ پھر بھی میں نے تھوڑے سے ہیرے اپنے پرانے شکاری کوٹ کی جیبوں میں رکھ لئے کہ ممکن ہے اب ہم سوراخ سے واپس نکلنے میں کامیاب ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے جلدی جلدی اپنی جیبیں ہیروں سے بھر لیں۔ تھوڑے سے بڑے ہیرے بھی رکھ لئے۔ یہ بڑا پُر مسرت گمان تھا۔ اس کے بعد میں نے فولاتا کے بیگ کو جس میں بہت قلیل مقدار میں پانی اور گوشت تھا ہیروں سے بھر دیا۔

دوستو کیا تم لوگ تھوڑے سے ہیرے اپنے پاس نہیں رکھو گے؟ میں نے تو اپنی جیبیں اور باسکٹ ان سے بھر لی ہیں۔

اوہ۔ کوارٹر مین آؤ۔ اور ہیروں کو چھوڑو۔ سر ہنری نے جواب دیا۔ مجھے امید ہے کہ ہم اسے دوبارہ نہیں دیکھ سکیں گے۔

اور جہاں تک گڈ کا سوال تھا وہ خاموش رہا، میرا خیال ہے کہ وہ فولاتا کو الوداع کہہ رہا تھا جو اسے دل و جان سے چاہتی تھی۔

آؤ کوارٹر مین۔ سر ہنری نے دوبارہ کہا جو کہ پتھر کے زینے کے ابتدائی حصہ پر کھڑا ہوا تھا۔ اس نے کہا پہلے میں جاؤں گا۔

خیال رکھنا جہاں تم پاؤں رکھو گے اس کے نیچے خطرناک سوراخ (ہول) ہو سکتا ہے۔ میں نے جواب دیا۔

بہت ممکن ہے کہ وہاں دوسرا کمرہ ہے۔ سر ہنری نے کہا۔ اب وہ زینے پر آہستگی سے قدم رکھتا اتر رہا تھا۔

پندرہ زینہ اترنے کے بعد وہ رک گیا۔ بس یہی نچلی منزل ہے۔ اللہ تیرا شکر ہے۔ میرا خیال

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

ہے یہ راہداری ہے۔ میرے پیچھے پیچھے آؤ۔

اس کے پیچھے گڈ تھا اور میں سب سے آخر میں باسکٹ پکڑے پیچھے پہنچا۔ میں نے بچی ہوئی دو ماچسوں میں سے ایک جلائی۔ ماچس کی روشنی میں ہم نے دیکھا کہ ہم ایک تنگ سرنگ میں کھڑے ہیں جو دائیں اور بائیں جانب جارہی ہے۔ دائیں طرف وہ زینہ تھا جس سے ہم اترے تھے۔ اس سے پہلے کہ ہم کچھ اور دیکھتے ماچس کی تیلی جل کر نہ صرف ختم ہوگئی، بلکہ میری انگلیاں بھی جلادیں۔ اب ایک اہم سوال یہ پیدا ہوا کہ ہمیں کس طرف جانا چاہیے۔ حقیقتاً یہ سمجھنا ناممکنات میں سے تھا کہ اس سرنگ کا مقصد کیا ہے یا پھر یہ کہاں جارہی ہے۔ اگر ہم ایک جانب جاتے ہیں تو ممکن ہے وہ ہمارے حق میں ہو اور ہم محفوظ رہیں، جب کہ دوسری جانب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تباہی ہماری منتظر ہو۔

ہماری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ یکا یک گڈ کو خیال آیا کہ جب ہم نے ماچس جلائی تھی اس وقت اس کا شعلہ بائیں جانب ہو رہا تھا اس کا مطلب ہوا کہ ہوا دائیں جانب سے آئی ہے بائیں جانب سے نہیں۔

ہم نے اس کی تجویز مان لی اور دیوار کو ٹٹولتے ہر قدم احتیاط سے فرش پر رکھتے آگے بڑھے اب ہم اس خزانے سے لحہ بہ لحہ دور ہوتے جارہے تھے جس نے ہماری جان لینے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اگر یہاں کوئی کبھی آیا جس کا امکان رتی برابر بھی نہیں ہے تو وہ ہماری آمد کی نشانیاں دیکھے گا، اسے ہیرے کا صندوق کھلا ملے گا۔ اس کے علاوہ خالی لیمپ اور فولاٹا کی سفید ہڈیاں نظر آئیں گی۔

ابھی ہم صرف پندرہ منٹ چلے ہوں گے کہ راہداری یکا یک مڑ گئی، پھر تھوڑی دیر میں ہم تیسرا موڑ مڑے۔ اس طرح ہم کئی گھنٹے چلتے رہے۔ ایسا لگتا تھا کہ پتھر کی بنی ہوئی بھول بھلیوں میں گھوم رہے ہیں جو ہمیں کہیں بھی نہیں لے جارہی ہیں۔ یہ راہداریاں آخر ہیں کیا۔ یقیناً میں کچھ نہیں بتا سکتا، لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ قدیم زمانے کی مائنز ہیں۔

یہاں پہنچ کر ہم رک گئے۔ تھکے ماندے۔ ہم نے بچا کھچا گوشت کا ٹکڑا کھایا اور پانی کے نام پر آخری چسکی لی۔ حالانکہ ہمارے حلق خشک ہوچکے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ ہم خزانے کی موت سے بچ کر بھاگے تھے تاکہ اندھیری سرنگ کی موت کو آغوش میں لے سکیں۔

ہم جب ٹھہرے تو انتہائی مایوس تھے، لیکن پھر ایسا لگا کہ میں نے کوئی آواز سنی ہے اور میں

نے دوسروں کی توجہ اس طرف مبذول کرائی۔ یہ بہت ہلکی آواز تھی جو بہت دور سے آرہی تھی۔ کمزور سی آواز جیسے کوئی خود کلامی کررہا ہو۔ دوسرے لوگوں نے بھی یہ آواز سنی۔ لیکن کسی کے منہ سے کوئی آواز نہ نکل سکی۔

اب ہم نے اس طرف بڑھنا شروع کیا، جس طرف سے ہلکی آوازیں آرہی تھیں۔ ہم لوگ اسی طرح تنگی دیواروں کے سہارے چل رہے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک جگہ میں نے باسکٹ کو نیچے رکھا تا کہ اس کے بوجھ سے نجات پا سکوں، لیکن پھر فوراً ہی اٹھالیا۔ حالانکہ امیر بھی اسی طرح مرتا ہے جیسے غریب مرتا ہے۔ ہم آگے بڑھے تو آواز کچھ اور واضح ہوگئی۔ پھر یہ خاموش پس منظر میں کافی تیز ہوگئی۔ ہم تھوڑا اور بڑھے۔ اب ہمیں یقینی طور پر پانی کے بہنے کی آواز آنے لگی۔ ہمیں حیرت تھی کہ زمین کے نیچے پانی کس طرح بہہ رہا ہے؟ اب ہم اس کے بالکل قریب پہنچ چکے تھے اور گڈ جو اس چھوٹے سے قافلے کی قیادت کررہا تھا قسم کھانے کے لیے تیار تھا کہ وہ پانی کو سونگھ رہا ہے۔

گڈ آرام سے چلو۔ سر ہنری نے کہا۔ اب ہم بالکل قریب ہیں۔ یکا یک پانی میں گرنے کی آواز آئی اور اس کے ساتھ ہی گڈ کے چیخنے کی۔

وہ اس میں گر چکا تھا۔

گڈ۔ گڈ۔ تم کہاں ہو؟ ہم نے پریشان ہو کر اسے پکارا۔ خیر اس نے جواب دیا تو ہماری جان میں جان آئی۔

میں نے ایک چٹان پکڑی اور پھر ماچس جلا کر دیکھا کہ وہ کہاں ہے۔ اس کی مدھم روشنی میں ہم نے دیکھا کہ کالے رنگ کا پانی ہمارے پیروں کے قریب سے بہہ رہا ہے۔ اس کی چوڑائی کو ہم نہیں دیکھ سکے۔ لیکن تھوڑے فاصلے پر ہمارا ساتھی ایک چٹان پکڑے کھڑا تھا۔

وہیں کھڑے رہو۔ میں تیر کر آرہا ہوں۔ میں جیسے ہی وہاں پہنچوں مجھے پکڑ لینا۔

پھر ہم نے پانی میں اس کی چھلانگ لگانے کی آواز سنی اور تیرنے کی جدوجہد۔ دوسرے ہی منٹ میں سر ہنری نے اپنے لمبے ہاتھوں سے گڈ کو پکڑ کر باہر نکالا اور سرنگ میں خشکی پر ڈال دیا۔

اس نے ہانپتے ہوئے بتایا کہ پانی کا بہاؤ بہت تیز ہے۔ اگر میں نے چٹان کو نہ پکڑلیا ہوتا اور تیرنا نہ جانتا ہوتا تو پھر میں گیا تھا۔ یہ بہت تیز بہہ رہا ہے اور کافی گہرا بھی ہے۔

ہم اس دریا کے کنارے چلنے کی مزید ہمت نہ کرسکے، اس لیے کہ اندھیرے میں ہم پھر

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

گر سکتے تھے۔

گڈ جب تھوڑی دیر آرام کر چکا اور ہم اپنے ہاتھ منہ دھو کر بیٹھا اور تازہ پانی پی چکے تو دوبارہ سرنگ میں چلنے لگے، گڈ ہمارے آگے آگے تھا۔ ہم اب ایک دوسری گیلری میں پہنچے جو دائیں جانب جا رہی تھی۔

ہم اسی طرح چلتے رہیں گے۔ سرہنری نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔ ہر راستہ ایک جیسا ہے، ہم اس وقت تک چلتے رہیں گے، جب تک کہ گر نہ جائیں۔

کافی دیر تک آہستگی کے ساتھ چلنے کے بعد ہم ڈگمگانے لگے اور مکمل طور پر تھک کر چور ہو گئے۔ اس وقت سرہنری اس قافلے کی قیادت کر رہے تھے۔ ایک بار پھر میں نے سوچا کہ باسکٹ کو چھوڑ دوں لیکن ایسا نہیں کر سکا۔

یکا یک وہ رک گیا اور ہم دونوں اس پر گرتے گرتے بچے۔

دیکھو۔ اس نے آہستگی سے کہا۔ یا تو میرا دماغ چل گیا ہے یا پھر وہ روشنی ہے؟

ہم نے اپنی تمام آنکھوں سے بغور دیکھا۔ ہمارے سامنے ہلکی روشنی کا ایک دھبہ سا تھا۔ جو ہم سے زیادہ دور نہیں تھا۔ یہ اتنا ہلکا دھبہ تھا کہ اسے عام آنکھیں تو دیکھ ہی نہیں سکتی تھیں، لیکن ہم چونکہ مسلسل کئی دنوں سے گھپ اندھیرے میں رہنے کے عادی ہو چکے تھے، اس لیے وہ دھبہ نظر آ گیا۔

امیدوں کے سہارے ہم اس طرف بڑھنے لگے۔ وہاں تک پہنچنے میں ہمیں پانچ منٹ لگے ہوں گے۔ بے شک وہ ہلکی سی روشنی ہی تھی۔ ایک منٹ اور چلے تو تازہ ہوا نے ہمارا استقبال کیا۔ ہم نے مزید جدوجہد کی۔ اب سرنگ بہت تنگ ہو چکی تھی۔ سرہنری تو اپنے گھٹنوں کے بل چلنے لگے۔ سرنگ اور تنگ ہو گئی۔ اب زمین آ گئی۔ اور چٹان ختم ہو گئی۔

سمٹے، سمٹائے، کچھ جدوجہد کی اور سرہنری باہر تھے۔ اور اسی طرح گڈ بھی نکل گیا۔ پھر میں بھی فولانا کا بیگ گھسیٹتے ہوئے باہر آ گیا۔ وہاں باہر ہمارے سروں پر ستاروں کی کہکشاں اور ناک میں تازہ خوشگوار ہوا تھی۔ پھر فوراً ہی کچھ ہوا جس کی وجہ سے ہم گر گئے اور گھاس پر، لڑھکتے ہوئے جھاڑوں سے ٹکراتے بہت دور یا کافی نیچے تک چلے گئے۔ یہاں زمین گیلی تھی۔ میری باسکٹ کسی چیز میں پھنس گئی اور میں رک گیا۔ میں نے بیٹھ کر زور سے انہیں آوازیں دیں۔ جس کا جواب انہوں نے چیخ کر دیا۔ یہ آوازیں میرے نیچے سے آ رہی تھیں۔ یہاں جنگل کا تجربہ سرہنری کے

کام آیا۔ میں نے جلد ہی وہاں پہنچ کر دیکھا تو وہ صحیح سلامت تھے۔ انہیں کوئی زخم نہیں آیا تھا۔ اب میں نے گڈ کی طرف توجہ دی۔ تھوڑی دور وہ بھی مل گیا۔ وہ ایک درخت کی جڑوں میں پھنس گیا تھا۔ بہرحال وہ بھی کوئی خاص زخمی نہیں تھا۔

ہم سب لوگ ایک ساتھ گھاس پر بیٹھ گئے۔ ہمارے جذبات پر مسرت کشش سے بھرے ہوئے تھے۔ ایسے کہ ہمارے منہ سے خوشی میں چیخ نکل گئی۔ ہم وہاں سے بچ کر آ رہے تھے۔ جہاں سونے کے سکے تھے، ہیرے تھے، ہاتھی دانت تھے، لیکن دراصل وہ ہماری قبر تھی یا جلد ہی بننے والی تھی۔ یقیناً کسی مہربان طاقت نے ہماری راہنمائی کی اور ہم گیدڑ کے سوراخ سے جو سرنگ کے اختتام پر تھا نکل آئے۔ اور دیکھو۔ پہاڑ پر صبح تڑکے جو ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ ہم دیکھیں گے سورج کی سنہری کرن جگمگا رہی ہے۔

سورج کی انتہائی ہلکی روشنی میں ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔ اور ہماری نگاہیں اس وقت ایسی تھیں جیسی نہ کبھی تھیں نہ ہوں گی۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ گڈ کا چشمہ اس کی آنکھوں پر اب بھی لگا ہوا تھا۔ مجھے شبہ ہے کہ اس نے اسے کبھی اتارا بھی یا نہیں۔ نہ ہی اندھیرے میں نہ ہی تیز بہتے دریا میں نہ ہی ڈھلان پر لڑھکتے ہوئے وہ اس قابل ضرور رہا کہ اپنے چشمے کو بچا سکے۔

اب ہم کھڑے ہو گئے۔ یہ سوچ کر کہ زیادہ دیر بیٹھنے سے ہمارے پیر کہیں جم نہ جائیں۔ چنانچہ ہم ڈھلان پر تکلیف کے باوجود چڑھنے لگے۔ ایک گھنٹے بعد ہم وہاں پہنچ گئے جہاں زمین کا رنگ کچھ نیلگوں تھا۔ اس پر ہم گھاس اور جڑوں کی مدد سے چلتے رہے۔ لیکن اب مجھے اس بیگ کو پھینک دینے کا خیال نہیں آیا۔

......☆☆......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

اگنوسی کی دعوت

دس دن بعد ہم پھر لو کے اسی پرانے گھر میں قیام پذیر تھے۔اب ہم میں پہلے کے مقابلے میں کچھ تبدیلیاں ہو چکی تھیں۔میرے بال اب کچھ زیادہ ہی کھچڑی ہو گئے تھے۔جب ہم غار میں گئے تھے اس وقت اتنے زیادہ کھچڑی نہیں تھے۔اسی طرح گڈ بھی بالکل ویسا نہیں رہ گیا تھا جیسا کہ فولا تا کی موت سے پہلے تھا۔اس کی موت نے گڈ کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

میں کہنا یہ چاہ رہا ہوں کہ سلیمانؑ کے خزانے والے کمرے میں ہم دوبارہ نہیں جا سکے۔۴۸ گھنٹے آرام کے بعد جب ہماری طبیعت بحال ہو گئی تو ہم نے ایک سعی لا حاصل کی تا کہ اس سوراخ کو تلاش کریں جس سے ہم واپس نکلے تھے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔جیسے ہی ہم نے ابتدا کی بارش ہو گئی جس کے باعث وہ راستے جسے ہم نے استعمال کیا تھا اور امکان تھا کہ ان راستوں پر ہمارے کچھ نہ کچھ نشانات رہ گئے ہوتے وہ ختم ہو گئے۔

اس سے بھی زیادہ یہ کہ غار کی دیواروں پر چیونٹیوں کا راج تھا اور بے شمار سوراخ نمودار ہو چکے تھے چنانچہ یہ ممکن نہیں تھا کہ ہم غار کے اس منہ تک پہنچ سکیں جس سے باہر نکلے تھے اور ہماری جان بچی تھی۔

بالآخر ہم نے کبیدہ خاطر ہوتے ہوئے اس ارادے کو ترک کر دیا۔اگر چٹان کا وہ دروازہ جس سے ہم گاگول کے ہمراہ اندر گئے تھے وہ اچانک ہماری نظروں کے سامنے آ بھی جاتا تو شاید ہم اسے پار کرنے کی جرات نہ کرتے تا کہ خزانے میں پہنچ کر لاتعداد ہیروں تک پہنچ سکیں میں اب بھی چیخ رہا ہوں اس خیال پر کہ ہم نے اتنا بڑا خزانہ چھوڑ دیا۔بہت ہی بڑا خزانہ جو کہ شاید ہی دنیا

میں کہیں یکجا کیا گیا ہو۔اس سنگی دروازے کو ڈائنامیٹ ہی توڑ سکتا تھا۔

اس لئے ہم نے اسے چھوڑ دیا۔شاید کبھی کوئی ایسی صدی آئے جس کا کوئی شخص اس کنج میں پہنچ کر اسے کھولے اور ساری دنیا میں ہیروں کا سیلاب لے آئے لیکن اس سلسلے میں مجھے شبہ ہے کہ ایسا ہو سکے گا۔

مجھے بہرحال یہ یقین ہے کہ اربوں پونڈ کی قیمت کے جواہرات کا صندوق کبھی دنیا کی خوبصورتی میں اضافہ کا باعث نہیں بن سکے گا یہ سب کچھ اور فولا تا کی ہڈیاں دنیا کی ہر چیز کی خاتمے تک وہیں پڑی رہیں گی اور اس کے لیے کون کیا کہہ سکتا ہے؟

ہم سب نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور واپسی کی تیاریاں کرنے لگے اور دوسرے دن "لو" کا قصد کئے واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ابھی تک ہمیں اپنی ناکامی پر افسوس تھا اور قاری کو یاد ہو گا کہ میں نے حفظ ماتقدم کے طور پر ایک خیال کے آتے ہی اپنے شکاری کے کوٹ اور پینٹ کی جیبیں جواہرات سے بھر لی تھیں قبل اس کے کہ ہم اس قید خانے کو چھوڑ دیتے اور فولا تا کی باسکٹ بھی جس میں جیبوں کے مقابلے میں دگنے جواہرات سما گئے تھے۔ان جواہرات میں سے اچھی خاصی تعداد تو اس وقت ضائع ہو گئی جب ہم سرنگ سے نکلنے کے بعد لڑھک کر کہیں سے کہیں پہنچ گئے تھے جنہیں میں نے اپنے کوٹ کے سامنے کی جیبوں میں بھر رکھا تھا لیکن اگر موازنہ کریں تو بہت بڑی تعداد جن میں ۹۳ بڑے ہیرے تھے اور جو وزن میں دو سو سے ستر کیراٹ کے تھے وہ اب بھی بچے ہوئے تھے۔میرا پرانا شکاری کوٹ اور باسکٹ نے خزانے کا ایک قابل لحاظ حصہ محفوظ کر لیا تھا جس نے ہمیں امریکی مفہوم میں ارب پتی نہ سہی لیکن دنیا کے امیر لوگوں میں شامل کر دیا تھا اور یورپ میں تین بہترین جواہرات کے سیٹ بنا دیئے تھے۔چنانچہ یہ گھاٹے کا سودا نہیں رہا۔

جب ہم واپس "لو" پہنچے تو اگنوسی نے بڑا پرتپاک استقبال کیا۔اس نے ہماری عجیب و غریب کہانی کو بڑی دلچسپی سے سنا لیکن جب ہم نے گاگول کے خوفناک حشر کا ذکر کیا تو وہ کسی سنجیدہ سوچ میں گم ہو گیا۔

"یہاں آؤ۔" اس نے اپنے ایک بوڑھے کونسلر کو جو دوسرے لوگوں کے ساتھ ایک دائرے کی شکل میں بیٹھا ہوا تھا بلایا۔بوڑھا شخص کھڑا ہو گیا۔قریب آ کر سلیوٹ کیا اور بیٹھ گیا۔

تمہاری عمر کیا ہے؟ اگنوسی نے پوچھا۔

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

اے۔ میرے آقا۔ میرے بادشاہ۔ تمہارے باپ کے باپ اور میری پیدائش ایک ہی دن ہوئی تھی۔

مجھے یہ بتاؤ کہ جب چھوٹے تھے تو کیا تم گاگول کو جانتے تھے؟

اے میرے آقا اور بادشاہ! کیا مطلب

اس وقت وہ کتنی بڑی تھی۔ جوان میری طرح؟

ایسی نہیں میرے آقا اور بادشاہ! وہ تو اس وقت بھی ایسی تھی جیسی اب ہے بلکہ وہ میرے پر دادا کے زمانے میں بھی ایسی ہی بوڑھی، سوکھی ہوئی، اور گھناؤنی تھی اور پوری پوری بدقماش۔

اب وہ زندہ نہیں ہے بلکہ مر چکی ہے۔

اچھا......او بادشاہ! پھر تو ملک کی ایک بڑی گالی ختم ہوگئی۔

اچھا جاؤ۔

کوم۔ میں جانتا ہوں کالے کتے۔ جس نے بوڑھے کتے کا گلا کاٹ دیا۔ کوم

میرے بھائیو۔ تم نے دیکھا۔ تم نے دیکھا۔ اگنوسی نے کہا۔ یہ ایک عجیب عورت تھی اور میں خوش ہوں کہ وہ مرگئی۔ وہ تم لوگوں کو اندھیرے میں لے جا کر مار دیتی اور اس کے بعد شاید کوئی راستہ نکال کر مجھے قتل کر دیتی جیسے کہ اس نے میرے والد کو مارنے کا راستہ نکال لیا اور توالا کو اس کی جگہ لے آئی جس سے اس کا سیاہ قلب محبت کرتا تھا۔ اچھا اب کہانی سناؤ۔ یقیناً اس جیسی کوئی اور نہیں ہوگی۔

اس کے بعد میں نے غار سے اپنے نکلنے کی داستان سنائی جیسا کہ ہم سب نے اتفاق کیا تھا کہ داستان کو مجھے سنانا ہے۔ میں نے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اگنوسی کو مخاطب کیا اور کوکو نالینڈ سے اپنی واپسی کا ذکر کیا۔

اور اب، اگنوسی، میں نے کہا۔ وقت آ پہنچا ہے کہ تم لوگوں کو خدا حافظ کہوں اور اپنی سرزمین پر ایک بار پھر قدم رکھوں۔ دیکھو اگنوسی، تم ہمارے ساتھ ایک خادم کی حیثیت سے یہاں آئے تھے اور اب ایک عظیم بادشاہ ہو۔ اگر تم ہمارے احسان مند ہو تو ان وعدوں کو یاد کرو حکومت کرتے ہوئے انصاف کا دامن پکڑے رہو۔ قانون کا احترام کرو اور کسی کو سزائے موت نہ دو جب تک کہ کوئی خاص وجہ نہ ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو تم پھولو پھلو گے۔ کل اگنوسی تم ہمیں کچھ محافظ فراہم کرو گے جو ہمیں پہاڑوں کو عبور کرائے گا۔ کیا یہ ممکن ہے او بادشاہ؟

اگنوسی نے اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے کو تھوڑی دیر چھپائے رکھا پھر جواب دیا۔

میرا دل رو رہا ہے۔ تمہارے الفاظ نے میرا دل دو ٹکڑوں میں کر دیا۔ میں نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے انکیوبا، میکوزہم اور بگوان جو تم لوگ مجھے اکیلا چھوڑ کے جا رہے ہو۔ تم لوگ جو ہمیشہ میرے ساتھ کھڑے رہے جب میں دشمن کے مد مقابل تھا اس وقت اور جب میں جنگ کر رہا تھا اس وقت بھی اب جب کہ زمانہ امن ہے تو تم لوگ مجھے چھوڑ رہے ہو۔ اگر تمہیں بیویاں چاہئیں تو ان باکرہ لڑکیوں میں سے چن لو۔ اگر رہنے کے لیے گھر چاہئے تو یاد رکھو یہ زمین جہاں تک تم دیکھ سکتے ہو تمہاری ہے۔ سفید فام لوگوں کے مکانات۔ تم ہمارے آدمیوں کو سکھاؤ کہ یہ کس طرح بنتے ہیں۔ گوشت اور دودھ کے لیے مویشی۔ ہر شادی شدہ آدمی تمہارے لئے ایک بیل یا گائے لائے گا۔ جنگل کا شکار موجود ہے۔ کیا ہمارے جنگل میں ہاتھی نہیں چلتے، اور دریائی گھوڑے سرکنڈوں میں نہیں سوتے۔ اگر تم جنگ کرنا چاہو گے تو میرے سپاہی تمہارے اشارہ آبرو کا انتظار کر رہے ہونگے۔ اس سے زیادہ اگر میں تمہیں کچھ دے سکا تو وہ بھی دوں گا۔

نہیں اگنوسی۔ ہم یہ سب چیزیں نہیں چاہتے۔ میں نے جواب دیا۔ ہم اپنے وطن جائیں گے۔

تو کیا میں یہ سمجھوں......اگنوسی نے ناراضگی سے کہا۔ کہ تمہیں چمک دار پتھروں سے زیادہ پیار ہے بہ نسبت مجھ سے جو تمہارا دوست ہے۔

میں نے اپنا ہاتھ اس کے بازو پر رکھا۔ اگنوسی۔ میں نے کہا مجھے بتاؤ جب تم زولولینڈ میں سفید فاموں کے ساتھ نٹال میں رہتے تھے تو کیا تمہارا دل اپنے وطن کو دیکھنے کا نہیں چاہا جسے تمہاری ماں نے تمہیں بتایا کہ تمہاری جنم بھومی کہاں ہے جہاں تم نے روشنی تک نہیں دیکھی اور نہ ہی کھیلے کیونکہ بہت چھوٹے تھے لیکن وہ زمین جہاں تمہارا گھر تھا۔

ہاں بات تو یہی تھی میکوزہم۔

اسی طرح اگنوسی ہمارا دل بھی اپنی زمین اور اپنے گھر کے لئے مچل رہا ہے۔

اس کے بعد خاموشی چھا گئی۔ جب اگنوسی نے خاموشی توڑی تو اس کی آواز بدلی ہوئی تھی۔

میں اب سمجھ گیا۔ ہمیشہ کی طرح اس وقت بھی تمہارے الفاظ سچے اور صحیح ہیں جس میں دلیل ہے میکوزہم، ٹھیک ہے۔ تمہیں جانا چاہیے۔ تم جاؤ اور میرے دل کو دکھنے دو کیونکہ تم میرے لیے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

مر چکے ہو اور اب تم میرے پاس نہیں آسکو گے۔

لیکن سنو اور اپنے بھائیوں کو بتادو۔ کہ کوئی دوسرا سفید فام پہاڑوں کو عبور نہیں کرسکتا چاہے وہ یہاں آنے کے لیے ہی زندہ کیوں نہ ہو۔ میں کسی تاجر کو بندوق اور جال کے ساتھ یہاں آنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ میرے عوام اپنے نیزوں سے لڑیں گے اور پانی پئیں گے جیسا کہ ان کے آباؤ اجداد کیا کرتے تھے۔ کوئی بھی چمکدار پتھروں کی تمنا نہیں کرے گا۔ اگر اس کے لئے کوئی آرمی آئی تو میں اپنی رجمنٹ بھیج کر اس غار کو پتھروں سے بھر دوں گا اور جو کچھ غار میں موجود ہے اسے نیست و نابود کردوں گا اس کے تمام راستے بڑی بڑی چٹانوں سے بند کرادوں گا۔ تاکہ کوئی بشر وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ اس دروازے تک جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ وہ راستہ جس طرف سے تم گئے تھے وہ ختم کردیا جائیگا لیکن تم تینوں انکوبا، میکوزہم اور بوگوان کے لئے عام راستے ہر وقت کھلے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو تم لوگ مجھے دنیا میں سب سے زیادہ پیارے ہو۔

چنانچہ تم لوگ جاؤ۔ انفاڈوس میرا چچا اور میرا انڈیونا تمہارا ہاتھ پکڑ کر تمہاری راہنمائی کریگا اس کے ساتھ ایک رجمنٹ بھی ہوگی۔ مجھے پتا چلا ہے کہ ایک اور راستہ پہاڑوں سے جاتا ہے جسے یہ لوگ تمہیں دکھائیں گے۔ خدا حافظ میرے بھائیو۔ بہادر سفید فام لوگو۔

جاؤ۔ اب چلے جاؤ قبل اس کے کہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگیں جیسے عورتوں کی آنکھوں سے بہتی ہیں۔ کبھی جب تم لوگ بوڑھے ہو جاؤ گے تو یہ ضرور یاد آئیگا کہ تم لوگوں نے کس طرح میرے شانہ بہ شانہ جنگ میں حصہ لیا تھا۔ اس جنگ کی پلاننگ کی تھی میکوزہم اور کس طرح جنگلی بیل توالا کے طاقت کے گھمنڈ کو توڑا تھا اور اس کے غرور کو مٹی میں ملایا تھا۔ خدا حافظ، تم سب کو انکوبا، میکوزہم اور بوگوان میرے آقا اور میرے دوست۔

انگنوسی کھڑا ہو گیا اور تھوڑی دیر تک ہمیں لاچارگی سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے اپنی عبا کا کونہ اپنے سر پر ڈال دیا تاکہ وہ اپنے چہرے کو ہم سے چھپا سکے۔

ہم سب انتہائی خاموشی سے ہٹ گئے۔

دوسرے دن صبح ہم نے "لو" چھوڑ دیا۔ ہمارے ساتھ انفاڈوس تھا جس کا دل ہماری جدائی سے پارہ پارہ ہو رہا تھا اور ایک رجمنٹ، بفیلو رجمنٹ ساتھ تھی۔ ابھی صبح کا ابتدائی گھنٹہ تھا لیکن ہم نے دیکھا کہ تمام اسٹریٹ ہزاروں لوگوں سے بھری تھی جو سڑک کے کنارے قطاروں میں کھڑے ہمیں شاہی سلامی پیش کررہے تھے۔ عورتیں بھی ہماری مشکور تھیں کہ ہم نے ان کے ملک کو توالا

جیسے شخص سے آزاد کرایا۔ وہ ہم پر پھولوں کی بارش کررہی تھیں۔

ایک مضحکہ خیز واقعہ ضرور ہوا جسے ہم نے خوش آمدید کہا اس لیے کہ اس سے ہمیں ہنسنے کا موقع مل گیا۔

ابھی ہم ٹاؤن کی آخری حد تک پہنچے ہی تھے ایک انتہائی خوب صورت جوان لڑکی جس کے ہاتھوں میں چند سوسن کے پھول تھے دوڑتی ہوئی آگے آئی اور گڈ کو پیش کردیا۔ ویسے گڈ کو تو سب ہی پسند کرتے تھے۔ میرے خیال سے اس کے چشمے اور اس کی تنہائی میں خاموش رہنے کی عادت نے اس کی قدر و قیمت کو بڑھا دیا تھا۔ پھول پیش کرنے کے بعد اس نے کہا کہ میں ایک درخواست کرنا چاہتی ہوں۔

بتاؤ کیا بات ہے۔ گڈ نے جواب دیا۔

کیا میرے آقا اپنی خادمہ کو اپنے خوبصورت پیر دکھانا پسند فرمائیں گے؟ تاکہ تمہاری خادمہ اسے دیکھ کر زندگی بھر یاد کرے اور اپنے بچوں کو بتائے۔ یہ خادمہ چار دن کے سفر کے بعد یہاں پہنچی ہے۔ تمہارے پیروں کی خوبصورتی کے چرچے پورے ملک میں ہیں۔

اگر میں نے اپنے پیر دکھائے تو میں پھانسی پر چڑھا دیا جاؤں گا گڈ نے پر جوش انداز میں جواب دیا۔

آؤ۔ آؤ۔ میرے پیارے ساتھی تم ایک خاتون کو منع نہیں کرسکتے۔ سر ہنری نے کہا۔

میں نہیں دکھاؤں گا۔ گڈ نے مایوسی سے کہا۔ یہ یقیناً کوئی اچھا عمل نہیں ہے۔

بہرحال گڈ نے مشورے کے بعد اپنی پینٹ کو گھٹنوں تک اٹھا دیا اور تمام موجود خواتین دیکھ کر خوش ہو گئیں بطور خاص وہ خوبصورت جوان لڑکی جو چار دن کی مسافت کے بعد یہاں صرف گڈ کے خوبصورت پیروں کو دیکھنے آئی تھی۔

مجھے خدشہ ہے کہ اب گڈ کے پیر دوبارہ اتنی اہمیت اختیار نہیں کرسکیں گے۔ اس کے دانت جو اندر اور باہر ہو جانے کی صلاحیت رکھتے تھے، اس کی ٹرانسپیرنٹ آنکھیں تو شاید بھلادی جائیں لیکن اس کے پیر کبھی بھلائے نہیں جاسکیں گے۔

جس نے کوکونا لینڈ کو صحرا سے جدا کر رکھا تھا صحرا کی ریت ہمارے قدموں کے نیچے تھی۔ اس کا شیبا پہاڑ سے فاصلہ کوئی 25 میل ہوگا۔

ہم لوگ آرام سے سفر کرتے ہوئے چوتھے روز رات میں اس بلندی پر پہنچے جس نے کوکونا

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

لینڈ کو صحرا سے جدا کر رکھا تھا۔ صحرا کی ریت ہمارے قدموں کے نیچے تھی۔ اس کاشیا پہاڑ سے فاصلہ کوئی 25 میل کے قریب ہوگا۔

دوسرے دن صبح ہم لوگ ایک بڑی عمودی چٹان کے قریب پہنچے جس سے ہمیں نیچے اترنا تھا جہاں دو ہزار فٹ نیچے سطح مرتفع تھی۔

یہ وہ مقام تھا جہاں ہمیں اپنے حقیقی دوست انفاڈوس کو خدا حافظ کہنا تھا جس نے ہماری ہر گام پر پوری پوری مدد کی تھی اور اب جدائی کے صدمے سے دوچار تھا اور اس کی آنکھیں نم تھیں۔

میرے آقا۔ کیا میری بوڑھی نگاہیں آئندہ تم لوگوں جیسا کوئی اور دیکھ سکیں گی۔ کبھی نہیں...... آہ انکوبا نے اپنے دشمن پر کس طرح وار کر کے ختم کیا تھا۔

آہ۔ وہ لمحہ اور وہ منظر جب اس نے میرے بھائی ٹوالا کا سر قلم کیا تھا۔ وہ منظر کتنا خوبصورت تھا۔ مجھے قطعی امید نہیں ہے کہ میں ایسا منظر پھر کبھی دیکھ سکوں گا، سوائے اس کے کہ کبھی اتفاقاً خواب میں دیکھ لوں۔

ہم اس کی باتیں سن کر خیالات میں گم ہو گئے۔ گڈ بے شک آگے بڑھا اور اسے ایک تحفہ دیا۔ یہ تحفہ ایک چشمہ تھا۔ بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ یہ چشمہ اس کے پاس اسپئر تھا۔ انفاڈوس یہ تحفہ پا کر بے حد مسرور ہوا اور غالباً یہ سوچنے لگا کہ اس قسم کی چیز اس کی عزت اور قدر و منزلت میں اضافہ کا باعث ہوگی۔ اس نے چشمے کو اپنی آنکھوں پر لگانے کی کوشش بھی کی۔ اور چند بار کی کوششوں سے اس نے اسے اپنی آنکھوں پر لگا لیا۔ جب بوڑھے جنگجو نے چشمہ لگا کر دیکھا تو وہ عجیب سا لگا۔ دراصل چیتے کی رنگت کی جلد اور کالے پروں کی سر پر سجاوٹ کے ساتھ چشمہ صحیح نہیں لگ رہا تھا۔

پھر یہ دیکھنے کے بعد کہ ہمارے گائڈ کے پاس وافر مقدار میں پانی اور دیگر اشیاء ہیں، بفیلو رجمنٹ نے پرشور سلیوٹ کیا اور ہم نے انفاڈوس کو ہاتھ ہلا کر خدا حافظ کہا، پھر عظیم چٹان کی چوٹی سے نیچے اترنا شروع کر دیا۔ یہ مرحلہ سخت تکلیف دہ تھا۔ لیکن پھر بھی شام تک ہم بغیر کسی حادثے کے نیچے پہنچ گئے۔

کیا تم جانتے ہو۔ سر ہنری نے رات میں جب ہم آگ جلائے بیٹھے تھے اور پہاڑ کی چوٹی ہمارے سروں پر تھی کہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کوکونا لینڈ سے بھی زیادہ خراب جگہیں ہیں۔ اور یہ

کہ پچھلے چند مہینوں میں جانے کتنے ناخوشگوار مواقع آئے، لیکن یہاں گزارے ہوئے لمحات بالکل مختلف تھے تم لوگ سمجھ گئے۔

میں نے تو کئی بار ارادہ کیا کہ ہم واپس چلے جائیں۔ گڈ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

میرا جہاں تک تعلق ہے۔ میں نے بتایا کہ اگر اختتام اچھا ہو تو سب کچھ اچھا ہے۔ لیکن اتنی طویل زندگی میں بے شمار دفعہ ڈر، خوف اور اندیشوں سے سابقہ پڑا، لیکن موجودہ حالات میں جو کچھ ہوا وہ سب سے الگ، سب سے نرالا تھا۔

میں جنگ کے لمحات اب بھی یاد کر کے جسم میں سردی کی لہر محسوس کرتا ہوں اور اسی طرح ہمارے تجربات جو ہم نے خزانے کے کمرے میں حاصل کئے اور جس خوف سے گزرے وہ جسم کے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لیے کافی ہیں۔

دوسری صبح ہم نے اپنا سفر دوبارہ شروع کیا تا کہ صحرا کو عبور کر سکیں۔ ہمارے پاس پانی کی کافی مقدار موجود تھی جو ہمارے ساتھ چلنے والے پانچ گائڈ اٹھائے ہوئے تھے۔ اور اسی رات ایک کھلی جگہ کیمپ لگایا۔

تیسرے دن کے سفر کے بعد دوپہر کو ہمیں ایک نخلستان نظر آیا، جس کے متعلق گائڈ نے بتایا تھا اور ایک گھنٹے کے اندر ہی اندر ہم گھاس پر چہل قدمی کر رہے تھے اور بہتے ہوئے پانی کی آواز سن رہے تھے۔

......☆☆......

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

سرہنری کی اپنے بھائی جارج سے ملاقات

اب ہمیں ایک عجیب واقعہ پیش آیا جو شاید پورے سفر میں ہونے والے عجیب و غریب واقعات میں ممتاز ہوگا۔ اور جس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بعض اوقات کیسی کیسی چیزیں مل جایا کرتی ہیں۔

میں خاموشی سے اپنے دونوں ساتھیوں کے آگے چہل قدمی کرتا چل رہا تھا۔ ہم لوگ اس دریا کے کنارے چل رہے تھے جو نخلستان سے بہتا ہوا بھو کے صحرا میں غائب ہوتا جا رہا تھا۔

میں یکایک رک گیا اور اپنی آنکھیں ملیں۔ مجھ سے بیس گز کے فاصلے پر ایک خوشنما حصہ زمین پر اور انجیر کے درخت کے نیچے اور دریا کی جانب رخ کئے ایک جھونپڑی بنی ہوئی تھی جو قریب قریب کافروں کے سے انداز سے بنائی گئی تھی، جس میں گھاس اور گارے کو استعمال کیا گیا تھا، لیکن اس کا دروازہ بڑا تھا، بجائے اس کے کہ ایک چھوٹی سی کھڑکی جو کافر رکھا کرتے تھے۔

یہ کیا؟ میں نے خود سے کہا۔ یہاں یہ جھونپڑی کیا کر رہی ہے۔ میں نے یہ کہا ہی تھا کہ دروازہ کھل گیا اور اس میں سے ایک شخص نکلا، سفید فام شخص۔ اس کا لباس چست اور کالی داڑھی تھی۔ مجھے ایسا لگا جیسے میں نے سورج کو چھولیا ہو۔ یہ ممکن نہیں ہے کوئی شکاری اس مقام تک کبھی نہیں آتا۔ یقینی طور پر کوئی شکاری یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔

میں اسے دیکھتا رہا۔ دیکھتا رہا اور اس شخص نے بھی یہی کیا۔ اس وقت تک سرہنری اور گڈ آگے آ گئے۔

ساتھیو ادھر دیکھو۔ میں نے کہا۔ کیا وہ ایک سفید فام ہے یا میں پاگل ہو چکا ہوں؟

سرہنری نے دیکھا اور گڈ نے بھی دیکھا۔ اور پھر یکایک سفید فام شخص نے جس کی داڑھی کالی

تھی ایک چیخ ماری اور دوڑتا ہوا ہماری طرف آیا۔ جب وہ قریب پہنچا تو وہ گر کر بے ہوش ہو گیا۔

سرہنری بھی انتہائی پھرتی سے اس کے برابر پہنچ گئے۔

یا خدا۔ وہ چیخا۔ یہ تو میرا بھائی جارج ہے۔

جب یہ آوازیں سنیں تو ہٹ میں موجود دوسرا شخص ہاتھ میں بندوق لئے دوڑتا ہوا ہماری طرف آیا اور مجھے دیکھتے ہی اس کے منہ سے بھی چیخ نکل گئی۔

میکوزہم۔ اس نے مخاطب کیا۔ تم مجھے نہیں جانتے باس۔ میں جم شکاری ہوں۔ تم نے جو مجھے باس کو دینے کے لیے تحریر دی تھی وہ کہیں کھو گئی اور ہم قریب قریب دو سال سے یہاں ہیں۔ اور وہ میرے قدموں پر گر گیا اور لڑھکتے ہوئے خوشی سے رونے لگا۔

تم لاپرواہ بدمعاش۔ میں نے کہا۔

اس دوران کالی داڑھی والے شخص کی حالت کچھ سنبھلی وہ اٹھا اور سرہنری سے لپٹ گیا اور بظاہر خاموش تھوڑی دیر تک اسی طرح بغلگیر رہا۔ لیکن ماضی میں ان دونوں بھائیوں میں جو تو تو میں میں ہوئی تھی اس کی وجہ ایک خاتون تھی یہ میرا گمان تھا۔ میں نے کبھی اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کی تھی۔ اب ایسا لگ رہا تھا کہ وہ قصہ پارینہ ہو گیا تھا۔

میرے پیارے بھائی۔ سرہنری نے سکوت توڑا۔ میں سمجھا کہ تم مر چکے ہو۔ میں وہاں کوہ سلیمان تک تمہیں تلاش کرنے گیا تھا۔ میری تمام امیدیں دم توڑ چکی تھیں کہ میں اب دوبارہ تمہیں نہیں دیکھ سکوں گا۔ اور اب جب کہ میں واپس اس صحرا میں پہنچا تو تم مجھے مل گئے۔

میں نے دو سال پہلے پہاڑ کو عبور کرنے کی کوشش کی۔ یہ اس کا جواب تھا۔ لیکن میں جب یہاں پہنچا تو ایک چٹان کا ٹکڑا مجھ پر گر پڑا۔ اور میری ٹانگ ٹوٹ گئی۔ پھر میں اس قابل نہ رہ گیا کہ آگے جا سکوں یا واپس پیچھے۔

پھر میں نے یہاں کیمپ قائم کر لیا۔ تم کیسے ہو مسٹر نویل۔ میں نے پوچھا۔ کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟

کیوں نہیں...... کیا تم شکاری کوارٹر مین نہیں ہو اور ہاں گڈ بھی۔ ایک منٹ ٹھہرو۔ ساتھیو......

مجھے پھر چکر آ رہا ہے۔ یہ غیر یقینی لمحات تھے اور جب ایک شخص کی امیدیں ختم ہو جائیں اور اس طرح کے واقعات پیش آ جائیں تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔

اس شام جب ہم کیمپ کے سامنے آگ روشن کئے بیٹھے ہوئے تھے جارج نے ہمیں اپنی کہانی سنائی۔ جس میں بہت سے ایسے واقعات اور لمحات آئے جیسے کہ ہمارے ساتھ پیش آئے

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

تھے۔ مختصراً اس نے یہ بتایا کہ۔ دو سال سے کچھ کم قبل اس نے اپنا سفر کرال سے شروع کیا۔ اس کی کوشش تھی کہ وہ سلیمان برگ پہنچ جائے۔ اور جہاں تک میرے تحریری نوٹ کا تعلق ہے جو میں نے جم کے ذریعے بھیجا تھا، وہ اس مردِ شریف نے گم کر دیا۔ اور اس نے آج سے پہلے اس کے متعلق کبھی کچھ نہ سنا۔ ان اطلاعات جو اسے مقامی لوگوں سے ملیں اس پر عمل کرتے ہوئے وہ شیبا پہاڑ کی طرف جانے کی بجائے اس راستے سے آ گیا جدھر سے ہم لوگ ابھی ابھی آ رہے تھے۔ یہ روٹ یقیناً بہت اچھا تھا جب کہ سلوسٹرا کا بنایا ہوا نقشہ اور روٹ دشوار گزار تھا۔ صحرا میں اس نے اور جم نے بہت تکلیفیں اٹھائیں، لیکن بالآخر وہ اس نخلستان میں پہنچ گئے۔ جہاں جارج کرٹس کو ایک خطرناک حادثہ پیش آ گیا۔ جس دن وہ لوگ یہاں پہنچے دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور جم ایک چھتے سے شہد نکال رہا تھا۔ یہ چھتہ ایک ایسی شہد کی مکھی کا تھا جس کے ڈنک نہیں ہوتے اور یہاں صحرا میں زیادہ تر یہی مکھیاں چھتہ لگاتی ہیں۔ وہ چھتہ اس کے سر کے اوپر ایک بڑے پہاڑی تودے پر واقع تھا جو کہ جارج کے پیروں پر گر پڑا اور بری طرح نقصان پہنچایا۔ اس دن سے وہ لنگڑا ہو گیا اور اس کی یہ کیفیت ہو گئی کہ وہ نہ آگے جا سکتا تھا اور نہ واپس پیچھے۔ پھر اس نے سوچا کہ صحرا میں مرنے سے بہتر ہے کہ وہ اس نخلستان میں رہ کر مر جائے۔

جہاں تک کھانے کا سوال ہے وہ ان کے پاس وافر مقدار میں تھا۔ اور ان کے پاس ایمونیشن بھی بہت تھا اور یہ کہ یہ نخلستان شکار سے بھرپور تھا خصوصی طور سے رات کے وقت جو کہ شاید پانی کے لیے نکل کر آتے تھے۔ انہیں یہ شکار کرتے یا پھر جال سے پکڑ لیتے اور چارے کے طور پر شکار کا گوشت استعمال کرتے۔ جب ان کے کپڑے پھٹ گئے تو انہوں نے جانوروں کی کھال پہننی شروع کر دی۔

اس طرح جارج کرٹس نے اپنی کہانی ختم کی۔ ہم تقریباً دو سال یہاں رہے۔ دوسرے رابنسن کروسو کی طرح جس کے ساتھ اس کا خادم فرائیڈے تھا۔ ہمیں امید تھی کہ کوئی مقامی کسی دن یہاں آ کر ہماری مدد کریگا۔ ابھی پچھلی رات ہم نے فیصلہ کیا کہ جم مجھے اکیلا چھوڑ کر سیٹنڈا کرال پہنچنے کی کوشش کرے تاکہ وہاں سے مدد لے سکے۔ اسے اب کل ہی جانا تھا اور مجھے قطعی امید نہیں تھی کہ میں اسے دوبارہ دیکھ سکوں گا۔ اور اب تم لوگ جو شاید مجھے بہت پہلے بھول چکے تھے اور آرام سے پرانے انگلینڈ میں رہ رہے تھے، اچانک یہاں پہنچ گئے اور مجھ سے ملاقات ہو گئی۔ یہاں ملاقات کا ذرا سا بھی امکان نہیں تھا۔ یہ ایک عجیب و غریب داستان تھی جو میں نے اس سے

پہلے نہیں سنی تھی۔

پھر سر ہنری نے اپنے ایڈونچر کے خاص خاص حصے دیر تک جاگ کر سنائے۔

اوہ خدا جارج کرٹس نے کہا۔ جب ہم نے اسے ہیرے دکھائے۔ چلیں ٹھیک ہے تم لوگوں نے کم از کم اپنی تکلیفوں کے عوض کچھ حاصل تو کر لیا، جب کہ میں کچھ نہ کر سکا۔

سر ہنری نے قہقہہ لگایا۔ یہ تمام ہیرے جواہرات وغیرہ کوارٹرمین اور گڈ کے ہیں۔ یہ ہماری شرائط کا ایک حصہ تھا کہ وہاں سے جو کچھ ملیگا وہ ان دونوں کا ہوگا۔

اس بات نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا اور پھر گڈ سے مشورے کے بعد میں نے سر ہنری سے کہا کہ یہ ہم دونوں کی مشترکہ خواہش ہے کہ تم ہیروں کا تیسرا حصہ قبول کر لو۔ اگر وہ نہ لیگا تو پھر اس کا حصہ جارج کرٹس کو دے دیا جائیگا۔ جس نے اسے حاصل کرنے کے لیے ہم سے زیادہ تکلیفیں برداشت کی تھیں۔ کچھ دیر تک ہم اس بات کو سمجھاتے رہے، جب کہ جارج کو ہماری باتوں کا تھوڑی دیر تک کوئی علم نہیں تھا۔

☆......☆......☆

اس مقام پر پہنچ کر میرا خیال ہے کہ میں اپنی کہانی ختم کر دوں۔ ہمارا باقی سفر نخلستان سے سیٹنڈا کرال تک سخت تکلیف دہ رہا، خاص طور سے جارج کرٹس کو سہارا دینے کی وجہ سے جس کا دایاں پیر واقعتاً بہت کمزور ہو چکا تھا۔ لیکن ہم اسے کامیابی سے اپنے ساتھ لیے کرال پہنچ گئے۔

سیٹنڈا کرال پہنچنے کے چھ ماہ بعد جہاں ہم نے اپنی بندوقیں واپس پالیں جو مکمل طور پر محفوظ تھیں، حالانکہ مال خانے کے بوڑھے انچارج کو ہمارے زندہ سلامت واپس آ جانے پر سخت تعجب تھا اور اپنی بندوقوں کو واپس لے لینے پر افسوس ہے۔ اس وقت میں ڈربن کے قریب بیریا میں اپنے چھوٹے سے مکان میں موجود ہوں اور وہیں یہ کہانی تحریر کر رہا ہوں۔ یہیں میں نے اپنے تمام ساتھیوں کو الوداع کہا، جو شروع سے آخر تک میرے ساتھ رہے اور عجیب و غریب واقعات کا تجربہ کیا۔

(نوٹ) میں نے جیسے ہی آخری لفظ لکھا ایک کافر اورنج ٹری سے گھرے میرے گھر پر آیا اور سر ہنری کا ایک خط میرے حوالے کیا، جسے انہوں نے ڈاک کے ذریعے بھیجا تھا۔ وہ خط مکمل اور پورا ہے آپ خود پڑھ لیں۔

یکم اکتوبر 1880

www.pdfbooksfree.pk

Courtesy of www.pdfbooksfree.pk

بارلے ہال۔یارک شائر

مائی ڈیئر کوارٹر مین۔

چند دن قبل میں نے تمہیں ایک لائن کا ایک خط بھیجا تھا کہ ہم لوگ یہاں لندن پہنچ چکے ہیں۔ہم لوگوں نے ساؤتھ ایمپٹن سے بوٹ پکڑی اور اپنے ٹاؤن پہنچ گئے۔دوسرے دن گڈ نے نفیس شیو کیا فراک کوٹ پہنا جس کی فٹنگ ایسی تھی جیسے دستانے کی ہوتی ہے۔ایک نیا آئی گلاس لگایا وغیرہ وغیرہ۔میں واک کرنے کی غرض سے پارک میں گیا، جہاں میری ملاقات کچھ لوگوں سے ہوئی، جنہیں میں جانتا تھا۔میں نے انہیں گڈ کے خوبصورت سفید ہیروں کی کہانی سنائی۔

گڈ سخت برہم ہے،اس لیے کہ اس کہانی کو ایک شخص نے مقامی اخبار میں شائع کر دیا۔

اب اصل معاملے کو سنو۔گڈ اور ہم ہیروں کو لیکر مارکیٹ گئے تاکہ اس کی قیمت معلوم کی جاسکے۔انہوں نے جو کچھ کہا وہ بتاتے ہوئے مجھے تردد ہو رہا ہے۔وہ کہنے لگے یہ تو کافی بڑے ہیں۔انہوں نے یہ بھی کہا کہ انکا اندازہ ہے کہ ایسے پتھر ان کی معلومات کے مطابق کبھی مارکیٹ میں نہیں آئے اور اتنی بڑی تعداد میں ایسا لگتا ہے(چند بہت بڑوں کو چھوڑ کر) کہ وہ بہت ہی نفیس اور آبدار ہیں اور برازیل کے پتھروں سے بھی اچھے ہیں۔میں نے ان سے پوچھا کیا وہ اسے خریدیں گے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے وسائل ایسے نہیں ہیں کہ ہم ان قیمتی پتھروں کی قیمت چکا سکیں۔انہوں نے بہرحال تجویز پیش کی کہ ہم انہیں حصوں میں بیچیں اور ایک سال کی مدت میں۔شاید انہیں خدشہ تھا کہ کہیں مارکیٹ میں ہیروں کا سیلاب نہ آجائے۔بہرحال انہوں نے ایک قلیل حصے کی قیمت ایک سو اسی (180) ہزار پاؤنڈ لگائی ہے۔

کوارٹر مین تم گھر آجاؤ تو بہتر ہے تاکہ اپنے تحفے کی جو تیسرا حصہ تھا اور جو میرا نہیں، بلکہ میرے بھائی جارج کا ہے۔اس کی قدر و قیمت دیکھو۔جہاں تک گڈ کا تعلق ہے وہ اچھا نہیں ہے۔اس کا زیادہ تر وقت شیو کرنے اور خود کو سجانے بنانے پر خرچ ہوتا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ وہ فولاٹا اور اپنی قسمت کے شکنجے میں ابھی تک پھنسا ہوا ہے۔اس نے مجھے بتایا کہ جب سے واپس آیا ہے اس نے کسی عورت کو نہیں چھوا۔

میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پرانے ساتھی واپس آجاؤ اور یہیں کہیں قریب میں ایک گھر خرید لو۔تم نے اپنی زندگی کے تمام کام کر لیے ہیں اور تمہارے پاس بے شمار دولت ہے۔یہاں ایک جگہ بالکل قریب برائے فروخت موجود ہے، جسے تم پسند کرو گے۔آؤ۔اور جتنی جلدی آ و اتنا

بہتر ہے۔تم ہمارے سنسنی خیز سفر کی کہانی شپ پر تکمیل کر لینا۔ہم نے کسی کو کہانی سنانے سے منع کر دیا ہے۔جب تک کہ تم اس کی تکمیل نہ کر لو۔مجھے خوف ہے کہ اس کہانی پر کوئی یقین نہیں کریگا۔ اگر تم یہ خط ملتے ہی رخت سفر باندھ لو تو کرسمس تک یہاں پہنچ جاؤ گے۔اور یہ طے ہے کہ تم فوری طور پر میرے ساتھ ٹھہرو گے۔یہاں گڈ اور جارج ہے اور سب سے بڑھ کر تمہارا بیٹا ہیری (یہ تمہارے لئے رشوت ہے) میں نے اسے ایک ہفتہ تک اپنے ساتھ شکار پر رکھا اور پسند کیا۔

وہ ایک ٹھنڈا جوان ہاتھ ہے۔اس نے میرے پاؤں میں گولی مار دی۔پھر چیر پھاڑ کر گولی نکالی اور پھر شکاری پارٹی کے ساتھ ایک میڈیکل اسٹوڈنٹ کے ہونے کی توجیہہ بیان کی۔

خدا حافظ اولڈ بوائے۔میں مزید کچھ نہیں کہہ سکتا۔لیکن مجھے یقین ہے کہ تم ضرور آؤ گے، مجھے احسان مند کرنے کے لیے۔

تمہارا مخلص دوست

ہنری کرٹس

(نوٹ) اس ہاتھی کے دانت جس نے غریب خیوا کو مارا تھا وہ اس وقت ہال میں رکھا ہوا ہے۔یہ یقیناً لاجواب ہے۔اور وہ کلہاڑی جس سے میں نے ٹوالا کا سرتن سے جدا کیا تھا وہ میری رائٹنگ ٹیبل کے اوپر لٹک رہی ہے۔کاش کہ ہم نے چین آرمر کوٹ (زرہ) لانے کا انتظام کیا ہوتا۔غریب فولاٹا کی باسکٹ کو ضائع نہ کرنا جس میں تم ہیرے لائے تھے۔

ایچ۔سی

آج منگل ہے۔جمعہ کو ایک اسٹیمر جا رہا ہے اور میں سچ مچ سوچتا ہوں کہ کرٹس کے کہنے پر عمل کروں۔اور انگلینڈ چلا جاؤں اور صرف اس لئے کہ ہیری تمہیں دیکھ سکوں میرے بچے۔اور اس تاریخ کی اشاعت پر نظر رکھ سکوں۔یہ وہ کام ہے جس کے لئے میں کسی پر اعتماد نہیں کر سکتا۔

ایلن کوارٹر مین

ختم شد

(بدھ 2 جولائی۔ 2003)

www.pdfbooksfree.pk